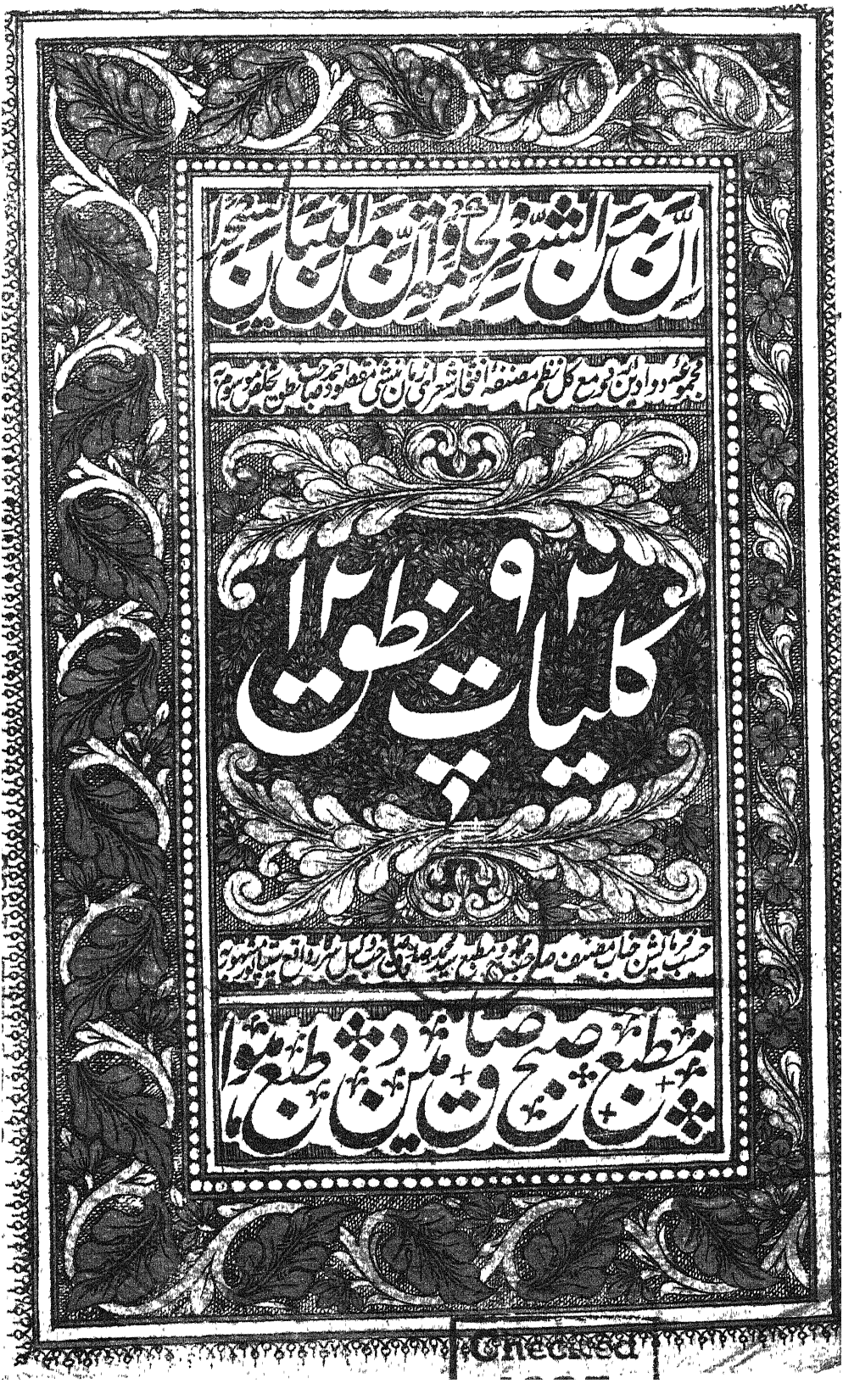
مجموعہ دواوین و مع کل نظم مصنفہ افخار شعرای زمان منشی مقصود احمد صاحب طرب تخلص موسوم بہ
کلیات ظفر
حسب فرمایش جناب مصنف مدظلہ العالی مطبوعہ سید محمد صاحب مالک مطبع مرزا اللہ سہائے منشور
مطبع صبح صادق میرٹھ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریر میں یہ حمد حق نے ہنگام رقم رکھا
وہیں لب سہ گیا رکھا جہاں ہی قلم رکھا

کیا جب عزم ہمنے اوسکی اسم پاک لکھنے کا
سر صفحہ سر سجدہ قلم نے دمبدم رکھا

اشارہ تھا یہی برباد ہوگی شوکت دنیا
قضا نے اسلئے دوش ہوا پر تخت جم رکھا

دکھایا یہ قیامت کا اثر اشک ندامت نے
کہ محشر تک رہا رشک مہ عصیان نوم رکھا

ہوی جمعیت اضداد ایسی صانع کی قدرت سے
اوسی نے خاک و باد و آب و آتش کو بہم رکھا

عجب اندازکے ناز و ادا لے کیے پیدا
عجب نقشو نمین اونکی طرز دلکش نے قلم رکھا

وہ قد آفت کا بخشا جو کری سیدھا قیامت کو
وہ طرہ نفس دین دین مین پیچ و خم رکھا

بھنو نمین خم کمانو نکا مژہ مین توڑ تیرو نکا
نظر مین آبداری تیغ کی خنجر کا دم رکھا

کیا ثابت کہ سے دونون نے ہست و نیست کی بنیاد
ہین کے لکھنے مین گویا طلسمات عدم رکھا

شہادت کو زبان کار ہای تشنہ حاضر ہے
کہ ہم نے جوش وحشت مین مین پر پا لوہم رکھا

رہی جانکندنی کی رات بھر امید اجل کی نگہ
سحر تک انتظار یار نے آنکھو نمین دم رکھا

جواب آنکھونکو کب سے دی دیا تہا خون رونے کو
یہی کہتا رہا اب وہ چلی ہونگے اب آتی ہین

جگر نے بات ہم چشمونمین رکھہ لی دیدہ تر رکھا
شب وعدہ دل بیتاب کو دیدیکے دم رکھا

نہ اندیشہ کیا سر کارہ پر خوف الفت مین
جزاک اللہ تو نے نطق مردانہ قدم رکھا

کب تک ای طالع وہان اس طرح تو لیجایگا
لائیگا حسرت بہرا پر آرزو لیجایگا

عشق ہر جائی ہو تونکا آبرو لیجایگا
دربدر خانہ بخانہ کو بکو لے جایگا

ای کبوتر ہو سمندر ہی تو بال و پر جلین
خاکنامہ میرے سوز غم کا تو لے جایگا

ہاے وہ دل جان سی بہی جسکو کہتے تہے عزیز
کیا خبر تہی ایک شوخ تند خو لیجایگا

نازکی بازوی قاتل سی ہوتا ہی یقین
زخم کا مشتاق داغ آرزو لیجایگا

تنکدی ہو آے کعبہ کی زیارت کر چکے
اب کیان پہر اشتیاق جستجو لیجایگا

جب کبہی آیا ترا دیوانہ قد باغ مین
قمریون سے چہین کر طوق گلو لیجایگا

تیری چالاکی سے ہوتا ہی یہ ہمکو غمزی یقین
تازیر جور و ستم مین پیش تو لیجایگا

کیا خبر تہی ہم تو آوارہ ہین کی ای صبا
تیرا جہوکا راہ چلتے اوسکی بو لے جایگا

اے عدو سچ سچ بتا کیون قتل کرتا ہی ہمین
اوسکی مہندی کونہنی کو کیا لہو لیجایگا

بزدلے کا دل بڑہا کر جان اوسکی لیجئے
مجہسے کیا بازی جانبازی عدو لیجایگا

نطق اگر چندی رہی گا یون ہو دای کلام
طور پر یہی ہمکو ذوق گفتگو لے جایگا

تو سادہ ہے مثل رخ ای یار دل کا
کہ انکار بوسہ پہر اصرار دل کا

بلا دام ہے گیسوے یار دل کا
کہ ہر حلقہ پہندا ہے دو چار دل کا

نہ جائے سر سے یہ بھی آزار دل کا
رہے دست بردل ہی بیمار دل کا

بلا مین خریدار گہرے ہوئے تھے
شب غم مین تھا روز بازار دل کا

وہی عشق سمجھے تھے ہم کھیل جسکو
ہوا جی کا روگ اور آزار دل کا

ہوئے آپ پیچین اثر سے قلق کے
نرو کا گیا ایک بھی وار دل کا

کہان دل جو غمزہ پہ اب مانگتا ہے
نہین ہون مین انسان دو چار دل کا

پتا مال ہی کا تھین کیسی قیمت
کجا بوسہ اونکو ہے انکار دل کا

پڑا اس مین برسون کرانا کیا ہے
یہ سینہ کبھی گھر تھا بیمار دل کا

جلانا ستانا دکھانا ملم
مگر جرم بھی اے دل آزار دل کا

تجھے چھیڑتا ہے تقاضون سے ہر دم
نہین پھیر لینا کچھ اے یار دل کا

وہی روگ مجھکو ہے جو میر کو تھا
سنا نطق نالہ ترے زار دل کا

ہو جاے سامنا جو تمہارا بہار کا
اوڑھ جاے رنگ باغ سے سارا بہار کا

گلشن مین رنگ لالہ و گل کا اوڑا دیا
میدان تیرے رنگ نے سارا بہار کا

پہلوی گل مین دی ہی جگہ مجھہ سی خار کو
کرتا ہون شکر ای چمن آرا بہار کا

گلشن مین دیکھتا ہے وہ گل چاندنی کی سیر
چمکا ہوا ہے خوب ستارا بہار کا

پیری مین بھی ہی ہین جوانی کے ولولے
اپنی خزان مین رنگ ہے سارا بہار کا

جاتا رہا جنون کا وہ شور و شر تمام
سر سبز خزان نے کیا جن او تارا بہار کا

دل مین خیال عارض رنگین یار سے
شیشے مین رنگ بھر لیا سارا بہار کا

بولے وہ در بکند دل داغی کو جاک جاک
لالی کا ہے یہ پھول ہزارا بہار کا

عہد شباب فتنہ نے پھر کی نہ بازگشت
موسم نہ آیا نطق دوبارا بہار کا

دکھلای زخم دل جو دل افگار آپ کا
بھولے یہ سب ہنسی لب سوفار آپ کا

عالم ہے وقت سیر خریدار آپ کا
بازار گرم ہے سر بازار آپ کا

تھوڑی سی کرم مین بندہ ہون سرزنش کا
آپ یکبار میرے مین سو بار آپ کا

پہلی ہی چاندنی سے جو برقع الٹ دیا
ماہ چہاردہ ہے کہ رخسار آپ کا

ہر دم کے انتظار نے ہمکو کیا ہلاک
انکار سے بھی قہر ہے اقرار آپ کا

جنس گناہ ہم عوض خلد بھی ندین
محشر کو ہو کرم جو خریدار آپ کا

چشم کرم ہو یا کہ نگاہ عتاب ہو
مدنظر ہون مین ہی سر کار آپ کا

دربان او تمہای در سے جو بیٹھین گلی مین ہم
آنکھین دکھای روزن دیوار آپ کا

انگڑائی لیجیو تو دوپٹہ سنبھال کر
سینہ کہین ندیکھ لین اغیار آپ کا

پہلا رہا جو دام فریب و فا یون
ہوگا نہ کون کون گرفتار آپ کا

صورت جو دیکھ لین گی تو ایمان جائین گے
کلمہ پڑہین گے کافر و دیندار آپ کا

کر یاد ہی نہین کی نہ بوسی کی ذکر پر
غمزہ نہ اوٹھہ سکے گا یہ ہر بار آپ کا

آسیب بن کے ہمکو ڈراتا ہے جب تب
سر چڑہ گیا ہے سایۂ دیوار آپکا

مین نطق کی قریب تہا سنتا تہا جان دی
آسودہ نام لیکے گئے یار آپ کا

لہو مین رہا ہون مین غم مین گواہ ہی رنگ چشم تر کا
تو دیکھیو یا میگا اب بھی لہو مین ٹکڑا کوئی جگر کا

جو پر نکلتا ہون انکی درپہ تو نوچ کہاتے ہین بال و شہپر
کوئی نہ ناصح ہو ہر گز اسکا علاج کرتا ہی درد سر کا

چلی تھی گھر سے عدو کے کہ کچھ آئی رسی کیا دہر کو
حضور دیکھا ہی کچھ تماشا ہمارے اس خنجر کے آبرو کا

یہ زرد گل رخ کی رو ہی کہ جیسے برگ خزاں رسیدہ
یہ سیر سر و اوسکی پیش قد ہی کہ جیسے سایہ کسی شجر کا

سخن ہے اول کی آنی ہی میں جو خبر ہو کسی کو اوس کی
تو منہ لپیٹ پڑی رہیگی کرینگے حیلہ وہ درد سر کا

ہزار زون ہیں اس انجمن ہے میں جن کو سن کر سبھی نے کہدیا
ذرا ہوئی رشک تو ہو مصنف خیال رکھون کہ سر کدھر کا

پہ نقص الفت کی وہ سزا ہی دکھا ئی دیدار اوسدم نے
جب اوسکی ہوتی تھین بند آنکھین دکھا نہ دیتا تھا اوسوا نظر کا

تڑپ رہا ہون میں نیم بسمل ذرا سا تسمہ لگا کہی قاتل
کہین نہو آسان جلد مشکل پڑا ہی کام اک اور جگر کا

عجب یہ کچھ درد لادوا ہی الٰہی یہ ماجرا ہی کیا ہی
نہ نام جسکا مین جانتا ہون نہ اوسکا معلوم ہی مگر کا

تمہین ہے آخر خصوص عیب تردد ذرا سی ہر گز نہ ہوگی
سو ہی گا نہ دلکا جسدم تو خون ہو وجود جگر کا

جو کوئی دلبر ہے آفت جان وہ عمر طفلی ہی قیامت
بلای قہری ہوا تبہی ہے یہ سر وجسدم تہا تہ بہر کا

جلا مین جسکی کیا نہ نالہ نہ درد دل ہی کبھی نکالا
نہ مجھ مین عادت سپند کی ہی نطق مجھ مین خواص اگر کا

اوس کج ادا سی دسکی بھی مین خفا نہ تہا
شکوہ جو تہا سو وہ گلۂ دوستانہ تہا

ملنا جو چاہتے تو نہ کہل سکتے کیون گرہ
کچھ عقدہ لاحل آپکا بند قبا نہ تہا

جتنا جلا ہون رات کو مین سوز ہجر سے
اے شمع رو چراغ بھی اتنا جلا نہ تہا

پوری ہماری عمر کی ہوہی چکی ہے دن
مرنا بتون پر ایک قضا کو بہانہ تہا

ہر بوت سے تہے بزم حسینا نہین پاک ہم
کچھ اور دل لگی کے سوا مدعا نہ تہا

خلوت کی بزم مین وہ جماتا تہا شب کو کیون
کچھ اور مدعی کا اگر مدعا نہ تہا

آوازہ تہی نغمہ سرایان باغ کا
اہی رشک گل ترا سا کسی کا گلا نہ تہا

نظارہ باز آتے تہے جب دور دور سے
اے شاہ حسن مرجع کل آستانہ تہا

ہر لحظہ ہمکو تازہ شکایت تھی ہجر مین
ہر دم اونہین نیا آنے کو تازہ بہانہ تھا

چشم بتان کی دور مین کچھ پیر چرخ ہا بہت
اتنا تو آسمان کبھی فتنہ زا نہ تھا

در پردہ عرض حال کا موقع ملا تھا خوب
ہنگام خواب جب وہ سیہ شوق فسانہ تھا

غصے نہو جو لے لیا بوسا حضور کا
کہیے کو اسمین خرچ ہوا کیا حضور کا

پاتا ہے تیور و نسے اشارا حضور کا
مجبور کیسے تیر ہو کتا حضور کا

جی چھوٹ جاے آپ اگر امتحان لین
کیا بنبوس ہے چاہنے والا حضور کا

تھی مست حسن ہو گئے مست شباب بھی
بتو ہوا ہے نشہ دوبالا حضور کا

سو عیب ہین حسینو نمین فی بکا تو ذکر کیا
تصویر کو بگاڑ دے چہرا حضور کا

پوچھو نہ وجہ خندۂ بیجا کی شیخ جی
ہنستا ہون دیکھکر مین تماشا حضور کا

لایا نہ تاب برق تجلی تو کیا عجب
موسی نہین تہا دیکھنے والا حضور کا

کمراہ کر دیا ہے فریب جمال نے
بندے خدا کے پڑتے ہین کلما حضور کا

جوہر مگر خدا نے نکالا ہے جان کا
کیسا لطیف جسم بنایا حضور کا

چشمک کرین جو غیر تو آنکھین نکال لون
پا جاؤن اگر ذرا بھی اشارا حضور کا

کرنا ہے ہمکو کشور وحشت کا انتظام
ہی آج قصد جانب صحرا حضور کا

جیسکے نہ کیونکر آنکھ کہ بجلی کی ہے چمک
پردے سے دفعتہ نکل آنا حضور کا

ہے رنگ کیف گریہ خونی سے آنکھ مین
مین نے پیا ہے جام تمنا حضور کا

موزون ہوی یہ آہ کہ دل لوٹ ہو گیا
آنکھون مین پھر گیا قد بالا حضور کا

سمجھا مین مع جہ حسن داد ادای حسن
دل کی لیے تہا حسن تقاضا حضور کا

کچھ نطق کو نہ گنجی پر اتنو نمین ایک بھی
ایسا نہین ہے چاہنا والا حضور کا

نہ دل دے حسینو نکو نادان اپنا — ذرا نیک و بد سمجھے انسان اپنا
ہوا ہے نہ ہوگا تو اے جان اپنا — نہ نکلا نہ نکلی لگا ارمان اپنا
نہ چھیڑ و کہ او جھین گے ہم مثل گیسو — مزاج اندرنون ہے پریشان اپنا
وہان شیرنی حوبلی کا پھوبجا جو شہرہ — پری چھوڑ دیگی پرستان اپنا
تو دیکھے جو آئینے مین اپنی صورت — تو سو جان سے خود ہو قربان اپنا
نہین ہین یہ سینے مین داغ محبت — گلو نسے بہرا ہے گریبان اپنا
بہت چوکے ناحق لیا اونکا بوسہ — جتاتے ہین وہ روز احسان اپنا
ندوگا نیان ہم بھی کچھ کہ نہ بیٹھین — ذرا منہ سنبھالو مرے جان اپنا
قیامنگ کرتی ہی وحشت مین ہمکو — گلا گھونٹتا ہے گریبان اپنا
شکایت تو ہم حق سے اوس تبکی کرتے — کرین کیا کہ ہے جان پہچان اپنا
نہین نبض بھی ناتوانی سے چلتے — مگر ہو گیا جسم بیجان اپنا
تری آرزو مین تو مری مٹے ہسم — ملا خاک مین تا ہی ارمان اپنا
دلا اے ناوس یار لے جا بغل سے — عوض اوسکے رہنے دے پیکان اپنا
نہین میری فریاد بلبل کا نالہ — سن اے گل ذرا کھولکر کان اپنا

یہ اشعار ہین نطق موج بلاغت
محیط فصاحت ہے دیوان اپنا

اوس گل کے ہجر مین جو دم اپنا نکل گیا — اچھا ہوا خلش گئی کانٹا نکل گیا

گلشن مین باغ باغ ہون کہکا نکل گیا — صبا کے نکلتے ہی کانٹا نکل گیا

وہ بت بغل سو دیکے یہ فقرا نکل گیا — چولی مری مسک گئی شانا نکل گیا

وعدہ خلافیون سے ہوا حسن کو زوال — بگڑی جو ساکھ اونکا دوالا نکل گیا

دمبازیان تو اوس بت عیار پہ ہین ختم — قابو مین آکے دیکھئے کیسا نکل گیا

ای بت تجھ خدا نے عنایت کیا وہ حسن — آگے ترے حسینون کا نقشا نکل گیا

چادر جو باد صبح نے اوس غنچہ سی لوٹ دی — خورشید کا چمک کے نکلنا نکل گیا

بیتابیون کا حال نہ کچھ پوچھیے حضور — اوچھلا یہ رات منہ سے کلیجا نکل گیا

اوس طفل کا پتنگ ہوا اس قدر بلند — ٹکرا کے آسمان سے مڑھا نکل گیا

کوئی بزور کہانسکے دو سیر کا رزق — چکی کے منہ سے صاف نوالا نکل گیا

توڑا ہوا چمن مین زر گل کا باغبان — فصل خزان مین تیرا دوالا نکل گیا

رندو بکی ہوم سکے نہ لایا حسد سے تاب — مسجد سے شیخ لیکے مصلا نکل گیا

ہون آب ضعف سے تن مین نہین ہے خون — سینے سے تیر یار کا پیسا سا نکل گیا

پیر نہیر تہا نہ خوب پیشان عشق سے — عمرے سے ترے دم ہی مسیحا نکل گیا

مان راز کہل گیا مگر انصاف شرط ہے — مین رو کتا تہا گر یے کو نالا نکل گیا

گہوڑ دوڑ نظیر عرصۂ معنی مین جب ہوئی
آگے ہمارے فکر کا گہوڑا نکل گیا

راز الفت چہپ گیا سب سمجھو سودا ہو گیا — چاک ہوکر پیرہن پردہ ہمارا ہو گیا

سنکے میرا حال ہستی ہین اونہین کیا ہو گیا — کیا نہ وہ بدنام ہونگے جب مین رسوا ہو گیا

سیخ پر جل جل گئے تقدیر کے میرے کباب — بادہ تہا انگور ہی مین اور سرکا ہو گیا

کس قدر سینہ خدا جانے ہوا پر درد
آہ جو دم تا بلب یا وہ نالا ہو گیا

آرزومند اوس سہی قد کے ہوی لوگ اس قدر
رفتہ رفتہ سرو سے سرو تمنا ہو گیا

دور رکھا تھا جو اوس مہ رو کو مجھ سے رات بھر
ای شب فرقت ترا منہ اس سے کالا ہو گیا

الی وڑہی سی دائیونکی ہوش موج بوی گل
ای جنون کیا تو سن وحشت کو کوڑا ہو گیا

حسن یہ ہر ہر قدم ٹیکا خرام ناز سے
حور کی تصویر ہر نقش کف پا ہو گیا

دم مین جل بھنکر پتنگی خاک یکسر ہو گئے
اے چراغ اب تو بکچیا تیرا ٹھنڈا ہو گیا

ہر کبوتر ہو گیا گردان قصر یار کا
جو گیا لیکر ہمارا خط وہین کا ہو گیا

جب کہا وعدہ وفا بوسے کا ہو کہنے لگے
ہنسنے ٹالا تھا بہانے سے تقاضا ہو گیا

مین ادہر ہر جوش جنون سے بنگیا لڑکو تماشا
ودادہر ہر جوش جوانی سے تماشا ہو گیا

کٹ گئی فرقت کی شب واجب ہے تا کرنا شکار
لیکر نجم ہی اوٹھوا ئے نطع مہ ترکا ہو گیا

سینہ تب فراق سے آتشکدہ ا ملا
دل کی جو سلگہ نخل تنین سمند جلا ملا

کیا مال مال و زر ہے جو گنج غنا ملا
سب کچھ ملا اگر دل بیدعا ملا

ملنے کی کب امید تہی شکر خدا ملا
کوئی ضمیر مین دل مجھے گویا پڑا ملا

آواز بیٹھ جائیگی مجھ سے نہ بحث کر
بلبل کسی کو ہیچ ہے جا گر گیا ملا

رنج و ملال عیش و طرب ہے خدا کی دین
جو کچھ دیا دیا ہین جو کچھ ملا ملا

اے خار اسکو توڑ کے میرا نہ دل دکھا
سو دشت چہان کے ہے ایک بلا ملا

او مین ہیوفا کو چھوڑ ہی سکتی نہین ہم
پا مرد فا ہی کیا فرین جیسا ملا ملا

تقسیم یون شباب کی دو دو تین ہوتین
صاحب کو جو شتر ہین ہمین لولا ملا

بدلی جو تو نے آنکھ زمانہ بدل گیا
نظرین پھرین ملین رخ ثرگان پھر گیا

انصاف سے تو او سکی ہین خوبیان تجا
جسکو ہر ایک عضو بدن آئینا ملا

کیون سجدہ ریز اپنی جبین نیاز ہے
کسکا یہ راستی مین ہین نقش پا ملا

گو خاکسار لوسے ہے گردن جھکی ہوئی
پر بے نیاز لو سے سر عرش سا ملا

کیا دم کیا ہے ناک مین طفل نیر نے
آفت ملا ہے قہر ملا ہے بلا ملا

مضمون سی ہی جوڑ یکی بندش ہی چست تر
کچھ بڑھ کے ذہن ہے تمہین گیسو سا ملا

جور و جفا نے پھیر دیا اوس طرف کو دل
واللہ ان تو نکے بدولت خدا ملا

ای عشق تو نے عمر حسینون مین کی بسر
پیچ کیسو انمین کوئی تجھے باوفا ملا

11

کیا کرے کب تک ستائی خود وہ حیران ہو گیا
چاہ سے ظلم محکم راحت جان ہو گیا

مین جو در دہجر سے اوس گلکی گریان گیا
رات بھیگی اس قدر شبنم سے طوفان ہو گیا

ناقہ لیلی کا شاید آگیا مجنون کو ہیان
یا ابھی کیا تنہا نالی یا حدی خوان ہو گیا

رات دود آہ پھیلا تھا عجم رخسار مین
اس تکلف سی کہ بس گیسو پریشان ہو گیا

مر گئے پر بھی نچھوٹا خسیسے وہ ارتباط
جو ہماری خاک کا ذرہ تھا افشان ہو گیا

تھی امید آیا کریگا گور پر وہ بھی گئے
کیا غضب بے قتل کرکے وہ پشیمان ہو گیا

دلفریب او سکا ہے ہر شیوہ کہ دل مین جو رہے
غم بھی اس انداز سے آیا کہ ارمان ہو گیا

سیر مین سو اتھا کبھی کاکل کا پر اضعف سے
دہیان ہی او تر اہوا اخوات پریشان ہو گیا

وحشت دل آ ہی ہین اب جیل رہین اچھا تو ہے
گھر کا یہ نقشہ ہو کر پڑ کر بیابان ہو گیا

بھا گئی آشفتگی نسبت شریف یار کی
دل پریشان ہو کے اپنا سنبلستان ہو گیا

اونکے غصے سے ڈرا کرتے تھے پر لوٹی بہار
چہرہ جب گرمی سے دمکا تو گلستان ہوگیا

دل پر ایسے نقش تھے جلوے قد پر نور کے
رات جو نالہ اوٹھا سر و چراغان ہوگیا

عشم بد دور آج تو اوس نے کیا ایسا بناؤ
مجھکو غش آگیا آئینہ حیران ہوگیا

شب خم و چم کہو دیا حضرت زوال حسن نے
آیکا گیسو مرا حال پریشان ہوگیا

پاکی قالو مان لینا وعدۂ فردا یہ کیا
دلکو اپنے کیا کہون کیسا یہ نادان ہوگیا

نطق اوس دہن کی وہ عدیسی ہم واقف ہین خوب
تیری خاطر سے کہے دیتے ہین ن ہان ہوگیا

اوسکی گلی کی دست جو لائی تو لائی کیا
دل ہی وہین پر ایسے ہم آئے تو آئے کیا

زلفین تری بنای وہ کھیلی جو جان پر
ہاتھونپر ایسے کالونکو کوئی کہلائے کیا

زاہد کو خاک ذوق شراب کباب ہو
مارا ہے اوسکا منہ تو خدا نے وہ کیا ہی کیا

ایدل نہ تجھکو ننگ نہ اوسکا خیال ننگ
چپ چپ یہ آہ آہ ہی کیا ہا ہی کیا

ای دل کریگا تو وہی جو تیری جی مین ہے
اس عشق کے مقدمے مین میری آئی کیا

روکا جو نالہ صدمے سے آنسو نکل پڑے
جب یون کہلے تو کوئی محبت چھپای کیا

آتے کو جھڑکیان ہین تو جاتی کو گالیان
اونکی گلی مین کیجئے کوئی آئے جائے کیا

جتنا اونہین مناؤن بگڑتے ہین اور ہی
قسمت بگاڑ پر ہو تو کوئی بنائے کیا

بوسے کو آج آہی مین کل دی گئی تھے دل
کیا خوب تو خوب کہی نئے لائے کیا

آپہی کبود ہونگی وہ لب بار رنگ سے
کافی ہے صرف پان مسی لگای کیا

مستی ناز و جوش جوانی مین کیا حجاب
جب غنچہ کھل کے گل ہو بدن پہ جای کیا

ہوتا ہو چاندنی مین جو ای دل عرق عرق
وہ گرم جوشیونکی بھلا تاب لائے کیا

اے ذوق مرہی رہ کہ بہت آچکی ہے رات
سونے مذیگی آج تری ہائے ہائے کیا

دل نے کسیکی آنکھ کا عاشق بنا دیا — مرشد نے آج ہمکو پیالا پلا دیا
سیرمہ جو تو نے آنکھ مین ای دلربا دیا — فتنے کو قہقہر کو آفت بنا دیا
کرتی ہے حرف شمع کو گل یاد صبح گاہ — یہ وہ غضب ہے کہ دل ہی بجھا دیا
گھر پھونک بیٹھو شعلہ مزاجی سمیسان — لوگو مری خیال نے دل ہی جلا دیا
نقش خیال سے تھی ذرا دلکو دل لگی — خانہ خراب ضعف نے وہ بھی مٹا دیا
جب جی نہ بن پڑی تو سویدا کو دیکھکر — دل میرا پھیر دینے کو ہنسنا لگا دیا
کیا چیر نقش فرش تھا پہلوی زمین — رشک عدو تراش نے دشمن بنا دیا
لذت کچھ اپنی چاہ مین بھی ہمکو کم نہ تھی — لیکن تمہی لگاؤ نے اور ہی مزا دیا
کی آرزو جو پردہ اوٹھانیکی دیکھئے — شوخ ستم ظریف نے مجھکو اوٹھا دیا
اے روے یار آئینہ وقف جلا رہا — تیری صفا نے خاک مین افسکو ملا دیا
گرمی شوق مین جو مین اونسی لپٹ گیا — اُف کرکے بولے چھوڑ دی سینہ جلا دیا
دہن بندہ گئی جو سینہ زنی کی فراق مین — دست اجل نے رات کو جرسا بجا دیا
کیون سوزن جفا سے نہ گردون آنو کرے — تہمت یہ خم پر ہے کہ تو مسکرا دیا
کیا بخت و جذب و نالہ و دست و نگہ کو رو مین — جو کچھ ہمین خدا نے دیا نارسا دیا

گلگشت مین تفرج مزاج اونکو لے گئے ذوق
نکہت کو جای گرد صبا نے اوڑا دیا

دل سے لیکر تا بسر میدان رستاخیز تھا — اوسکی خال و خط کا سودا روز شور انگیز تھا

ناز غمزے مین کوئی نادر کوئی خنجر نہتا
قتل پر مجہ بیگنہ کے سب کا خنجر تیز تہا

رات کو اوسکا غم فرقت بلا خونریز تہا
دم کشا کش سے گلی کو ایک تیغ تیز تہا

تا نہ ملوا تا تہا عالم کے ترا جوش شباب
کیا بلا سینے کا انگیز اشتیاق انگیز تہا

شاید اوس رشک مہ نو صبح دم کھولے تہے بال
موجۂ بادِ صبا گیسوی عنبر بیز تہا

روبرو میرے سریر کلک کہنہ مشق کے
نغمۂ رنگین نوایانِ گلستان ریز تہا

اور کیا کرتا وہ شوخ ای اشتیاق فتنہ خیز
وصل کا وعدہ دروغ مصلحت آمیز تہا

گلشن تروئی صنم کی یاد ہین شبہا دراز
نقش پا گویا پیالہ رنگ کا لبریز تہا

لطف پنہان کو نگاہ بسوکرتی تہی عیان
اوسکا انداز تغافل التفات آمیز تہا

آبلے پڑ گئے منہ مین جگر مہن مہن گیا
جام مے مین نے ترے رات آب آتش تیز تہا

کچہ دلون سے آب نظر آنے ہین سینے مین کہڑ
ورنہ زخم آلے رہے جبتک کہ ناخن تیز تہا

درجۂ تمکین کو پہنچا تہا نہ مجنون عشق مین
میرے آگے گرد باد دشت وحشت خیز تہا

میرے دل مین یار پہنچے تہے جسے موج نفس
خونفشان وہ باکسکی ناوک خونریز تہا

آرزوئی وصل مین انگڑائیان لیتا تہا
کیا نسیم صبح کا جھوکا بہی شوق انگیز تہا

کوہکن ای عشق تہا کیا تلخ کامی کے لئے
ای ہوس کو لب شیرین کو کیا پرہیز تہا

رات تیرے غم مین ساقی تہا یہ جوش آنسو تک
ساغر دیدہ سے جام غم تک لبریز تہا

حلقۂ نارسیدہ زن تہے سب لبہ ارکے
رات کیا غم خانہ میرا آہ ظلمت خیز تہا

تیر سا لگتا تہا آکر دیر اہل شوق کے
زمزمہ مرغ سحر کا کتنا دردآمیز تہا

بوسہ نامی لب کے غم مین جان ہی اوسکی گئی
اوسکا پکا تہا مجہے حسن چیز کا پرہیز تہا

ناز و انداز و ادا ان سب مین سوتی ہی سہی
بعد اسکی غمزہ و چالاک و غمزہ تیز تہا

تیشۂ فرہاد نی جو نقش کہودا سنگ پر
نطق وہ آرایش عشرتکدۂ پرویز تہا

دیکہی جو اوسکی چال گرفتار ہوگیا — زنجیر دل کو موجۂ رفتار ہوگیا
توبہ جو کی تو توبہ کا پندار ہوگیا — ہلکا گنہ سے ہوکے گران بار ہوگیا
سیر مین ہوای زلف جو بہری ہو جنون — دل مین جمی خیال تو آزار ہوگیا
گل تک نسیم میری رسائی محال ہے — خار و خس چمن کا ہوا دار ہوگیا
یہ سوچتے نہین ہین کہ ہان کس طرح کہی — جی مین ہین خوش کہ وصل کا اقرار ہوگیا
ملنا جو اوس سے ترک کیا درد دل بڑہا — پرہیز سے مین اور ہی بیمار ہوگیا
فرط قلق سے راتکو پکڑے دل و جگر — تیری تگی مین مین کوئی سوبار ہوگیا
زنجیر پانو مین ہے علی بند کی پڑی — سنہدی کا چور آج گرفتار ہوگیا
ہر دم کراہتا ہے دل زار درد سے — پہلو ہمارا خانۂ بیمار ہوگیا
شوخی سے مثل برق ندی خصت نگاہ — خود حسن ہے نقاب رخ یار ہوگیا
اللہ ری تاب خیرگی نظر کو ہے خیرگی — رہی فروغ حسن سے دیوار ہوگیا
جسدن سے تاک جہانک کا لپکا تجہے پڑا — عرفی کا نام مطلع انوار ہوگیا
سودائی جنون نے یہ جہاکیا سلوک — اونکی تو شان بڑہ گئی خوار ہوگیا
زنہار سے ہوئے تہے مرے لب آشنا — خود ظلم سے وہ تہاکے کم آزار ہوگیا
وہ ڈر سے میری نالۂ سودا ہدو کی پاس — کسکا نصیب یکئے بیدار ہوگیا
کچہ ماجرا سے گریہ تو ای آشنا پوچہ — پانی لہو ہو جسمین وہ آزار ہوگیا
ای بت یہ تیری شوق ہم آغوشی مین جگہ — جسم نزار حلقۂ زنار ہوگیا

بیطاقتی شوق سے تاب نظر نہ تھی
دیدار آپ پردہ دیدار ہو گیا

وصف دہن مین بند ہی میری زبان نطق
کہتے ہین لوگ صاحب اسرار ہو گیا

آنے مین کیون جی آج تساہل نہو سکا
کچھ جذب دل سے عذر تامل نہو سکا

کیون مجھپہ التفات و تفضل نہو سکا
خو ہے تو کیون عدو سے تغافل نہو سکا

کرتے ہین حد کا ظلم پہر مسیر یہ طعن ہے
تجھہ سے تو ناز کا بھی تحمل نہو سکا

بیصبر دل نے آتی ہی بدظن اوسی کیا
کمبخت سے ذرا بھی تامل نہو سکا

مجھکو خلن تھی جور پر ایماے مجھ کے
ورنہ نہین کہ مجھہ سے تحمل نہو سکا

اوس لب کا بوسہ لیکے نہ ہمسے رہا گیا
وہ چاٹ پڑ گئی کہ توکل نہ ہو سکا

ذکر رقیب جو وہ بگڑی تو کہہ چلا
مین بھی بھرا ہوا تھا تامل نہ ہو سکا

بوسے کی ہے ہوس مجھے اوس مست ناز سے
جسکا حریف لب قدح مل نہو سکا

چمکا رہا وہ چہرہ بدولت جمال کے
یعنی چراغ مال کا تہا گل نہ ہو سکا

خانہ خراب چاہ کا کیا پیار کا تہا وقت
وہ فوج کر رہے تھے مگر غل نہ ہو سکا

ساتہ اونکے گھر رقیب کے [illegible]
اس شکل پر بھی مجھسے تامل نہ ہو سکا

بیطاقتی شوق سے بخش کہا کی گر پڑے
پردہ بھی لیکے کا تحمل نہ ہو سکا

مشق ستم کا جب سے اونہین پڑ گیا مزہ
تب سے تو دو گھڑی بھی تغافل نہ ہو سکا

توڑا امر ورا لاکہہ مگر خوش خمی مین نطق
ہمسر کی لف سے سنبل نہ ہو سکا

سنائی کون انکو قصہ درد نہان اپنا
جلیس اونکے نہ اپنے ہین اونکا قصہ خوان اپنا

دل نازک ہی تا بکا دش بیدار کرتا ہی — مرا مہر امتحان دل پہلے کرلے امتحان اپنا

کہلے بالون یکایک وہ کسیکا بام پر آنا — اولجھ جانا نظر مین ہی وہ دل ناگہان اپنا

ذرا آہستہ شانہ کیجیو مشاطہ زلفون مین — خیال انکو ہی ہے تجھکو کہ دل ہی ناتوان اپنا

چرا تا ہی بدن مثل گل تر آغوش عاشق مین — چھپا تا ہی دم بوسہ رخ شکل ہان اپنا

جلال عشق کتاب غرور حسن لاتا ہی — ذرا سی بال دائی مین جو چاہو تو کہان اپنا

جسے منظور ہو کرلے زیارت ہم مین محبوبکی — ہیا ہی نذر کشتا تھا وہ یار ناتوان اپنا

ہم اونکو آزماتی ہین وہ ہمکو آزماتی ہین — وفا مین ہم وہ دیتی ہین جفا مین امتحان اپنا

مین دیکھ رہا ہون اسلیے نامہ پیام ہی صید — جسے بیجون کہان اوسکے وہ کرے قصہ بیان اپنا

کہین بکھرے ہین گل می کے کہین ہین شیشہ و ساغر — رہا ہی ایک مست ناز شب بھر مہمان اپنا

بھلا دے لطف کیون ہو دلربا تیغون کا گلہ کرکے — مزہ ہی دل کی شکوی مین کہ وہ ہی زود ان اپنا

ہا کرتی ہو سر روز ن سے جلوہ کی گل افشانی — اوسی مین ہی ملین بہی سنا ہی آشیان اپنا

ٹھہرتی ہی تو بہر کی آتش گل کسکو ٹھہرا تا ہی — کہ نذر برق کب کا ہو چکا ہی آشیان اپنا

نہ معلوم آج دل دکس فکر مین نالہ کہنچا تا ہی — کہ اب تک زخم کی صورت دہن ہی خوبچکان اپنا

نہ بازآئی ستم کرتا ہی رسوا ہو اچاہے — مجھے کیا اور بہی کالا کری منہ آسمان اپنا

ابہی غش مین تو ہی انکار پر جاؤن تو کیہو نگا — یہ ہونکر کہولیے گا طرہ عنبر فشان اپنا

کبہی تو ہی کہ مضمون نکا پڑہا تہا شعر جو ہے — ابہی تک ہمسے بدظن ہی وہ شوخ بدگمان اپنا

اونہین ایذا مین ہم کسطرح بی التفاتی کا
کہی جب تک نکالے آہ حوال نطق جز بان اپنا

بے بوسہ لیے آج تو بند انہین اوٹہتا — دیدے دلوا گر مسے تقاضا نہین اوٹہتا

۱۷

اقلن ظہین

ہان جذب دل اثر تک کا صدا نہیں اوٹھتا
پہلو عدی وسے ستم آرا نہیں اوٹھتا

مرکز ہی دریا سے بند انہیں اوٹھتا
مچلا ہے یہ مرد اکہ جنازا نہیں اوٹھتا

بتیاب سہی پر نہ مجھی دیجئے طعنے +
تھوڑا ہے کہ مین درد سے چلا نہیں اوٹھتا

تم جانو مگر ضبط کی مجہ مین نہیں طاقت
پردہ نہیں رہتا ہے جو پردا نہیں اوٹھتا

لعنت ہے برہمن ترے بیرحم بتو پر
جا کعبے سے اب اپنا مصلا نہیں اوٹھتا

بیمار سر آزار کی ہوتے ہین توانا
اے عشق مگر تیرا گرایا نہیں اوٹھتا

کیا کیجیے ناچار اوٹھاتے ہین حفائین
دل اوس سے کئی بار اوٹھایا نہیں اوٹھتا

لیکر سر بستر جو پڑے عشق کا آزار
پہر وہ صفت پیکر دیرپا نہیں اوٹھتا

کثرت سے جنون داغ اوٹھائے نہیں جاتے
قارون کا ہمسے تو خزانا نہیں اوٹھتا

روتا ہون لگاتار تو کہتے ہین وہ ہنسکر
کیون آنکے منہ پر سے یہ سہرا نہیں اوٹھتا

ساقی لب میگون تو مرے لب سے ملادے
نشے مین ہون اب مجہ سے پیالا نہیں اوٹھتا

آئنہ بنے بیٹھے ہین ہم روبرو اونکے
حیران کو کچہ لطف تماشا نہیں اوٹھتا

بس بیٹھ گیا بیٹھ گیا نطق یہان پر
اب آپکے در سے نہیں اوٹھتا نہیں اوٹھتا

ہم بھی بدلے جو مزاج بت بدخو بدلا
سو رہے پیر کے منہ اوسنے جو پہلو بدلا

بیقراری کا نہ تسکین سے پہلو بدلا
ہل گیا عرش پر ایدل ذرا تو بدلا

اس قدر محو ہوا جلوۂ حیرت زا کا
آئینے نے نہ ترے سامنے زانو بدلا

گنج رخ لوٹ تو لون بوسونسی پر خوف یہ ہے
پیچ مین لاکے نہ لین اوٹھ گیسو بدلا

گالیون سے نہ تجھے لطف نہ مجھکو لذت
جان من بوسی سے بوسی کا نہ لی تو بدلا

یہ خموشی دل گستاخ نہیں نیم رضا
جی میں کہتا ہے وہ لیگا دم قابو بدلا

ہر سزا کا میں سزاوار ہوں لیکن یارب
اپنی رحمت کی طرف دیکھنہ لے تو بدلا

عکس رخ سے وہ ہوا سرخ خجلت سے پسید
روبرو یار کے رنگ گل و شبو بدلا

اور کیا چاہتے ہو آپ نے دونا تو لیا
بیدمانی کا ہیں چشمان سخنگو بدلا

شب غم کون تھا کروٹ کا لوانی والا
اضطراب دل بیتاب نے پہلو بدلا

کچھ نہ ٹھہرا ترے دانتوں کی صفا کے آگے
کیسا کیسا در غلطان نے نہ پہلو بدلا

فی اثر دیکھ کے گریئے کو ہے پانی پانی
عرق شرم کے قطرونسے ہر انسو بدلا

ابرو کا ہوا غم کیسے نرالا مضمون
خوب اوپتا دنے مطلع کا یہ پہلو بدلا

نقش بستر کی طرح بستر غم پر ہم نے
ناتوانی سے کسی روز نہ پہلو بدلا

ایک پہلو کو کئی مرتبہ باندھا اے نطق
کیا مضامین نے اشعار میں پہلو بدلا

نزع میں ہے انتظار قاصد محبوب تھا
قالض ارواح سے میں طالب مکتوب تھا

یہ ستم اول نہوتے تھے نہ یوں معتوب تھا
اس توجہ سے ترا پہلا تغافل خوب تھا

ان دنوں سید احسنان ف بھی نی ہی
ہر ستم پر حکم صبر حضرت ایوب تھا

مصریوں کی آنکھ کا تارا بنا ہاں نی یکنا
شہر کنعان میں جو نور دیدہ یعقوب تھا

گو دہن بھی میوہ تھا لیکن حلاوت یہ تھی
ہمکو خرمائے لب شیریں بہت مرغوب تھا

اور تو جو کچھ لکھا تھا سو لکھا تھا خط میں
یہ نرا شر تھا سلام غیر بھی مکتوب تھا

جسکو دیکھا آپ ہی بیگانہ ہی دیکھا اوسے
سالک راہ محبت جو ملا مجذوب تھا

خامشی حسن طلب بھی نظر عین رضا
دل ہی خواہان وصل کا وہ لب محجوب تھا

تل کا بوسہ دیکھ لالا اونسی ایکی دانی پر
جس سے سارا خرمن خوبی محی مطلوب تہا

غیر سے بے گنتی بوسونکو نہا یکہ حساب
مجہ سے خالی لطف تک احسا نمین محبوب تہا

گل کو رخ غنچی کو لوسکا ہی دہن تنگی فرض
الغرض ہر رنگ مین وہ پردہ مطلوب تہا

اوٹہہ گئی تہی صبا غنچو نمین گل ہونیکو سہم
رنگ بوئی یار سے ہر خوبرو محبوب تہا

قاعدہ وہ غالب و مغلوب کا چلتا نہ تہا
حسن کے باعث وہی غالب مین ہی مغلوب تہا

نطق تعریف مذاق اہل دنیا کیا کرون
میوہ خام نہال حرص تک مرغوب تہا

آنکہون مین جوش حسرت دیدار دیکہنا
باندہا کیا نگاہ نے طومار دیکہنا

عیسے کا معجزہ ہو جب اے یار دیکہنا
ٹہوکر کسی لحد مین ذرا مار دیکہنا

ہمسے ذرا عداوت خونخوار دیکہنا
جب دیکہنا ہمین اوسے تلوار دیکہنا

دیتا ہے کیا فریب وہ عیار دیکہنا
پہلو کلام کا دہ اقرار دیکہنا

بوسے کی آرزو نہ تمنا وصال کی
منظور کچہ نہین مگر اے یار دیکہنا

کرتا ہی غمزے بوسہ دہی مین لیکہ دل
اولٹا یہ ہمسے ناز خریدار دیکہنا

تیر نگہ مین خون کا دہبا ذرا نہین
کیا صاف میرے دل سی ہوا پار دیکہنا

مد نظر ہے کیا کوئی تازہ فریب پھر
کیون ہی یہ بار بار ادہر ای یار دیکہنا

وہ جب تک آئینہ مین آئینہ بہا آن نگہ بند تہے
قسمت مین مرنے دم تہا نہ دیدار دیکہنا

ہوتے ہین جلوہ برق تجلی کے رنگ مین
منظور ہے جو طاقت دیدار دیکہنا

یہ صرف تیرے آنے سے چہرہ بحال ہے
تو اوٹہتی اوٹہتے پھر مجہے بیمار دیکہنا

ہنگامہ ہوگا کیسے یہ چہا نہین کریز
روکین گے ایکدن سر بازار دیکہنا

آئے یار اب جو آئی تری عہد حسن میں
یوسف کو ہو نصیب نہ بازار دیکھنا

جھاڑو تو کوئی یار مین دیتی ہی اے صبا
تنکا سا ہی مرا بدن زار دیکھنا

موجود روی یار ہی حاضر حضور ہے
نکلا ہی چاند یا اولی الابصار دیکھنا

لیتے نہین ہین دل ہی فقط شہر کو نسی نطق
چانین ہی تہ جاتی ہین رفتار دیکھنا

اولش جب آپنے جام شراب کیا
تو شوق دل یہ پکارا وہ بی حجاب کیا

مین خوش ہون اون دنون جو بیدادی کی شتاب کیا
یہ دل وہی ہی کہ جسنے مجھے خراب کیا

ہوا یہ ولولہ و جوش بے حجاب کیا
شباب یار نے کار شراب ناب کیا

خفا ہوگئے دل نے یہ اضطراب کیا
کیا نہ ضبط بنا کام سب خراب کیا

لپٹ گیا سر بازار اوس پری وے
جنون کی صد نے مجھے آج کامیاب کیا

نہین ہے خال کا بیوجہ نقطہ چہرے پر
خدا نے خود تجھے خوبی مین انتخاب کیا

مرے ہی نکلے کہی بوسے یار کے دن
کچھ اور گھر سے دیا واہ کیا حساب کیا

ادا مین ناز مین غمزے مین حسن و خوبی مین
تجھے تمام حسینون مین انتخاب کیا

ہزارون نقش قدم روکش ارتنگ ہوئے
جو اوس گلی مین گزر تو نے آفتاب کیا

ہزارون جام نگہ مست کر دیے ہیں
تمہاری آنکھ نے ہر میکدہ خراب کیا

صدای صور سی جو تیرے کشن چونکے
تو شور حشر نے خاموش ہو کے خواب کیا

وہ چیر نے کو مرے دل کے تیر آتے تھے
زمین ہل گئی مین نے جو اضطراب کیا

یہ بجلیون کی گری ہی کہ ابر تر نے مجھ پر
کہ مہر سے شرم کی تیلے کو بے نقاب کیا

وہ ایک دم تہا کہ جب شمع جان جاتی ہی
یہ ساری عمر کا تہا غیش جو حساب کیا

وہ صبح گھر کو گئے سو گیا ہمارا بخت
تمام رات کی جاگی ہوئے نے خواب کیا

وہ کیا مزہ تھا جو قاتل کے زیر تیغ تھا
کسی نے بھی دم ذبح اضطراب کیا

یہ گرمیان سی ملاف اے تشنہ لب مشتاق
دہان زخم مین تیغ نگہ کو آب کیا

گلی گلی دل خانہ خراب لے نکلا
تلاش یار نے اے نطق کیا خراب کیا

نطق جانا تجھے اوس گھر مین اگر ہو جانا
دیکھنا آپ سے باہر نہ مگر ہو جانا

اپنا کر لینے کو بس نیم نگہ کافی ہے
کچھ بڑی بات نہین ہے لکا اودھر ہو جانا

ناز و انداز و ادا سب ہین اونہین کی جانب
ضبر کو چاہیے ایسے مین ادھر ہو جانا

جگنو ولی اونہین سات مین کو یاہی بہار
گرمی گریہ سے اشکون کا شرر ہو جانا

میرے سینے کو تڑپ کر نہ دلاسق کرنا
نہ کہین پردہ در زخم جگر ہو جانا

غم سے یہ رنگ ہے میرا کہ ہوا تیرا مزاج
بات کی بات مین بس نوع دگر ہو جانا

جرم نظارہ پر آنکھین یہ نکلوا لینا
اس قدر دشمن ارباب نظر ہو جانا

مین جو روون تو کہڑا ہو کے ہنسی کو ظالم
اے بت اتنا ترا پتھر کا جگر ہو جانا

دیکھ اے شوق تماشا تجھے سودا کیا ہے
کیسے ہر موے مژہ کا ہو نظر ہو جانا

وہ نہو پاس تو غم البدل اوسکا ہی خیال
چاہیے عمر کا عشرت مین بسر ہو جانا

گو خفا اسکی وہ کافر ہوا پر سن تو لیا
بے اثر نالہ نہین مطلق تیرا اثر ہو جانا

اہل بینش کو دکھاتے ہے بہار گلشن
اوسکا ہر رنگ مین نیرنگ نظر ہو جانا

کٹ گئی وصل کی شب نطق بہت بہتر تھا
موت کا تیرے لیئے خواب سحر ہو جانا

یہ نیا ایک رقیب اور ہمارا نکلا
آپکا آئینہ بھی گھورنے والا نکلا

کیسے گھونسے یہ لگاتا ہے مری چھاتی پر
دل بتا تو تجھے لگتا مجھے گھونسا نکلا

ای برہمن سبب گریہ بتو کا غم ہے
دیدۂ تر نہیں گنگا سے ہی چشما نکلا

وہ بت پردہ نشین جھانکنے آیا در تک
میرا سودا بھی کوئی روز تماشا نکلا

دشت سے دشتِ عدم جوشِ جنوں میں پہنچا
دو قدم کو نہ میں کہانسے میں کہاں جا نکلا

ٹیس بیطور شبِ وصل رہا کرتے ہے
ہو نہ دل میں مقرر کوئی پھوڑا نکلا

پردہ داری غمِ پردہ نشیں ختم ہوئی
جی گیا منہ سے مگر نام نہ اوسکا نکلا

رہ گیا عشق کی صدمو نکو مگر آہ نہ کے
اتنی امید نہ تھی دل سے یہ جتنا نکلا

اوس نے کہدو ترے بیمار نے صحت پائی
ہی وہ فہمیدہ سمجھ لے گا دم اوسکا نکلا

چھوڑ کر گھر ہے غریب الوطنی کسکو پسند
مجھکو کاوش نے عزیزو نکے نکالا نکلا

وہ مہ چاردہ سے چودہ برس کے بن میں
چودہ حصے سے ہی جوبن میں زیادہ نکلا

رات اے رشک قمر کسکے جگائی تھی نصیب
صبح کو آیا ہے تو شام کا نکلا نکلا

نطق بیطاقتیٔ باد صبا کو دیکھو
اوس گلی ہی نہ میں ہی خاک اوڑاتا نکلا

شاد ہو کر دی مبارکباد کیا
اوسکا وعدہ اے دل ناشاد کیا

گو کہ میں کیا ہوں مری فریاد کیا
پر فلک تیری بھی ہے بنیاد کیا

فخر آیا بخوت اجداد کیا
ایک مشت خاک کے بنیاد کیا

ہم ادا کرتے ہیں رسم عاشقی
ورنہ اپنی بے اثر فریاد کیا

کیوں سنیں ہم ناشکیبائی کی طعن
غم میں سر کا پھوڑنا فریاد کیا

اس تلافی کا سبب کہنا نہین
تم نے پھر سوچی کوئی بیداد کیا

انکے ہاتھون کے ہین پتھر پھول سے
ناز نینون کی دلا بیداد کیا

تھی چھری میرے گلے کو تہ سی
اور تھا وہ غمزۂ جلاد کیا

پڑ گیا کیون دشمنون کی دل مین بھول
یار میرے بے اثر فریاد کیا

پھر دی اے طفل ہے مشق جفا
آگیا بھولا سبق پھر یاد کیا

کچھ سنا سمجھے نہ اوسکے دیا نہین
آپ نے ناصح کیا ارشاد کیا

جھیل لین گے جی کڑا جب کر لیا
ناز غمزے کیا ستم بیداد کیا

چاٹتے ہین ہونٹھ کیون زخم جگر
یاد آئی لذت بیداد کیا

زخم دل منہ کھول کر رہ گئے
تجھ سے قاتل کی کرین فریاد کیا

مین تہ تیغ ستم تڑپا تھا کب
پھر تو کہہ کیا اے ستم ایجاد کیا

مر گیا کیا نطق دیکھو تو سہی
آج وہ کہتے ہین ہم ہین شاد کیا

مین نہین کہتا ہون کہ غم انہین اچھا
لیکن جو ہو بھی انہین اچھا نہین اچھا

روز آئین عدو تب تو نہ بدنام ہون صبا جب
مین آؤن کبھی تو مرا آنا نہین اچھا

خود بین ہین جو کہتے ہین برا اہل صفا کو
آئینے کا کیا جرم جو چہرا نہین اچھا

کیون مجھکو برا کہتی ہین جو اپنی تو دیکھیز
وہ کونسی چیز ہین جو بندا نہین اچھا

دل عشق جو افسردہ ہو سنتے ہی نکالو تم
وہ مردہ ہی گھر مین جو سنکھنا نہین اچھا

راتو تمکو جگائیگا یہی آنکھہ کا لگنا
تعبیر ہے یہ خواب زلیخا نہین اچھا

بس دیکھ لیا نصیبون کو برا کیون کہین اونکو
اچھی جو یہ ہوتی تو وہان کیا نہین اچھا

دو آتشہ ہے بوسہ تمہیں تو نہیں کہتی کب اتنی
مانگوں تو یہ کہتی ہو تقاضا نہیں اچھا

میں مرد ہوں کافر ہوں نہ گھر میرا لحد ہے
اتنا بھی نہ ہیرا شب یلدا نہیں اچھا

دیکھو نہ کہیں جان مناسین نہ جائے
ماں ناز تو اچھا ہے پر اتنا نہیں اچھا

سنبھلو نہ بہت محو ہو الفت میں تو تم بھی
بدکام کا اے نطق نتیجا نہیں اچھا

کیا پایا پہاڑ جو گریباں کسی کا
اے دست جنوں کھینچ تو دامان کسی کا

چاہے مرا دل کھینچ دے سینے سے پر کر
جراح مگر رہے نہ پیکان کسی کا

سو بار کیا حضرت جبریل کو قاصد
آیا نہ کبھی خط کسی عنوان کسی کا

ہو جو ہ دگرگوں نہیں گلگوں ترے عارض
لاریب وہ گل رات تھا مہمان کسی کا

ایسے بھی پڑا تا ہے کوئی کشتوں کی بے حسی
چل دم نہ کہے لاشہ تو ہے پہچان کسی کا

خوبی نے مرے شوخ کی پریوں کو کیا مات
جائیگا خیال بت پرستان کسی کا

ایما ہی غمزہ ابرو ے صنم کا
کعبے میں ہی چھوڑ دوں گا نہ ایمان کسی کا

کیا ناز کبھی سانس ہی لیتے نہیں تم سے
سنتے ہیں کہ نازک ہے بہت کان کسی کا

جو نام سے ارمان کی خنجر نہ نکالے
وہ اور نکالے کبھی ارمان کسی کا

ٹھان آدھی ہے کار نسیم سحر سے کر
اوڑ جائے جو مندرہ کے ہے دامان کسی کا

کیا دیدہ ہے اس شاکے آئینے کو توڑو
یہ بھی ہو اہو کہیں حیران کسی کا

کیا بیٹھی ہے ترک تری بے اثری کو
کیسو بھی دم بہر ہو پریشان کسی کا

یوں گھر میں مرا نبی ہے عیش کا مذکور
جیسے کوئی ناخواندہ ہو مہمان کسی کا

قاتل تو خیال اپنے بعد پھر بھی دھر میں
پر کیا ہے نہیں پائے ادھر کان کسی کا

فضول تھا مضمون ہوا خط جبین کا
کیا خشت میں فریاد کروں اپنی خلش کی
کیا نام لوں میں محمد میں اپنی جبین کا
کیا یاد پیمائی بجا ہے وحشت دل کی
کیا وحشت دل ہے جو ہے مشق جبین کا
کیا قتل کیا ہے نہیں پائے ادھر کان کسی کا

اب ہم جو کوئی دنسی نہین چھیڑتے تمکو
کہتے ہین ولی ہو گیا شیطان کسی کا

رد کا جو کہین آج تو یون فیصلہ ہوگا
یا ہم نہین اب یا نہین دربان کسی کا

مین بوسی کو تر سون وہ کرے قبضہ لبون پر
اے نطق چسپا لون جو لی یان کسی کا

یا الٰہی یہ دل ہے گھر کس کا
چاک سینہ ہے چاک در کس کا

ایسا نالہ ہے شعلہ در کس کا
نہ عدو پھونک دے نہین گھر کس کا

دل ہزارون کی لی ہین پر ہے
اے خدا ہے یہ رہنمر کس کا

مجھ سے کیون اس قدر گریز خفا
یہ تو کہئے کہ دل ہے گھر کس کا

کچھ پریرو ہی بس نہین کرتے ہین
ورنہ ہوتا ہے یہ بشر کس کا

دل منقطر سہر خدا کے لیئے
دیکھ ہوتا ہے پردہ در کس کا

او سنی کیونکر یہ آبرو پائے
اشک مقبول ہے گھر کس کا

کان تک بھی او سکے نہ پہنچی گا
نارسا نالہ ہے اثر کس کا

نالہ بغنی کا دے رہا ہے مزہ
اس گھڑی کان ہی ادہر کس کا

کیون چھپاتے ہو آؤ کھل کھیلین
پاک الفت ہی جب تو ڈر کس کا

نہین ہے بے نخل الفت مین
پھول کیسا اجی ثمر کس کا

دل ہی چھلنی یہ خون گرفتہ ہو
ہدف ناوک نظر کس کا

اس گلی سے جو پا نوا ہی نہین
نطق ہو تو ہے یہ گھر کس کا

لکھنا ہے قصہ یار کو حال تباہ کا
خامہ ہو تیر نالہ کا دودہ ہو آہ کا

عالم نظر پڑے گا بگولے کی راہ کا
چل اے فلک جو لینے تو میری آہ کا

سینے سے غش تک ہو وہی اک سی کشمکش
کھنچا تو کوئی دیکھے مرے مدعا کا

مین شاہ ملک عشق ہون یکسو مراد کر
لشکر غم والم کا ہے ڈنکا ہے آہ کا

اوس سیم تن نے دولت دیدار کیا دیا
دامن ہوا ہے دامن دولت نگاہ کا

بچتا نہین ہے لاکھ اڑے طائر اثر
پھیلا ہوا ہے جال مرے دو وآہ کا

لو ہم تو خو کو روتے تھے نکلی عجب خوب
وہ ظلم اور سیر اور تقاضا نباہ کا

ٹکڑے مژہ پر آنکھو مین کچھ خون رکھ لیا
یوچید حال تم دل غفران پناہ کا

اے دل تجھے ہو مژدہ محرومی ابد
وہ عہد کر رہے ہین عدو سے نباہ کا

بس ایک تیر یار نے ترچھی نگاہ کا
مارا وہ تیر یار نے دونون کو جگر

پژمردگی دو روئی وکاہیدگی سی ہے
گویا بلا دلا ہوا سبزہ ہون راہ کا

پھیرون تو مثل قبلہ نما پھر ادھر پھرے
وہ روے پاک قبلہ ہے مرغ نگاہ کا

زاہد مین نے حسن پرستی سے مغ کر
حسن عمل ہے نام یہان اس گناہ کا

کیا محو ہے اثر کا مرے روزگار مین
چھٹتی ہے پھلجھڑی سی یہ نقشہ ہی آہ کا

تصویر ضعف ہون مجھے جنبش محال ہے
اے درد کیا کرون یہ عصا ایسے آہ کا

تشبیہ آج دی گئی کیسے یار سے
لو رنگ جم گیا مرے بخت سیاہ کا

سب بڑھی ہوئی ہے لگاؤ مین تیری آنکھ
افسر کر اسکو ناز و ادا کی سیاہ کا

اوس نقش پا کا نطق یہ نقشہ صفا سی ہے
خاکہ اوڑا رہا ہے رخ مہر و ماہ کا

زاہد نہین یہ وجہ کہ ہنسنے نہین تا کا
جلوہ رخ اصنام مین ہے نور خدا کا

بیمار محبت نہیں طالب ہے شفا کا
چڑھتا ہوں مرے آگے نہ تو نام دوا کا

منون ہے مرگ میں کیوں ہونگا قضا کا
خنجر ہے ابھی تیز ترے ناز و ادا کا

کیا عہد ہے وعدہ تھا جسے یاد دلائی
عقدہ نکلا یہ گرہ بند قبا کا

ہر دل میں ہی نقش صنم نقش ٹھہائی
چھاپہ جو اوڑائے ترے نقش کف پا کا

یہ عشق ہے وہ جن جو نہ چلنے دے عمل کی
الفت وہ مرض ہے جو اثر کھو دی دوا کا

کیا تاب گزر عیش کا ہو کشور دل میں
فوج غم و اندوہ ہے روکے ہوئی نا کا

کیا بخت ہے چھوتے ہی لہو ہو گئی تمکیں
تھا زخم کا انگور جس انگور کو تاکا

آئینہ ہے شرمندہ تمہاری کف پا کی
صورت نظر آتی ہے یہ نقشہ ہے صفا کا

وہ گھر ہے ہمارا کہ سر شام فلک سے
پرتو نکلی طرح روزاوتارا ہے بلا کا

نقشہ ہے یہ گل کا تری تصویر کے آگے
بیروپ ہو بیرنگ کا جیسے کوئی خدا کا

جی چھوٹ گیا نازبتان دیکھ کے یارب
اب جو صلہ بندی کو نہیں عشق خدا کا

جو ہو خلل انداز یہاں آنے نہ پائے
خلوت میں نہو دخل تکلف کا حیا کا

کیا آمد و شد یہ ہے کہ آیا ہی گیا ہی
تھا موسم گل یا کوئی جھونکا تھا صبا کا

تکلیف میں ہوں ہوش ہے ساقی سے فزوں تر
ساغر کوئی للہ مئی ہوش ربا کا

بیرنگ بہری سا وگئی حسن عضب ہی
تصویر ہے اوس حور کی تصویر کھٹا کا

ہاں سچ ہے حسینوں کی نہیں اذنہ فریاد
بند متی نہ سنا ہا تہ کبھی وزد حنا کا

ای ظفق میٹے گا نہ کبھی دل سے بتوں کے
پتھر کی لکیر ہیں ہیں مرا نقش وفا کا

جو دل عزیز جان کا تھا وہ بھی چھٹ گیا
اندیر ہے ہیں کوچہ گیسو میں لٹ گیا

یہ ناتوان ہم تری فرقت مین ہوگئی — دامن جب اضطراب کا پکڑا تو چھٹ گیا

ضبط فغان نے کام کیا رات کو تمام — ایسا دہوان گھسا کہ مزا دم ہی گھٹ گیا

لینے لگا لپٹ کے جو بوسی شباب وصال — کہنے لگے مین آکے ترے گھر مین لٹ گیا

دونون نے دی ہی اپنی درازی پہ دین سی — زاہد سے کعبہ پیر برہمن سے چھٹ گیا

پھر پھر کے گرد سر کے کیا جانکو نثار — صدقے مین آج آپ کے یہ جی چھٹ گیا

مرتا ہون مین تو ہمت مردان عشق پہ — کیا تیشہ لیکے کوہ سے فرہاد جٹ گیا

پیری کی آئے طاقت و تاب و توان گئی — سب قافلہ شباب کا دم بھر مین لٹ گیا

نازک تھی وہ لبون مین مری مضمحل ہوئے — نکہت کا دم کنار سن غنچے کے گھٹ گیا

اوس جان جان کے جاتی ہی بس دم نکل گیا — بضعین ہماری چھٹ گئین دامن چھٹ گیا

کرتی ہی قافیہ کی کمی تنگ قافیہ
ای ذوق اس غزل مین مزا جی ہی چھٹ گیا

۲۹

غم دوری سے برا حال ہی ہر شب اپنا — آشنا روح ہی گویا ہمین قالب اپنا

چکر طوف ہی گرد حرم یار پھرین — رات مین پہانڈ کو دیکھہ تو لین ڈھب اپنا

عشق ہی ہی خفقان ہی ہمین اے چارہ گرو — سخت مشکل ہی کہ سودا ہے مرکب اپنا

دل لگی سے تو رقیبون کی فراغت پائی — درد دکھہ کر تو کچھ ہم بھی کہین اب اپنا

ہوس رہتا نہین کیا وصل مین تقریر کرین — بھول جاتی ہین تجھہ دیکھہ کے مطلب اپنا

وہ ہوا ہی تو مری گرد بھی ایک اندھی ہے — اوڑ کے جائیگا کہان چھوٹے مرکب اپنا

گردش آنکھون کی عجب جنبش ابرو آفت — سحر اپنا وہ دکھاتی ہی یہ کرتب اپنا

ہی فلک سیر سی کیا سیر فلک کی حاصل — نشے مین اوڑتے ہین پیروا ہی مرکب اپنا

جھوٹی مدعا سے تسلی نہیں ہوتی دل کو
بات اور چھوٹے منہ کی ہوئی ہے سو ہے

اس عبارت سے نکالا انہیں مطلب اپنا
ہوگا دیوے جو خجل ہندی کہ لب اپنا

جلوہ یار سے روشن ہیں ہماری آنکھیں
ظرف وہ وزہ ہیں ہم مہر ہے کوکب اپنا

وہ ترک تیغ کھینچ کے جب روبرو ہوا
جلاد چرخ ستم کش لرزہ جو ہوا

اے دوست میں ستم کش لطف عدو ہوا
پہنچا جو حال پر کہ ستم بر تو ہوا

آئینہ سادگی سے عبث روبرو ہوا
توڑا ستم گر نے وہ جو فلک کہن تھا بد ہوا

گلشن و پرشباب میں ہے گرمی جمال
زاہد کا بھی کو دیکھ کے ٹھنڈا وضو ہوا

جلاد کا جو ہاتھ پڑا درمیان میں
فیصلہ وہ اپنا قصہ تیغ و گلو ہوا

گلچین فروز سینہ پر داغ ہم بھی ہیں
ای شوخ تو اگر چمن رنگ و بو ہوا

جوش شباب کا یہ دہی ایک نشہ ہے
جو اونکو ناز اور مجھے آرزو ہوا

سرگرمی تلاش سے ہر نقش پا مرا
پس ماند ونکو چراغ رہ جستجو ہوا

وہ کون چھیڑ چھاڑ تھی جو صلح میں نہ تھی
بگڑی گا کیا بگاڑ جو ای جنگ جو ہوا

بڑھ بڑھ کی کہا ہی بہ سر و چشم خوں چکاں
تیغ حنا سے نطق ہی کیا سرخرو ہوا

اثر سے جذب کے وہ سوئے دیدہ آیا تھا
مری دعا کی ہوا سے چمن ہوئی نمناک

فشار قبر سے زیر زمین نہ چین ملا
فلک کے ہاتھ سے آفت رسیدہ آیا تھا

منائی آپ جو اسے میں خیر چلتا ہوں
وگرنہ ہو کے نہایت کشیدہ آیا تھا

تمہارا شیفتہ خیال ابھی ادھر بیتاب
مثال مردم گل دم گزیدہ آیا تھا

سرور تمہارا دل جان کو منور آنکھیں تمہیں
وہ راحت دل و جان نور دیدہ آیا تھا

دریغ برق تجلی یہ صرف جلوے کا
چلا میں ایسا ہی جلسا ندیدہ آیا تھا

سحر سے ہے یہ خلش رشک کو کہ آئینہ
تمہارے سامنے کیون آبدیدہ آیا تھا

کیا ہے زلف نے سنبل کو سرنگون آخر
مقابلے کو وہ گیسو بریدہ آیا تھا

ابھی یہ نطق نے تمہارات جو کہ محفل میں
تمہاری شان میں پڑھتا قصیدہ آیا تھا

وصلت کی شب بھی خون تمنای دل ہوا
ٹالا جو شرم کو ادب اگر مخل ہوا

آنکھونکی تیلی بنکی سویدای دل ہوا
اونکا سا خال خال حسینونکا تل ہوا

اے شوق و ادب تو دونون چلن میرے سلسلہ
سو بار تیرے فعل سے مین منفعل ہوا

دل ہی ملی تو سامنے سو ہیمین ہی مزا
کیا لطف اگر بدن سے بدن متصل ہوا

کیا گرمی خیال رخ رشک شمع تھی
شعلہ بھڑک کے داغ جگر مشتعل ہوا

اے اضطراب دل تجھی نکارت کری خدا
آپہی تو لایا یار کو آپہی مخل ہوا

بستر سے یون وہ صبح اوٹھا جیسے شمع سے
گرمی شوق وصل سے یہ مضمحل ہوا

تھا پسیج اوٹھی مرے دود فغان سے رات
لیکن نہ ایک نرم اوسی بت کا دل ہوا

قہر خدا ہی جوش جوانی کا دن
دوزخ مین آگ پہلوی عاشق مین ایک ہوا

پس پس گیا مین یار غم ہجر یار سے
وہ ناتوان ہون داغ بھی جیتا کو تل ہوا

یہ حسن مطلع بود مقطع و صفحہ حسن نطق
رخسار و صفحہ تو ہر نقطہ تل ہوا

وحشت مین مجھسے سو اب کوئی کم ہی بڑا ہوا
آج آہو وںسے میرا قدم ہے بڑھا ہوا

گانے مین آپ کی نہین رسکتے اس قدر
جتنا ہمارا نالے مین دم ہے بڑھا ہوا

کچھ بھی نہین ہے مجھ سے بلا نوشی کے حضور
گو اور بادہ خوار دین جم ہی بڑھا ہوا

وہ ہے ہمہ نشان یہ فقط ہے ثمر نشان
کچھ شاخ سے بھی دست کرم ہے بڑھا ہوا

مور و نیان کہان ہین یہ شمشاد و سیمین
بوٹا سا اونسے قد صنوبر ہے بڑھا ہوا

اے شیخ جی کسی غم دین کا فراغ ہے
ہمکو تو ان بتون ہی کا غصہ ہے بڑھا ہوا

بلبل سی کند و مجھ سے نہ بحث فغان کرے
نالی مین میرا صور سے دم ہی بڑھا ہوا

جتنے ہین لطف عرصہ مغنی کی شہسوار
اونسے مرا کمیت قلم ہے بڑھا ہوا

کچھ مشورہ اغیار سے پہر نام ہمارا
دل ہر کے نہ کیون لے بت خود کام ہمارا

نی جاے وہان کیا کوئی پیغام ہمارا
کٹتی ہی زبان اوسکی جو لیتا نام ہمارا

جنبش ہے نزاکت سی نہین اونکے لبونکو
بس خاتمہ ہے حرف دشنام ہمارا

کچھ شرم بھی ہی اے دل بیتاب کہان ہے
قاصد کے زبان اور یہ پیغام ہمارا

بیداد و ستمہا نیکا رقیبونسے تقاضا
فرمائی ہمسے کہ یہ ہے کام ہمارا

اللہ سے ڈر ایسے بھی کیا ہا تہین باز کر
اے بت دل بیتاب ہے انتقام ہمارا

آئے تھے تلاش گم گشتہ کو بس ہم
اور آپکے کوچے مین ہے کیا کام ہمارا

آرام کہا عیش کہا تو سی نہ جب ہو
تو عیش ہمارا ہے تو آرام ہمارا

دیدار طلب ہو کے پہر احسان بلا لے
چل جاے تصور سے اگر کام ہمارا

بدنام ہین لوگین سر افیل یہ ڈر ہے
جب صور تو پہونکے نہ لگے نام ہمارا

جسمسے یہ اور نہیں ضد ہی کہ محفل سے نکالین
شباہت زدہ کوئی ہو جو ہمنام ہمارا

جب تک ہے رہ و رسم ہمین خلق تو کہیے
تقوے ہے نہ کہیے ٹہیکے نہ اسلام ہمارا

نہ آبرو کہین اے سوزن رفو دینا
پہٹے مین زخم جگر کے نہ یانون تو دینا

گلو تمہین کو اپنی تسلی کی قسم
بے دل تسلیے عاشق او بیکی بو دینا

مین اپنی زیست سے ہون سیر اے فضا بتا
بلا ہی جان کوئی معشوق تند خو دینا

تو لیگئی ہے مرے کس قدر سلام و پیام
ذرا نسیم تو ہی داد آرزو دینا

رقیب سے تو رہین ہمکنار یان رات
ہزار رحم کیا باعث ہو میرا جو دینا

شراب کیسے پیین ہاتھ کسکی ہاتھ پیین
ہماری روزی اے ابر داد تو دینا

حریف تو نکرین طعنہ تہی جامی
اگر شراب ساقی ہو تو لہو دینا

ہزار ظلم ہین منظور لاکہہ جور قبول
پر ایک صدمہ رشک عدو نہ تو دینا

ستم ہے ایک تو دینا ہی غیر کو بوسہ
پہر اوسپر لو غضب میرے روبرو دینا

وہ گل ہین خلق صبا جسکو ملتی دلتی ہے
رہو بھی رکہی نزاکت نہ اونکی چھو دینا

اس چمن مین میری دل کی آب کلتی ہی ہوا
پھولتی پھلتی ہین بس وہ جسکو ہیلتی ہے ہوا

تیرے رخ کے روبرو ای گل یہ جاتی ہی ہوا
باغ مین پھولونکو دہر کر مسلتی ہے ہوا

بلبلو ایسی صفائی عارض گل مین کہان
چشم بد دور اوسکی گالونپر مسلتی ہی ہوا

ایک شب آرام کرآکر ہمارے بام پر
آہو کسکے تا صبح ٹہنڈی ٹہنڈی چلتی ہی ہوا

کس قدر زنار بن مین گل کی نازکی ہو چکے ساتہ
سرخ ہو جاہین کو یا غازہ ملتی ہی ہوا

تمہاری قدر جو پوچہے تو لال کیا
ہزار ظلم ہین منظور لاکہہ جور قبول
ستم ہے ایک تو دینا ہی غیر کو بوسہ
وہ گل ہین خلق صبا جسکو ملتی دلتی ہے
اس چمن مین میری دل کی آب کلتی ہی ہوا

تیری بوی پیرہن اسمیں ملی جاتی ہے جب
نکہت گل سے چمن میں چوکڑی بھولی ہوا

صدمۂ قرب عدو کیا کہئے جی جاتا ہے
رشک آتا ہے جو تجھ سے ملکی چلتی ہے ہوا

اوسکی کوچے سے اگر گلزار جانی کو کہو
ہر جگہ مٹی پکڑتی ہے بگولی ہے ہوا

نطق کیا اوسکا خرام ناز اپنی گھر میں ہے
اس لطافت سے کہان گلشن میں چلتی ہے ہوا

صحرا میں ہونگا نہ گلستان نہیں رہونگا
دیوانہ ہونمیں کوئی حسینان میں رہونگا

ہوں درد و غم سے مری عشاق میں جا ہے
کیا عیش ہوں جو نرم حسینان میں رہونگا

کچھ قدر نہ کم ہوگی میں انسو کا ہوں قطرہ
آنکھو نسے جو گر جاونگا دامان میں رہونگا

ذلت سے ملی خلد تو دوزخ اوسی سمجھو
گر بیٹھکے نہ میں کوچۂ جانان رہونگا

روکوگے اگر مجھکو سلاسل سے عزیزو
سر گشتہ تصور سے بیابان میں رہونگا

نازک ہے مزاج اتنا تو چھیڑیگی صبا ہی
نکہت کی روش میں نہ گلستان میں رہونگا

اے حور مرے پاؤں تلے آن تو جو ہوگا
دوزخ ہی اگر روضۂ رضوان میں ہونگا

جاتا ہوں کہنکسا تہا تجھے اے چمن آرا
میں خاک رلو ہو کر نہ گلستان میں رہونگا

پھولونمیں نہیں رنگ و فا بوی محبت
کیارہ کی کروں گا نہ گلستان میں رہونگا

نکلونگا میں زنجیر سے آواز کے مانند
اب فصل بہار آئی نہ زندان میں رہونگا

لے اوڑ مجھے اے جوش جنوں سوئے بیابان
انسان ہوں نہ سنگسان بیابان میں رہونگا

عیسے جو چلے چرخ کو اعجاز یہ بولا
تم جاؤ یہان میں لب خوبان میں رہونگا

جب اختر اقبال مرا اوج پر آیا
دُر بکلی میں تاج سر سلطان میں رہونگا

اپنی جو محبت نہ بنا کینہ بنونگا
جس دھب سے بنیگا دل جانان میں رہونگا

مین سادہ دہ پرکار ہے ہو وصل یہ معلوم
بس عرصہ بہرای نطق نہین تن مین ہونگا

لو خیال نگار آ پہنچا — شب غم غمگسار آ پہنچا
ساقی بزم انبساط چلا — نشہ اوتار اتار آ پہنچا
سر بسر ناز سر بسر غمزہ — یک بیک وہ نگار آ پہنچا
وحشیو سہرہ موسم وحشت — بہوت سر پہ سوار آ پہنچا
قدس دوڑا تو ساربان بولا — شتر بے مہار آ پہنچا
جالگین در سے پھر ہی آنکھین — وہ گیا انتظار آ پہنچا
لو گلو باغ باغ ہو جاؤ — وہ چمن کی بہار آ پہنچا
مثل طاؤس جام رقصان ہو — ساقی ابر بہار آ پہنچا
یون جو برچھون تڑپ رہا ہے دل — کیا مار اشکوار آ پہنچا
شوخ چشم کا خیال آیا — ترک کھینچے کٹار آ پہنچا
کہے دیتے ہے صاف دلکی تڑپ — اب کوئی دم مین مار آ پہنچا
سو سوا ایک ایک باغبان کو سنا — مین ہی اب ای ہزار آ پہنچا

نطق کا دل لبھا دعمرے کرد
تیر مارو شکار آ پہنچا

کچھ ذکر کل جو اوس شکر لب کا چل پڑا — آنسو ہمارے مُنہ سے تڑپ کر نکل پڑا
پہنچا تو تہا رقیب بے قسمت سے بل پڑا — نشے مین وہ بگڑ کے ہمین پر سنبھل پڑا
وہ چاند دیکھنے جو لگے گونہ تہا مگر — چاندا دے کے دیکھنے کو او سیدان نکل پڑا

سو سوا تیرا

ایدل وہان رقیب یوہین آئین جائینگے
کمبخت تو بھی چل نہ یہان گھر مین چل پڑا

یار دنسے دوشش پر نہ سنبھالی مستعل سکا
پہنچا جو کوئی یار مین وہ دل مچل پڑا

باہم ہماری اونکی نظر پیار سے لڑی
دونوں شیشۂ وفا و محبت مین بل پڑا

تصویر سے جہان کوئی صورت نظر پڑی
مانند طفل بس دل ناداں مچل پڑا

عید آستان کو لگتا ہے ورنہ مراد دو
اے یار دیر ہوں یہان سر کے بل پڑا

پہٹ پہٹ پڑین نہال تمنا کی ڈالیان
ایسا یکایک ابکی پھپھوندی پھپھوندسی پھپھل پڑا

بے اوسکے آئے انجمن آرائیان جہان
جلنے کی آرزو مین جلے بس کنول پڑا

قاتل کے پانون پر جو گرا مین جھکا کے سر
خنجر کو آفرین کہ برابر اوگل پڑا

دل کا ہجوم یاس مین کیا پوچھتے ہو رنگ
یہ سمجھو کشت زار مین تیری کا دان پڑا

بیتابیون مین رات پہر آگے رہا نہ ہوش
اتنی خبر ہے منہ سے کلیجہ نکل پڑا

دلکا قلق تو کم ہوا نالوسی رات مطلق
پر یہ قلق ہے نیند مین اونکی خلل پڑا

وہ گل شباب مین چمن آرزو ہی اب
امی عندلیب دیکھہ عجب رنگ و بو ہی اب

صاحب کی بی نیازی و غفلت تو دیکھئے
کوئی نہ آرزو ہو یہی آرزو ہے اب

بے تیرے باغ مین ہون نشانہ نسیم کا
ناوک مرے دماغ کو پھولونکی بو ہی اب

فرقت مین جانتا ہون نجس ہی جرا ہی
سیلی مئے طہور تہی مئے لہو ہی اب

تہی خواری جنون سے جو پیلی گہر کے مول
پانی کا قطرہ ہائے یہی آبرو ہے اب

گیسو امیدونکو ہے سنبل مراد
رخ اہل آرزو کو گل آرزو ہی اب

چکھئے گا وہ مزہ کہ بہت دن رہیگا یاد
بدمست دل حریف مئے آرزو ہی اب

ہوگیا
مبتلائے خط دلبر ہوگیا

ہر نجمے کی کمر مین ہے خنجر لگا ہوا
اتنا کبھی نہ تھا جو ستم مین غلو ہے اب

اوسکو بھی گن لیا ہو رقیبو نے شک نے
آئینہ ہر گھڑی جو ترے روبرو ہے اب

کہوے گئی ہین آپ تمہاری تلاش مین
بس جاؤ بیٹھو اپنے ہین جستجو ہے اب

پہلی ہی تند تھی مگر اتنی نہ آگ تھی
بجلی نہی ہو شعلے سے یہ کون خو ہی اب

یہ نطق ناتوان ہی کہ تار نگاہ ہے
کچھ کہیے تو واہمی سے مرے روبرو ہے اب

کب ایسے ویسے سانپ ہین لف دوتا کے سانپ
ڈس ڈس کے مار رکھتے ہین یہ ہین بلا کے سانپ

آیا زوال حسن کو گیسو قلم ہوئے
چلتے ہوئے حضور خزانہ لوٹا کے سانپ

کشتہ عدو جو اوسکی گلی مین ہوئی تو کیا
مارے سے کچھ شہید نہون کو بلا کے سانپ

مون جو مدعی تھی سر نیچا کیا دیا
مارے گئے حضور کے دولت سرا کے سانپ

زلفون نے اوڑکے جھوٹھہ کو سچ کر دکھایا
قصے کہانیون سنے تھے ہوا کے سانپ

لیتی ہین انگلیان تری کیا لمبی چمکیان
ڈستے ہین کیسے موجہ رنگ حنا کے سانپ

لاکھون ہی دل نگل گئی گیسو حضور کے
انسے خدا بچاے کہ ہین یہ بلا کے سانپ

الفت ہی جب نہین ہی تو موی کی نہین
بچھو نہال کے ہین نہ زلف دوتا کے سانپ

سر مین انہین کی سیاہی ہی گنج رنج
کیون نکرنہ مال دار ہون لف دوتا کے سانپ

بس دور ہی سے دیکھیے زلفونکو دور ہی سے
دنیا مین انکو جان عدو اب حد اکی سانپ

مشاطہ چھیڑتی ہے نہین کاٹتی اوسے
کیلے ہوے ہین کیا تری لف دوتا کے سانپ

پرواے دل کا زلفو نہین چلتا نہین تبا
طاؤس کو نگل گئے یہ ہین بلا کے سانپ

منتر پڑھے ہین سانپ نے جب سے زبان سے
قابو مین ہے تب ہی زلف دوتا کے سانپ

اے گنج حسن و مید کی دولت نہ چھوٹیے
گیسو ترائین لاکہ ہمین بن بنا کی سانپ

مشاطہ تو ہے لائی ہے قابو مین کس طرح
ہارے ہین من بچھے سے یہ لیف دوتا کی سانپ

مر کر بھی قبر مین مجھے لہرین ہی آئین گی
یاد آئیگی وہ لیف ڈسین گے جب آ کی سانپ

زلفون کے پیچ سے نہین بچتے ہو لفق کیون
کیا کیلتے ہین آپ کے سر پر قضا کے سانپ

ترے بغیر ہوئی سخت بیقرار رات
دل و جگری کوتہا ہی کٹی ہے ہماری رات

یہ لال لال ہین آنکھین گواہ بیداری
کہ جاگ جاگ کے کاٹی ہے ہمنے ساری رات

یہ انتظار رہا تیرا کہ مثل تارون کے
کٹی ہے آنکھونمین ہی ماہ اپنی ساری رات

سرشک تنگ ستارے زمین پر ٹپکے
ہماری حال پہ افلاک رو دیے سارے رات

بایں خیال کہ وہ ہونگے خواب جنت مین
کہا نکی آہ زبی ہمنے سانس ماری رات

جو نام آپکا لے لے کے شب چلائے
بہت تصور کی کی ہمنے پردہ داری رات

سیاہی شب فرقت کی وجہ ظاہر ہے
ہمارے غسم مین سیہ پوش ہی ہماری رات

نیاز و ناز مین تہا معرکہ شب وصلت
ادہر ہری تھی ادہر جوش اشکباری رات

ترے فراق مین آکر بے مرے ہمدم
فغان نالہ فریاد و آہ و زاری رات

نہ ہوا ماجہان ہمال تیرہ بختون کا
ہمارے واسطے ہی روشن کہین تہا ری رات

قمر تو دیکھنے کا ہے مین رات بہر ماہ
ہمین بہی گیرے رہا شوق ہمکناری رات

کمند بیتی تہے بام عرش پر کیا کا
مجہے بام ترا موج بیقراری رات

جگر کو تہام کے بت بنکی نطق رہ جائے
وہ آکے دیکہے حالت اگر ہماری رات

وہاں رقیبوں میں تھا شغل بادہ خواری رات
لہو کے گھونٹ یہاں ہم نے گھونٹی ساری رات

وہاں رقیبوں میں ہوتی تھی گفتگو پوسو کی
یہاں تھی یاس کے عالم میں ہم شماری رات

وہاں ہنسی تھی رقیبوں سے ناچ گانا تھا
یہاں تھی نالہ و فریاد و آہ و زاری رات

وہاں غیر کے پہلو میں محو شوخی تھے
یہاں تھی غل میں کل کو بیقراری رات

وہاں رقیب سوئے کیٹ پیٹ کر وہ
یہاں تھی بیکلی سے پلک ہمواری رات

وہاں تھا کوٹھی شب کا نشکوہ دشمن سے
یہاں تھی صورت بیمار مجھکو بھاری رات

وہاں رقیب کے محفل میں بیحجاب تھے وہ
یہاں تھی اونکی محبت کی پردہ داری رات

وہاں تھی دشمن یاس عدو امید دلاسے
یہاں تھی یاس عدو بیامید واری رات

وہاں فروغ پہ اختر تھا بخت دشمن کا
یہاں تھی تیرہ روز گار کی ساری رات

وہاں جیسی تھی دل غیر میں وہ نوک پلک
یہاں تھی سینے میں ٹوٹی ہوئی کٹاری رات

وہاں تھا مرہم داغ عدو وصال اونکا
یہاں تھا تیغ فراق اور زخم کاری رات

یہاں تھا مرگ جان کو زخمہ ناخن غم
وہاں وہ چھیڑ تے تھے غیر وہ تھیں ستاری رات

یہاں رہی مجھی تا صبح نزع کی الجھن
وہاں وہ زلف سیہ غیر نے سنواری رات

وہاں وصال عدو سے شب رات تھی لطف
یہاں تھی دسوں محرم کی شب ہماری رات

سوئے تھے وہ آکے میرے گھر رات
تھی شام سے رونق سحر رات

کرتا تھا خلش ہو ضبط پر رات
ہر نالہ تھا دلکو نیشتر رات

دن بھر تمہیں اب نجانے دونگا
رہ لو آیا ہے مجھکو رات بھر رات

پیشانی صبح پر یہ تل ہے
یا وصل کے میرے مختصر رات

کیا حال شب وصال کیجئے
کچھ تھی سبی نہ فصل مختصر رات

گیسو ہے قریب عارض و رو
یا ہجر کی ہے دراز تر رات

وہ چہرہ نہین ہے گیسوون مین
دن بیچ مین ہے ادہر ادہر رات

رونے ہی سے کم ہو گر مرے ہجر
ٹھنڈی ہی ہو بلا سے بھیگ کر رات

قسمت کو ملا تھا حیلۂ خواب
تھا جھوٹھ سچ اونکو دردسر رات

رخسار و نمین ہے فرق خورشید
ہوتی ہی نہین ہے اونکے گہر رات

کیون تارون کی چاند پر تھی چشمک
کیا بیٹھے تھے آپ ہم پہ رات

آنا ہے نہ آنے سے زیادہ
ہے صدمۂ انتظار ہر رات

دیکھو نہ سحر وصال مین نطق
اللہ کرے ہو رات پر رات

تو آسمان ہلانہ تو ساتون زمین اولٹ
اے اضطراب پردہ پردہ نشین اولٹ

بعد فنا نہ مجھکو کوئی دفن کیجیو
دل بیقرار رہے نہ کہین دے زمین اولٹ

جیسے اولٹ رہی ہے تو برگ گل اے نسیم
اوس نو بہار ناز کا برقع یون اولٹ

مرتا ہون شوق قتل مین تلوار کھینچ او ستمگر
دامن کمر مین باندہ ذرا آستین اولٹ

آئینے مین دیکھہ صنم حشم سحر ساز
ڈرتا ہون مین نہ جائے جادو کہین اولٹ

گلگشت باغ مین نہ یکایک اولٹ نقاب
اے گل دم نسیم کا جائی کہین اولٹ

کیا مجھکو اس سے ذوق تکلم کی ہی نہین
چل اے صبا نہ برگ گل یاسمین اولٹ

یہ پیش و کہنہ ہین جو مشاق کی نعشین
پردہ اولٹ کے تو اونہین پردہ نشین اولٹ

باندہے ہین اضطراب کے مضمون یہ قلم
ڈرہے زمین شعر نجائی کہین اولٹ

۴۰

لہرا رہی ہی نطق بلا مار زلف یار
ڈری مجھی کاٹ کی جائی کہین اولٹ

دم آرہے تو دلاسا ہے عبث
جھوٹھ ہے جب ہی تو وعدا ہے عبث

میرے پاس آئے کہ ہون آزار دوست
پھول کی پہلو مین کانٹا ہی عبث

جاگ غافل کچھ تماشا دیکھ لے
اے مرے طالع تو سوتا ہے عبث

یوہین کہدو سو ہین ناکام ہم
دوسرا کا تمکو حیلا ہے عبث

دل مین جب تو ہی تو کیا آنکھون سے شرم
لو اوٹھا ہی دو یہ پردا ہے عبث

لے اوٹھے جاتے ہین تیری بزم سے
تو رقیبون کو بٹھاتا ہے عبث

کچھ اثر ہی جب نہین ہوتا وہان
آہ ہے بے سود نالا ہے عبث

جبکہ عشق اوس بحر خوبی سے نہین
پھر خروش و جوش دریا ہی عبث

خود سمجھتا ہون مگر مجبور ہون
جانتا ہون اوس سے شکوا ہی عبث

ایک تو ہو تجھ سے مطلب ہے ہمین
ہو نہو یہ ساری دنیا ہے عبث

بوسہ لب مین ہے جب اوسکو کلام
تیرا ابدل اور ارادا ہے عبث

نطق لے آیا نہ وہ بت کو رپہ
ہم نہ کہتے تھے کہ مرتا ہے عبث

تقریب کچھ تو ملکیو فلک کی برائے رنج
وقت نشاط ہو لے ہوئے یاد آئی رنج

دل سے خیال عیش رہے پانون چل دیا
جسدم ہجوم کرکے یکایک سمائی رنج

آدم کا تن ازل مین جو عریان نظر پڑا
تقدیر نے اوٹھا کے اوڑہا دی رائی رنج

اوترا ہی عیش چرخ سے ای بخت بد گہر
پاس آتے آتے میرے کہین بجا ہی رنج

خوش آتی ہی لب پر زبان سی یہ تجکو تو کیطرح
پکارتا ہی سگ کوی ماہرو کی طرح

تری قسم مجھی دی دیکے مجیسے مئے ناب
پلا رہے ہین گلا گھونٹ کر لہو کی طرح

وہرا ہی روبرو آئینہ قد کو دیکھتے ہو
اوڑائے تم نے یہ سرو کنار جو کی طرح

انہین سے آبرو ئے عشق ہی سن اے ناصح
غریز ہین ہمین آنسو ہی آبرو کے طرح

جہان پڑی ہین ہین یاد گل مین وہین
چمن ہین ہین نو خزان نین پر آنجو کیطرح

خموش کھول کی منہ غنچہ رہگیا ناچار
کچھ اوس سی بن نہ پڑی تیری گفتگو کیطرح

وہ رند ہون کہ بغل مین ہی جنکی دل شیشہ
رگون مین دوڑتی پھرتی ہی مے لہو کی طرح

وہ رند ہون ہوے شیشے مین جب ہو جیمن
لو اوٹھ چلے مجمع دوش پر سبو کے طرح

ذری سی بات مین ہوتا ہی کچھ سی کچھ کافر
ہمارا دل بھی ہی نازک سی تیغی کی طرح

مثال تیغ تو لگ جا گلے سے او قاتل
کبھی تو جوش مین آجا مرے لہو کی طرح

جوابی گوشۂ غزلت کو چھوڑ دیگا نطق
پڑا پھرتا وہ آوارہ گل کی بو کیطرح

بدلتی اب نظر آتی ہے دلربا کی طرح
کیا ہی آنکھ مین شوخی نے گھر حیا طرح

مٹونگا پر نہ اوٹھونگا تمہارے کوچے سے
زمین پکڑی ہی بندے نی نقش پا کیطرح

الٰہی اوسکی کمر تک کہین پہنچ جائین
رسا ہون ہاتھ مری گیسوی رسا کی طرح

کہین کے کان مین بلبل غزیت کی حن مین
سنائی اپنی جو گل تک ہوئی صبا کیطرح

عین انکی گھر جو گیا تو کمال غصے سے
وہ بولی خیر ہو نازل ہو بلا کی طرح

یہ وہ زمانہ ہی مہر و وفا و شرم و حیا
ہوے جہان سی نایاب کیمیا کی طرح

چلا ہے وہ فلک حسن جب تعلی سے
تو مہر و مہ ہوے پامال نقش پا کی طرح

ستاتا دل کا

ترا اسیر ازل سی ہیون ی سہی قامت
ہوا ہی طوق گلو خلق فاختا کی طرح

جو بد نظر سے اوسے دیکھو اوسکی آنکھون مین
اوڑ اوڑ کے خاک پڑی چشم نقش پا کیطرح

بہرا تہا غیر نے پہلے ہی جانے کیا کیا
برس پڑی مرے آتی ہی وہ صدا کی طرح

کسی سے دل نہ لگایا جہان فانی مین
ہم آئی اور گئے باغ کی ہوا کی طرح

ہوا ہی خون تمنائون کا یہ نقشہ
کہ سب کو صاف نظر آئی کربلا کیطرح

نہونگے جوشش وحشت مین سد رکاوٹ
کبھی جہاڑ ہی اڑا لیجونگا مین ہوا کی طرح

تری جدائی مین ہین مبتلائے عشق اکثر
مرض یہ پیل پڑا شہر مین وبا کی طرح

مثال رد دل او ٹھکر عدو کی پہلو سی
تو بیٹھہ پاس مری نقش مدعا کی طرح

نہوگی کچہ خبر ای مشک اونکی کانونکو
تمہاری آہ جبکی جائیگی ہوا کی طرح

وصف ذہن مین جب ہون کہن ہی بات بیطرح
کرنا پڑی ہی نفی کی اثبات بیطرح

بوسے کا نام لیتی ہی تی ہو گالیان
بکنے لگے ہو یار خرافات بے طرح

دل توڑتے ہو پند و نصیحت سی شیخ جی
ڈہاتی ہو کعبہ قبلۂ حاجات بی طرح

درد فراق سی تری ای یار اے دور
ہر ہر گھڑی کٹی ہی کے رات بی طرح

پڑتا نہین ہے منہ جو کروں بوسی کا سوال
وہ شوخ بدزبان ہی یہ بات بی طرح

ہر دم ستم ہین اینے کیے کو بہکتے ہین
جرم وفا کی پاتی ہی مکافات بی طرح

بی پردہ ہون حضور اگر دنکو جلوہ گر
آنکہین نہ کہائین مہر کو ذرات بی طرح

ای یار نالہ کش تری فرقت مین کن نہا
ہلتی تہی رات ارض و سموات بی طرح

جسدن کہلے گا جان ترا مدعا تو
چوری چہپی ہی شب کے ملاقات بی طرح

صاحب مبارک آپکو عاشق نئے ہمسے چھٹی قدیم ملاقات بی طرح
بجلی گری تبسم جانان سے دفعتہ آئی ہے ہمکو مرگ مفاجات بی طرح

درد و فراق سے ہے برا حال عشق کا
ہے ہے کرا ہتا ہی وہ ذرات بی طرح

مین مر رہا ہون گئی جب سے تم خوشی کی طرح ہنسا دو پھر مجھے آجاؤ پھر ہنسی کی طرح
وہ رنج دوست ہون آتا ہی غم خوشی کیطرح جو درد دل مین ہی اوٹھتا لوٹ گدگدی کیطرح
گجر جو آج شب ہجر مین نہین بجتا بلا سے کان نجمی دہر م گھڑی کیطرح
ہوا داغ پر نزاد پیار سے جو کہا ہوا پر آ گئے اوڑنے لگے پری کیطرح
ہوای نغمہ نہی ہی غرض شوق کباب بسر فراق مین کرتا ہون متقی کی طرح
ہماری آنکھ یہ محو جمال کسکی ہے کھلی ہوئی ہی جو ذرات آرسی کیطرح
لگا وہی بت پردہ نشین سے لازم چھپا دن عشق کو بھی حسن خانگی کیطرح
لگائی یار نے درے یہ لف چھوٹی پر کہ کہان اوتر گئی کالی کی بجلی کیطرح
چمن مین کمسن کی لب شوق چوم چوم لیا دہان غنچہ مین پاکر تری ہنسی کیطرح
یہ عشق کیجئے ایسا کہ روگ ہو جائے لگائی جو کہین دل نو دل لگی کی طرح
گلے مین یار کے چنپا کلی کا ہر دانہ خوشی سے پھول بنا پھول کر گلی کیطرح
مرے سوا جو کوئی اون لبون کا بوسہ لے الہی سکا ہی کالا ہو منہ مسی کی طرح
مثال ٹھیک نہین عرصہ قیامت سی دہان یہ قفنے کہان ہین تری گلی کیطرح
ترے فراق مین جی کھولکر کرون نالے اگر گلی مین ہون سو راخ بانسری کیطرح
صدای خندہ گل ہے جو تو بی حقہ شگفتہ غنچہ ہو مہتاب کا کلی کیطرح

شب فراق ترا دل فگار سرد ہوا | اندھیرا ہو گیا اوسکو چاندنی کیطرح
نگاہ ناز سے دم بھر مین ہو گئی بسمل | گلے پر آنچ مگر پھر گئے چھری کیطرح

دہان یار کو ہرگز نہ کہیو جوہر فرد
نہ نطق کہا ہو تو منطقی کیطرح

مری نگاہ وہان تک سے ہو گیا گستاخ | کبھی نہ جس گل رخ پر چلی صبا گستاخ
ادب ادب کے صدف مجھکو بحر حسن سے دی | جو ہو پہلا مین مرعرض مدعا گستاخ
معاملہ ہی مرے دل کے ساتھ یون عشق کا | کہ آشنا ہی ہو جس طرح آشنا گستاخ
ہزار دل گلیان پڑ فے لگین سکندر پر | جو دیکھے رخ کی طرف ہو کبھی آئینا گستاخ
نہ رعب حسن ہی جسکو نہ سطوت تمکین | یہان نہو گا کوئی میرے شوق سا گستاخ
جفا و جور یہ مجھپر کہ نام سے سہمون | یہ مہر و لطف عدو پر کہ ہو گیا گستاخ
نہ بزم یار مین ثانی مرا ادب مین کوئی | نہ تجھ سے مین کوئی تجھ سا دہر مین گستاخ
چلا ادب ہون رگون کے پردہ تک | وہ بیحیا نہین کہ لین مین اب ہوا گستاخ
وہ مست حسن جوانی مین مست شوق شباب | وہ بیحجاب قیامت ہی مین بلا گستاخ
ذرا نروے کے مستی شیوق مین دل کو | یہ دیکھئے کہ یہ ہوتا ہے تا کجا گستاخ
کہلا ڑیونکا یہ لٹکا تجھے بتاتی ہین | شراب پیکے ہوا وس شوخ کی ادا گستاخ
شب وصال مین ایدل سحر کا کیا ہین پھیر | زہے نصیب لین سن لینگی بیحیا گستاخ
ادب ہے فایدہ ایدل کہین کی تب ہی یہی | وہان اب بھی کہتے ہین بے شرم بیحیا گستاخ

مین سن حسین ہون خاکسار مثل نہ مت نطق
کلی کلی ہی دریدہ دہن صبا گستاخ

ایدل وہ بت کہ جسکو ہی جور و جفا پسند
صدقے تری پسند کی کسکو کیا پسند

دل غیر کا پسند او نہین میرا ہی نا پسند
زنگار ہے پسند نہین آئنہ پسند

آباد گھر کو چھوڑ کے صحرا کیا پسند
دیوانے دل کی ہاہی ذرا دیکھنا پسند

بیعانہ جسکا ملک حلب کا خراج ہے
وہ دل کا آئنہ مگر اونکو ہونا پسند

اسکا تو لطف تب ہی کہ تو بھی بغل مین ہو
یون خط کی آے چاندنی اے مہ لقا پسند

عشق پری ہی زاہدون ای حور خیر ہے
کرتی ہے اوس پری کو پھر یہ بلا پسند

گاہک جسے قبول کرے مال ہے وہی
دل ہی وہی کہ جسکو کرے دلربا پسند

جب ہے سخا کریم خریدار ہے وہان
جنس گنہ ثواب سے آئی سوا پسند

ناری کو کیون کلام ہو خالی کی حسن مین
اللہ کو ہوا ہے یہ نام خدا پسند

قرقت کی شب ہے دور ہوا ی جانہ دور ہو
تیرے تو منہ سے ہے نہ مجھے اے اللہ تو پسند

بہاتی ہی کوی بار کے بان ان دہ گرہ لون
چل او چپن نہین تیری ٹھنڈی ہی پسند

ہر شعر ہے رباعی لعلی کی مطلق کیون
کیا اس غزل کو گانی کو اوسنے کیا پسند

سنا جو عیش مین انکو دم فغان فریاد
تو نغمہ ہو گئی اگر سرزبان فریاد

جگر فشان می انکھین ہین دل فشان فریاد
لب ایسے گریہ و فریاد سے فغان فریاد

فسون نازنے منہ پیشتہ ہی تسلی دیا
ہزار ناز کرے وہ مگر گمان فریاد

اذان کہے مین تو اس تنگدی مین شیطان
سنی کسی نے نہ میری یہان وہان فریاد

سنی نہین جو اونہون نے تو کیون ہو بیدرہم
نہ رایگان مرے نالے نہ رایگان فریاد

دکھا چکے اثر اوس تک پہنچ چکی اے دل
مری ہوی ہے یہ نالے یہ ناتوان فریاد

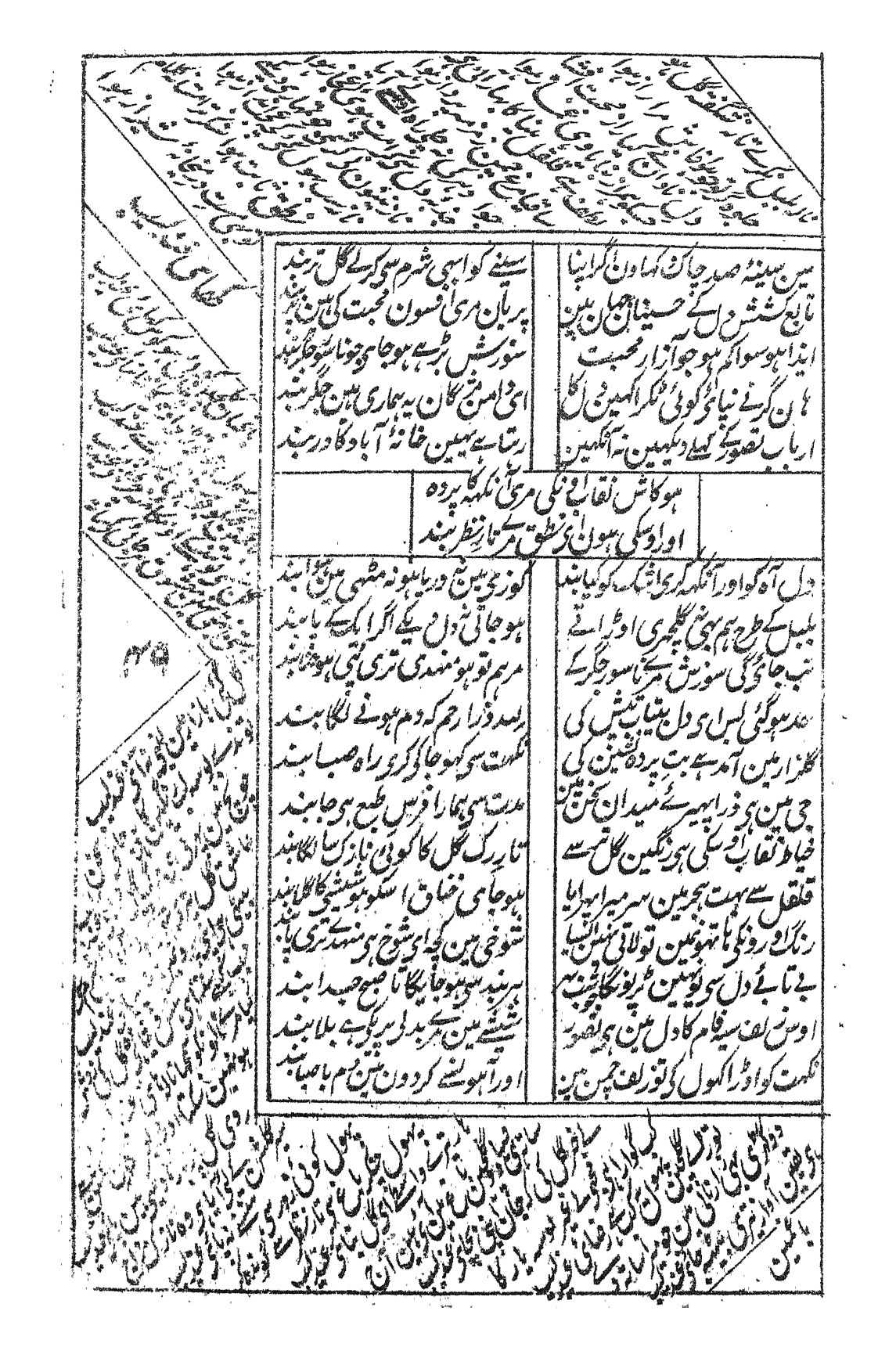

تخصیص نکر اسمین کوئی خار کہ گل ہو
لگ جلنے مین اُنکے نطق تیرہ مثل صبا بند

گھر مین ترے آنے کو نہین مثل صبا بند
دیوار کو پہاند و نکالو دروازہ ملا بند

مجنون خود آرا کو یہ زیور ہو مبارک
دیوانی تمہاری نہین بجیر کے پا بند

بالفرض اگر راگنی بھی جسم پکڑ کر
گائی ترے ہمراہ تو ہیہات سکا کلا بند

ہان جاگنے سونیکا جو تھا وصل مین تنہا لطف
اب بجر کی شب دیدہ ہی ایکی سا کلا بند

مہتاب بکلتا ہے ترا روپ بنا کر
آنکلہ اپنی شب باہ مین اے یار ہو لیا بند

کیا کیا مری جانب سے اوسنین دل سوسے آئے
سونے مین قبا کا جو کہین انکی کھلا بند

اوس شرم کی پتلی کا مجھے سینہ دکھایا
گر می کا ہون ممنون کہ انگیے کا کھلا بند

وہ زلف عجب خانہ زنجیر ہے جس مین
ایک ایک گرہ مین ہی دل ایک ایک جدا بند

کس بات کی بندش ہی شب غم ہی یہان کون
ایکی سا ہی دروازہ کیا یا نہ کیا بند

ہین بندہ بجان اوسکا ہون یہان جا ہی جو دل کو
غوشہ کا مقید زہ ہمدار کا پا بند

بے مغز سر ہین ہر اوسکے سودا کی ہوا ہے
ہوتی ہے حبابون مین فقط نطق ہوا بند

ابرو پہ اوسکو تکو تلوار پر گہنڈ
جو جو جری ہین ہی اوہ ہین ہتیار پر گہنڈ

نازو ادا کی بیشت قوی ہون ہی حسن سے
جس طرح ہو سیاہ کہ سردار پر گہنڈ

غمزہ و نسے وہ ملامی ایدا کے واسطے
اب تک تہا اے غمزہ ہین ہر یار پر گہنڈ

رکہتی ہین ناز اور حسین ناز و حسن پر
کرتے ہین ناز و حسن ترے یار پر گہنڈ

کرتے اثر جو یار کے دل مین تو بات تہی
ناحق ہے مجھکو خوبی اشعار پر گہنڈ

میرے تو اضطراب کی پوری ترجمان
تمکو ہی کیا بلندیٔ دیوار پر گھمنڈ

گیسوئے روی یار کو سنبلزار سے نسبت
زیبا ہے گل کو سنبلِ گلزار پر گھمنڈ

معشوق کی ہی ذات ہے نازوں کی نیازو
ایدل نہ کیجیو کرم یار پر گھمنڈ

ای ظوق اونکی بات کی کیا بات ہے مگر
شاعر ہین ہم ہمین ہی ہے گفتار پر گھمنڈ

کیونکر مری زبان سے نکلے سخن لذیذ
چوسے ہین مے تون لبِ شیرین دہن لذیذ

سنگِ نمک سے تیغ چٹا کر کیا ہے قتل
نقمہ دہان گور کو ہے میرا تن لذیذ

شاعر ہون تم نہ مجھ سے تعلی کے کیجیو
ہوگا تمہاری بات سے میرا سخن لذیذ

دو میوے میرے کے ہین نگار احسن ہین
خرما ہی لب لذیذ ہی سیب ذقن لذیذ

بوسے لب و ذقن کے مجھے تم عطا کرو
کہاتے ہین میوے باغ کی مرغ چمن لذیذ

لذت یہ پائی نفس کشی کے جوار مین
کھاؤن جو تلخ شے تو مرا ہو دہن لذیذ

ہو صبح پہر شراب پیئن پہر مزہ اڑائین
پہر دے کباب ساقی پیمان شکن لذیذ

میوے کی طرح کہاتی ہین دیوانگان عشق
تیہر ہین تیری تہ کے ای سنگ زن لذیذ

دہوئی ہوئی زبان سے کوثر کے آب کے
والہ نطق کا ہی نہایت سخن لذیذ

الفت جو ہو دلسے اترا وسکا ہو کیونکر
ہم ہور ہین جسکے وہ ہمارا نہو کیونکر

مرکز بھی ہوی فن اوسی بت کی گلی مین
اڑا پنی وفا کا ہمین دعوی نہو کیونکر

عہد جوانی مین گل تر کا نکالے
پہر خاک کا پتلا بھی تماشا نہو کیونکر

دیوانہ کرے کیون نہ ترا حسن جوانی
جب فصل بہار آئی تو سودا نہو کیونکر

وصفِ دہنِ یار مین منظور ہے وقت
ہر ایک مرا شعر معما نہو کیونکر

اوس رخ کو اگر حسن مین ٹھہرائیے یوسف
تو زلف شبِ خواب لیخا نہو کیونکر

کیا ترکِ محبت کے ستم کرکے شکایت
ای یار جب ایسا ہو تو ایسا نہو کیونکر

ہین عاشق و معشوق تو یکجان دو قالب
بدنام مجھے کرکے وہ رسوا نہو کیونکر

منہ دیکھے کیونکر نہ پریہنے آپ کا کلمہ
طوطی کیطرح آئنہ گویا نہو کیونکر

انسان ہون فرشتہ نہین کیون ہو تشنہ نامگوں
جی کتنا ہون خواہش مجھے اصلا نہو کیونکر

پتلی پسِ پردہ وہ بت پردہ نشین ہے
پھر ہر کوئی مشتاقِ تماشا نہو کیونکر

جب باغ کو تو جای تو جو غنچہ ہو کھل کر
تیرے لیے آغوش تمنا نہو کیونکر

قابو مین مرے آگئے ہو چلتے ہو فقرہ
نیچے نظر آتے نہین دعدا نہو کیونکر

ابتو لبِ شیرین کی مزہ چکھ کے پڑی چاٹ
بوسے کی ہوس اور زیادا نہو کیونکر

مرجاؤن مین جیسے وہ پھر دفن نہ آئے
ای ناطق لب گور سے شکوا نہو کیونکر

دلمین ہی جو ارمان ہون بیرون ہے در دہو کر
اب تے دم وہ نکلے دم ماہی سر دہو کر

دیوانہ آسمان ہی مجھکو جو پھیرتا ہے
دونا لونمین اوڑے گا پس گرد رہ ہو کر

مین کیا مرے مرنے سے واقف نہ عشق سے تھی
خود دلمین آسمایا بیدرد درد ہو کر

آئی خزان چمن مین مٹی مین مل گئی گل
زنگ بہار اوڑتا پھرتا ہے گرد ہو کر

مین مرگیا تو وحشت رو رو کے کہہ رہی ہے
کیسا تہکا پڑا ہے صحرا نورد ہو کر

اگر تری گلی مین کیا خاک قدر پائی
بنکر غبار اوٹھی مین بیٹھے ہے گرد ہو کر

تسکین دی لکو دیکے مانند رہ بغل مین
پہلو سے اوٹھہ نہ ظالم تو دلکا درد ہو کر

دنیا وہ بیسوا ہی زاہد کو پھانس لے گی
ممکن نہیں ہی بچنا عورت سی مرد ہو کر

چل تو ہو نڈہ ساتھ میرے اوس عشرت کدہ کو
اے چیرخ کیا ملیگا بیہودہ گرد ہو کر

کیا جان پڑ گئی ہے قاتل جو لوٹ آیا
بسمل تپش مین پہر مین سر گرم ہو کر

اوس انجمن مین میرا اغیار سے برابر
دل کا سا بیٹھنا تھا اوٹھنا تھا درد ہو کر

سیکھی بلا شرارت کتنے بنے قیامت
اوس چشم سرمگین کے دنبالہ گرد ہو کر

ای خلق ہر طرح پر دنیا کو جھیل ڈالا
کیا نرم و سخت ہو کر کیا گرم و سرد ہو کر

ای جان جان نکلی فرقت مین درد ہو کر
آیا جو دم لبون پر تو آہ سرد ہو کر

اوڑھا جامی ہوپ تیرے جلوے سے گرد ہو کر
خورشید ڈوب جاوی چہرے سے زرد ہو کر

رنگ وفا و الفت محبوبون پر جمایا
آنکھون مین سرخ ہو کر چہرے سے زرد ہو کر

مردان حق کو جو کچھ ہوتی ہوائی تیا
اکسیر اوڑتی پھرتی گلیون مین گرد ہو کر

جاڑون مین ہوپ کہاتی وہ نازنین حسینہ
تو دسوپ چاندنی سی ہو جاوی سرد ہو کر

دلکو جلا رہا ہی کیا نور صبح وصلت
کرتا ہی مجھکو گرمی کافور سرد ہو کر

ای شیخ چھوڑ خلوت رندون کی بزم مین آ
کیون عور تونکی عادت سیکھی ہے مرد ہو کر

زہرہ وشون نے رتبہ سیارون کا ہی پایا
ای ماہ حسن تیرے دنبالہ گرد ہو کر

دیکھی کوئی تماشا کیا کیا مجھے رولایا
تحریک نے لہ کی ہے اوس رخ کی درد ہو کر

کیا کہیے کیا دکھایا چاہت نے کیا دکھایا
آنکھون مین اشک ہو کر سینون مین درد ہو کر

تو عاشق خدا ہی مین عاشق صنم ہیون
ای شیخ یہ ملامت یون اہل درد ہو کر

ایدل نہین ہے بازی ارکو نکی عشق بازی
خود اس جوی مین مارا جاویگا نرد ہو کر

تیرا سخن نہ سمجھے جو لوگ داد دیتے
کیا شاعرین پایا ای ناطق فرد ہو کر

غیر و نکو دہو کہا دیکی ذرا وقت ٹال کر
آیا کرین تو آپ ہمان دیکہہ بہال کر

دامن نہ کھینچے تا کوئی دامن سنبہال کر
چھیٹین ذرا لہو کی بچا کر حلال کر

جو لبہو سے ٹل گئے وہ بات ٹال کر
مجہ سے کہو تو رکہہ دون کلیجہ نکال کر

ایدل نہ شوخ چشمونکی تو دیکہہ بہال کر
لے جائین کے نگاہین کلیجہ نکال کر

ساری بہار باد ہ کشی تہی بہار تک
ساقی سبو و جام اوٹہا کر کنگال کر

مایوسین سے آنے سے ہم ہوگئے سوا ہے
اپنے گلے مین دست تمنا کو ڈال کر

نازک بہت ہو موج چکلائی مین نہ جائی
گنبد نے کا پہول روکہ نہ نادان اوچہال کر

ایسا نہو کہ آپ ہون اپنے فریفتہ
آئینہ دیکہیے نگاہ ذرا دیکہہ بہال کر

پیاسا جو تونکا ہی تو بسم اللہ دیر کیا
وہ تیغ یہ گلا ہے ستمگر حلال کر

دیدار ہی نصیب ہوا پاکی بوس ہی
پانون تلے ملین مرے آنکہین نکال کر

اللہ نے کیا ہے تجہے پادشاہ حسن
تو آج لی چہری جسے چاہے حلال کر

خوش چشم ہو تو اپنے لیے ہو کیسکو کیا
بندی کو کہو رہے گا ذرا دیکہہ بہال کر

دل پہیر دئے ہو تو نے خدا کی طرف مرا
اے عشق مجہ فقیر کو صاحب کمال کر

اوس صاف صاف ساق کی خوبی نہ پائی گی
لاکہہ اے شمع آئیگو سانچے مین ڈہال کر

جلتی ہی تب فراق مین ایک آہ کینچ کر
ٹہنڈا ہوا انگارہ مین دل کا نکال کر

خورشید کانپ جائی ذرا آجلال مین
مریخ سر جہکائی ذرا آنکہہ لال کر

تہک گئی ہین لاکہ جلین تیری تا تہے
تلوار مین ہاتہ پہنے ہین زبانین نکال کر

ای نطق آپنے سے تماشا ہے مدعا
تجھکو جو دل دیا ہی تو محو جمال کر

پتھر پڑین اے آہ تری اولے اثر پر
بجلی کی طرح کوند تی ہی میرے ہی سپر پر

دن بھر تو پھری خاک اوڑاتی ہوئی پھر پر
جب رات ہوئی بیٹھ کے گاتی تری در پر

جب پوچھی گھڑیالیو نسے کہتے ہین کمبخت
لیلای شب غم کے ہی اب لف کمر پر

بہ جای گا شکل کف دریا جو دہروگے
رومال ٹھہریگا مرے دیدۂ تر پر

کہتا ہون تن تڑپنا تو سنبل کر شب غم مین
ایدل کہین کچھ صدمہ نہ آجای جگر پر

کرتب ہین حسینونکے زمانے سے نرالے
دل مین اور تراتے ہین یہ چڑھتی ہی نظر پر

بیتاب تجھی دیکھکے اونکو بھی قلق ہے
دل پر ہے یہان ہاتہ وہان ہاتہ جگر پر

گھومین گی شب وصل موذن کی گلی کو
پھیرین گی چھری شام ہی مرغان سحر پر

گل کردو نقاب آج سر شام اولٹ کر
تان شمع کا یہ قصہ نہ جای سحر پر

دو ہاتہ تہے سو ٹوٹ گے سینہ زنی سے
کیا وقت قلق رکہین گے دل اور جگر پر

کس بات مین کم تجھکو بنایا ہی پرے سے
گیسو تجھی بخشے ہین دیئے اوسکو اگر پر

گیسو کے درازی ہی ہمین نطق یہ دہری
پڑجای کوئی پیچ نہ تا زسے کمر پر

کیا تیرے جی مین آئی تہی تلوار دیکھکر
حاضر ہون رک بجا ادہر ای یار دیکھکر

سنتے ہین گل چمن مین دل افگار دیکھکر
نکہت اوڑا رہی ہی مجھے زار دیکھکر

حسن نکی لطف اسیر گیسوے یار کے
آنا در دے مجھکو گرفتار دیکھکر

بوسونسے شاد کام ہون اغیار یا نصیب
جائین ہم اپنے ہونٹہ لب یار دیکھکر

مجھپر ہین نیچ طعنہ زنان کم توجہی
یہ کم نگاہیان تری ای یار دیکھکر

وہ طاقت و توان و خرد دین جا و دل
ایک ایک کرکے لے گئے ہر بار دیکھکر

ساقی پیالہ مجھہ سے بلاکش کو ہوش ہے
تقسیم کر تو ظرف قدح خوار دیکھکر

ای بت علاج اب بھی ہے درد سر کا کر
ور نہ کچھ اور ارادہ ہے دیوار دیکھکر

کیا نام ہوگا قتل سے مجھ ناتوان کے
مارو کسی رقیب کو تیار دیکھکر

بیدم پڑے ہوئے ہی شہادت کی شوق مین
جی اوٹھی اونکے ہاتھ مین تلوار دیکھکر

ای ذوق دردمردہ کہ ہمکو کیا ہی یاد
بیباک و بدزبان و ستمگار دیکھکر

اب زہ جان نثار و نکالین آپنے ارمان
میری طرف نہ دیکھیے تلوار دیکھکر

پچتاؤگے کہین جو فقط حسن پر گئے
دل دیکھو تو نطق وفادار دیکھکر

چمکے نہ برق آہ شرر بار دیکھکر
جل جائی میری گرمی بازار دیکھکر

ٹوٹا دل اپنا لذت ازار دیکھکر
پھیلائے پانون وادی پر خار دیکھکر

وہ درد دوست ہین کہ نہین جنکی ستم کی حد
ہم چھیڑتے ہین اونکو کہ آزار دیکھکر

بندہ تمہاری نذر کو لایا ہی جان و دل
دونون کو لو لطف سے دوبار دیکھکر

صیاد کا یہ حکم ہے دلکو کرون نہ شاد
چاک قفس سے جانب گلزار دیکھکر

یا اونکے گھر مین رہتی تھی یا اب گلی مین ہم
روتی ہین در سے در و دیوار دیکھکر

تیرے نہین کے سات نہین ہم ہی ہوگی تو
لازم تہا تجھکو وصل کا انکار دیکھکر

عرض جمال و حسن ہے حور و پری کے تین
دل دین گی ہم کسی کو طرحدار دیکھکر

تان میر پاس کیا ہی مرا بانس کیا اوسے
اب اور سے ملین گے وہ زردار دیکھکر

وہ اولے پاؤن آکے لب بام رہ گئے
ہمکو پڑا ہوا پس دیوار دیکھکر

مطرب سنائی جایو نہین جب تک نہ آگہی
ساقی پلائی جایو نہین ہشیار دیکھکر

یوسف سی بڑھ کے اپنا بتاتی ہین مجھسی مول
لیتے ہین دون کی وہ خریدار دیکھکر

باتین بنی ہے کی جو موزون ہوئین ہین نظم
محبوب وہ ہوئے مرے اشعار دیکھکر

سر شرمائین تری آگے لجالو ہوکر
گل سپید آئین نظر شرم سے شبو ہوکر

موت آئی مری معشوق پہ پیرو ہوکر
تیغ یارب ہو روان حلق پر اڑ ہوکر

گل کو در پردہ غم عشق دکھانے کی لیئے
شبنم آئی ہمہ تن باغ مین آنسو ہوکر

پڑ گئین یہ شکنین شدت بیتابی سے
رہ گئی رات قبا جسم پہ انو ہوکر

آمد و رفت ہی یون باغ جہان مین اپنے
آئی زنگت کی روش اور گئے ہم بو ہوکر

مین جو روتا ہون سر بزم تو وہ ہنستے ہین
شرم ہی بہ گئی کیا آنکھ سے آنسو ہوکر

حسن جاتا جو رہا ظلم وہ باقی نہ رہا
خال رخ رہ گئی بے ڈنک کے بچھو ہوکر

طوطی آسا ہو جو گویا کو صفائے عارض
منہ پہ آئنہ کرے عرض دو زانو ہوکر

دیکھہ پائے تری رفتار جو ای فتنۂ حشر
شور محشر کا پڑے پانو مین گھنگرو ہوکر

یاس اس منہ تہ دیدار کے جانے ہوئی
اب نکلتی ہے نظر آنکھ سے آنسو ہوکر

اے فلک ہمکو کسی نے نہ اوٹھایا حیف
چشم عالم سے گرے تھے مگر آنسو ہوکر

مانع دید ہماری ہی سیہ بختی ہے
سامنے رخ کا ہی رو کی ہوئی گیسو ہوکر

اپنی روداد کا جب مرثیہ ہم پڑھتے ہین
درد دل سانتہ دیا کرتا ہی بازو ہوکر

چند قطرے مری قسمت کی جو ساقی نے دیئے
گر پڑی دیدۂ ساغر سے وہ آنسو ہوکر

مل گئے وہ سر بازار تو یوں مال دیا
حال دل کیونکہ کہیں راہ ہی یکسو ہو کر

درد بن بن کر جو دل میں خیال دلدار
اور آنکھوں کہیں جو آ جائی تو آنسو ہو کر

نجیر عطر پسینا ہی ترا میل علے
پیرہن جامۂ گل ہو گیا خوشبو ہو کر

میر اصحرا وہ جنوں تیرے ہے اے حسن جہان
نقش پا بھاگے ہیں لوٹے کی آہو ہو کر

ہے یہ ہی ترقی اگر اے جوش خلق
مار ڈالیگا مجھی میری قضا تو ہو کر

حسن جاناں کا مہ و مہر سے پلہ ہی گراں
تول لیں دیدۂ انصاف ترازو ہو کر

غنچہ دیکھی گا جو تیرے دہن رنگیں کو
خون دل پیئے کو رہ جائی گا چلو ہو کر

ای جنون مژدہ تجھی اور مبارک مجھکو
ہو گیا دست سے بد تر مرا گھر ہو ہو کر

کس قدر تیرہ شب ہجر ہے ای بخت سیاہ
اوڑ گیا نور ستارہ نکا بھی جگنو ہو کر

نطق ان خاک کے پتلو نکو ذرا دیکھو تو
کیا بلائی دل و جان ہو گئی خوشرو ہو کر

چاہت کا مرے وہم نہ کر اور کسی پر
مر جاؤنگا میں مرتا ہوں اگر اور کسی پر

اللہ رے ای بت ترے دیدے کی صفائی
آنکھیں ہمرے جانب ہیں نظر اور کسی پر

حاصل ہی کیا تذکرۂ قتل عدو سے
باندھی ہو جو باندھی ہی کمر اور کسی پر

در پے نہ ترے لوگ ہیں عمر یکو لگا دے
تہمت تو مری قتل کی دھر اور کسی پر

ربط اہ نگاہ غیر سے تا کیا ہی نہ ہو
آجای مرا دل ہو ادھر اور کسی پر

حیف اے نظر آنکھ لڑانا نہیں مجھکو
واہیں تو رہیں رو زن در اور کسی پر

کہتے ہیں دکھاؤں جو کبھی حال پریشاں
عاشق تو مقرر ہے مگر اور کسی پر

تاڑیگا ہمیں کیا کوئی محفل میں کسی کے
آنکھ اور کسی پر ہی نظر اور کسی پر

تو مجھکو دلو یا مری ناموس کو لیکن
چھینٹ آوے نہ ای دیدۂ تر اور کسی پر

کہتے ہین وہ مجھ سے مجھے بدنام نہ کر تو
ایسا ہی جو مرنا ہے تو مر اور کسی پر

تیری ہی نظارے کو یہ آنکھین مری ہین
ڈالی ہو اگر اپنے نظر اور کسے پر

معشوق ہین پر رشک سے خالی نہین ہمدم
مر جائین مرون جا کے اگر اور کسی پر

جاتی ہو مرے دلکو تم کے حوالے
کیون چھوڑ چلے اپنا یہ گھر اور کسی پر

کیا جی کو دوبھا یا ہی کہ جب ہی تو نہ ہووے
بالفرض دل آجائے اگر اور کسی پر

ہون خود ہی سیہ بخت پریشان ہون اسمین
ای نیف صنم جا کے بکھر اور کسی پر

مجھ بیخبر دست پر کہین رو نہ پڑے خون
جا پھول شفق وقت سحر اور کسی پر

تمہارا شکار ناز ہے مرے جان بکھیرا
ہم مر چکے اب مار کہ مر اور کسی پر

تم عشق کا سر غم مین زانو سے اوٹھاؤ
دیکھو کہین ٹیکے نہ سر اور کسی پر

لکھہ رہا ہون ثنای عارض یار
میرا خامہ ہے موج باد بہار

مر کے بھی ہی ہوای جلوۂ یار
ذرہ ذرہ ہی میرا آئینہ دار

خون سر سے ہین تا بمیان گلنار
اضطراب اپنا ہی قفس کو بہار

کیا ہوئی تیری ہی نخوت ای لب یار
جان بلب ہو رہا ہی تمسین بیمار

دست قاتل کو نازنے روکا
دیکھکر مجھکو جان سے بیزار

حیرت جلوہ کو شک آرای
آئینہ بند ہین در و دیوار

دیکھہ ای شوق دل ہست ہی ضعیف
گرم جوشی ہی چڑہ نہ آتش بخار

غم کے ماتھون دل بکدر ہے
ہر نفس اب ایک موج غبار

بوسہ کسکا نہین نہین مین ہو مجھ — واہ ری تیری خوبی تکرار
کہوندی شرم جورسے ظالم — یہ جو ہے ایک لذت آزار
عجب ہی میرے حال کو پہونچا — صدقے ای شان بے نیاز ی یار
آنکھ سے نقش قدم نہ کہول سکا — برق تہی تیری شوخی رفتار
ہای فرقت مین بخت جانی سے — ہمکو مرنا بہی ہوگیا دشوار
جلوہ گر ہو کہ جل کے رہ جای — باندہتی ہی جو یہ نگہ طومار
ایسے گانو نکو مین کہون کیسا — جنکی حسن صفا ہی آئنہ دار
اوسکا گلچین داغ حسرت ہون — وہ جو ہی رنگ و بو سے باغ و بہار

لکہ چلا ایک قطعہ بند غزل
اپنا خامہ کہ ہے بدیع نگار

مان مجھے دیکہو یا اولی الابصار — چشم بد دور ہیون تصور زار
شور سودای زلف تہ تا سر — دیدہ تا دل تجلی رخ یار
وہی لذت ہے ہجر مین گویا — نہین گذری شب وصال نگار
وہی بٹہا ہی میرے پہلو مین — صورت نقش مدعا دلدار
وہی کہتا ہون اوسکی جلوہ پہ — ہی تجلی طور گو تکرار
وہی پہرتا ہے میرے گہر مین — جیسے صحن چمن مین باد بہار
جلوہ باقی ہنوز اودہر ہی ہے — اس طرف ہے باریش انظار
وہ اوسی طرح محو آرایش — چشم حیران ہنوز آئنہ دار
ہے وہی شانہ و خم گیسو — کشمکش مین ہنوز دل زار

صبح بخیر

کوندہتی ہے نظر مین بجلی سے — وہی شوخی موج رنگ عذار
ہے لگاوٹ وہی گریز کے ساتھ — کچھ تو انکار اور کچھ اقرار
ناتوانی سے کم نگاہی کا — ہے وہی عذر نرگس بیمار
ہے ستم مین ادا کا عکس وہی — بی نیازی مین ناز کا اظہار
کر رہا ہے وہی بہانہ خواب — میرے مطلب کو جانکر عیار
کہہ رہا ہے وہی نزاکت سے — میرے آغوش کو عذار نشار
وہی پرتو شباہی گرم جوشی مین — وہ قنار بنا عذار النار
وہی اصرار وصل اور ہر بار — ہے اُودھر وہی ہنوز انکار
وہی فن و فریب ہے وہ شوخ — چڑھ گیا میرے دم پر آخر کار
بوسہ دل کی پہر داد و ستد — گرم ہے ذوق شوق کا بازار
وہی بوسے دوبارہ لینے کو — عمداً کر رہا ہون سہو شمار
لب ہے لب سے بدن بدن سے ملا — وہی اودھتہا ہی لطف بوس و کنار

کیا تخیل ہین آنکھ کھول کے دیکھہ
نطق اب تو کہان کہان دلدار

استینین چڑھا ہین اور کمر باندھے ہین میانون پر — تو گریبان تھی دیوانون کی دامانون پر
وہ تڑاقہ تڑنی آواز مین تھا تانون پر — بجلیان ٹوٹ پڑین رات بہت جانون پر
ہان ذرا سوچ کی دعوای عنایت کرنا — تنگ آجاؤگے ارمان ہین ارمانون پر
سنکی وہ ذکر پری طنز سے فرماتے ہین — حسن ظاہر ہے اسی کا کہ ہین پریشانون پر
دیکھہ کیا کیا ترے جلوے سے ہین عاشق بیتاب — ذرہ سان ٹوٹ پڑے ہین بیتابون پر

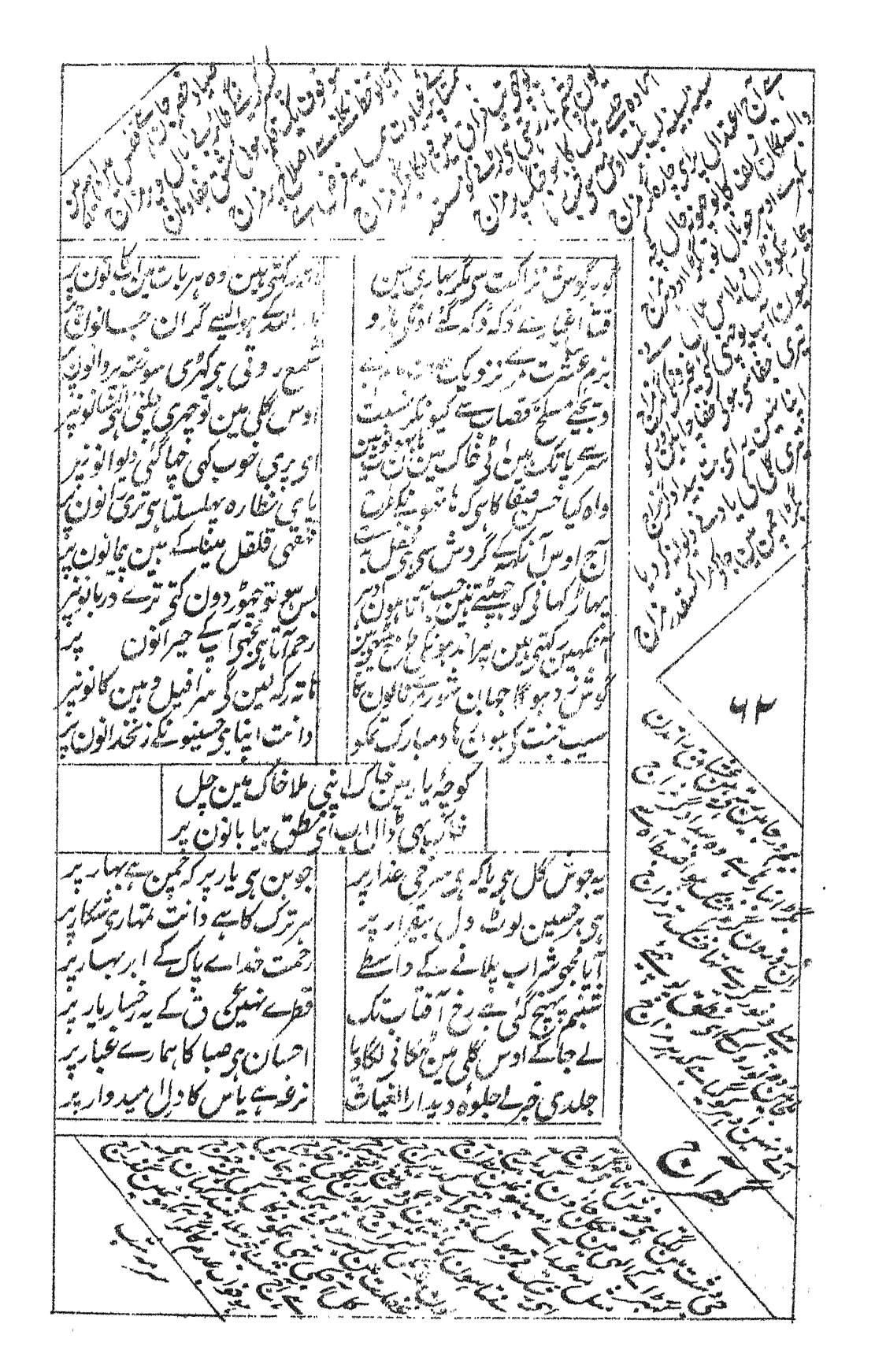

وہ میرے بعد ہوئے مکدر جو خیر سے
ہمت دہر نا گہ میری ہی مشت غبار پر

میری طرح نہ کرے گا کوئی اور سے نیاز
رو دیتی ہنسی ہے لوح مزار پر

مینائے کی طرف جو کیجہ آنکھ مین پھر گئے
گھونسے لگائے برق نے ابر بہار پر

گردش جو اوسکی آنکھ سے یاد آئی ہے مجھے
چکر سے کی طرح گردش ہے نثار پر

ای نغمہ تحت نالہ حزین اوٹھ ہم نشین
آواز دی لگا کہ بار کسین نے ہزار پر

منجن ہے آفتاب ہے دندان یار پر
پانی پھر گیا آب در شاہوار پر

صدقے کروں نمین سر کو قد نگار پر
وارون کاؤنکو چہرہ رنگین یار پر

بولا وہ ترک دیکھ کے مجھ ناتوان کو
تلوار کیا لگائی مردہ شکار پر

آنکھین کنون مین مچلی ہی جبسے ہین صبح دم
خال ہے تجھ نور کا رخسار یار پر

باقی ہی اتنا غم کا اثر بعد مرگ بھی
سبزہ اوگا تو زور دہمارے مزار پر

کہتے تو مزہ ملا تہا ذبیحونکو وقت ذبح
گر ذا کیہ گلے کو جو خنجر کی دھار پر

منصوبے ہین یون نہین تو یون ہی سہی مگر
ہنستا ہون پہر مین شوق کی ذار و مدار پر

کیا لطف ہی خلش مین کہ پانو نکا آبلے
رقصان مثال قطرہ شبنم ہین خار پر

صحن چمن مین خلق ہی دن کھیچے
شاید ہوا ہی کل ادہر نہین ہی مزار پر

جوش وحشت کا ہو بیان کیا
صحن بیابان ہے کہی دیوانے پر

زلف سر کے جو ہے ساقی حور کا
صبح عشرت کی سفیدی ہے شبستان پر

وقت پر موت تو کیا آئی شب عشرت مین
لاکھ احسان ہے مرحبا تیرے اس آنے پر

چاندنی رنگ دکھاتی ہی سیہ روزمین
روز پہرتی ہی سیاہی سی غم خانے پر

جذبۂ شوق نے جب اپنی کشش دکھلائی
تخت پریونکی اوتار مرے ویرانے پر

درد شانہ نہ نزاکت سے کہین عارض ہو
طرۂ زلف نہ لٹکا یا کرو شانے پر

دیکھکر گیسوی پرپیچ پراوسکا قبضہ
دانت پیسا کیے عشاق تری شانے پر

خاک اوڑاتا ہو انکو چوگمین پڑا پھرتا ہے
ای پری بہت چڑھا ہی تری دیوانے پر

بگڑی ہین پریہی وہ منتظر خوبان ہے
آنکھ پریونکی ہے پڑتی تری دیوانے پر

دی صدا رند نے ٹکوای رعد کہ اگر دیکھین
کیا گھٹا چھائی ہے کیا روپ ہے میخانے پر

ہے حجل گردن مینا سی پری کے گردن
حور کی آنکھ تصدق مرے پیمانے پر

دوسرا انجمسا گر قمار بلا کون ہی ناطق
نام میرا ہے لکھا دام کے ہر دانے پر

غمدوست ہین بیدادی پاتی ہین مزا اور
ہم چھیڑتے ہین اس سے کرتا ہون وہ خفا اور

بیفائدہ مجھکو نہ اطبا کو دکھاؤ
ہے درد محبت کا طبیب اور دوا اور

کچھ چاشنی شربت دیدار نیو چھو
وہ ترشن جو ہوتی ہین ملتا ہی مزا اور

رو چار ہی بوسون پر ابھی سے نہو بس بس
خاطر جو میری کی ہی تو ایجان ذرا اور

ہر چند کہ ہو صلح کی باتون مین بڑا لطف
لیکن ہے شکر رنجی جانان مین مزا اور

ای بتہ سہی تو تری مانند ہزارون
ممکن جو نہین ہے تو نہین ایک خدا اور

بس کیستی بس اپنی کسی اور سے کہنا
کچھ ہم مین جو باقی ہو تو ساقی ابھی لا اور

اس بہسین مین در پر کوئی عاشق ہی تمہارا
ایجان فقیرونکی تو ہوتی ہی صدا اور

نالی بھی ہین آہین بھی ہین فریاد و فغان ہے
پر چپ ہین کہ ہی شیوۂ تسلیم و رضا اور

وہ رات بھی ہو ہم کہیں ہاں اور وہ پوچھیں
ای منطق ابھی باقی کوئی ارمان ہی کیا اور

دی بوسہ لب کا دیکھہ کہ دیر اسی بگاڑ — تو ہی مسیح وقت نہ بیمار سے بگاڑ
ای شک مانون تب تری حسن عمل مین — ہوا سے ہے اور رخ یار سے بگاڑ
قالو مین ایدل اجی طرح کرلے یار کو — نادان یکبہ ہی سے نہ اغیار سے بگاڑ
دیوانگی ہے دست و گریبان مین ہی علاج — شوریدگی سے ہے سر و دستار سے بگاڑ
دونون مین ہا بسیحہ و زنار مین کے رہ — کافر سے تو بگاڑ نہ دیندار سے بگاڑ
ایدل تپ فراق کے صدمے جو ہون سہنے — میرا ہے کیا بگاڑ اسی یار سے بگاڑ
قمری و سرو مین گل و بلبل مین یکنین — ہونا ہی آپکے قد و رخسار سے بگاڑ
اوزکو خود اپنے ناز و ادا سے کہان فراغ — مجھ سے بنا وہے نہ کچھ اغیار سے بگاڑ

غیرونکو نطق خندۂ بیجا کا دے جواب
دو چار منہ بنے ہوئے تلوار سے بگاڑ

شہر ہوئی نہ کیون وہ بانی ناز — عمزہ کرتا ہی عنانی ناز
میرے برق خیال کی تسوجی — اونکی جلوی کی ہی نشانی ناز
میری طاقت گہٹا کی ظلم ہے — ہے ایندیشہ نہانی ناز
حیلۂ شرم سے جہکائی وہ سر — دیکہئے مجھ سی سرگرانی ناز
ای خدا دی مجھے وہ حسن نیاز — ارنی ہو یہ لن ترانی ناز
تیغ اوٹہتی نہین ہے قاتل سے — قتل کرتی ہے تا توانی ناز
ہی تمہارا نیاز مند جہان — ہو مبارک یہ کامرانی ناز

جان لے لو عنایت بیدار | خوش کرے دل تو مہربانی ناز

سب کو شیخی تھی حسن تک ای مطلق
ناز کیا ہون گیا وہ بانی ناز

کس ادا مین ہے دلستانی ناز | نازنانی مگر ہوتا نے ناز
چشم و ابرو کا جوڑ تو ٹک ہے خوب | غمزہ انگیز یہ وہ بانے ناز
جان نے تیری باڑہ دی ہے | عاشقون پر ہے تیغ رانی ناز
ستم و جور کے پیام و سلام | آنے جانے لگے زبانی ناز
کہہ رہا ہے کہ دم چورایا ہے | یہ مرے پر ہے بدگمانی ناز
کج ادائی کے یہ ستم ایوا ے | واہ ریغا وہ مہربانے ناز
آو بیطاقتی سے زور کرین | نہ سنین طعنۂ گرانی ناز
ہوگئی اب شب شباب سحر | چھوڑ دین آپ قصہ خوانی ناز

نطق مجھکو نیاز مند کہا
ای مین قربان قید دانی ناز

کیون نہو زور حکمرانی ناز | ہے جوانی مین اب جوانی ناز
گلشن دیدہ و بہار نگاہ | جلوۂ حسن و گل فشانی ناز
مار رکھے کے اپنے تدبیرین | سن چکا ہون مین سب زبانی ناز
دیدہ تا دل ہی ایک جولانگاہ | واہ واری سبک عنانی ناز
کیسے کیسے جوان دے ٹسکے | نازکی پر یہ پہلوانے ناز
حسن رفتہ کی ہین بہارین تازہ | چن رہا ہون گل خزانی ناز

ناتوانونکو یار نے پوچھا — ای خوش ازندہ یہ گرانی ناز
الحمد للہ کلام کر تو سکتے ہم — ہوش اڑی سن کر تن نازنیں ناز

وہ پیرہن جو اور چلائے غلط
ہے یہ انداز پر فشانی ناز

مری سی حسن پرست آنکھ ہے کسی کی بھلا — گئی ہے مخمل مین سینے کی آرسی کے پار
حیای یار کی شوخی حسن دیتی ہے — کہون تو سچ ہے کہ شیطان ہے ولی کے پار
قضا لحد سے اجازت جو دی نکلنے کی — تو نعرہ مار کے لی جاؤن بیسے کے پار
نہین ہے عارض پر نور کے قریب وہ زلف — سیاہ دیو کا یہ سایہ ہے پری کے پار
بہشت نقد و امید بہشت بند ونکو — رہا عذاب جہنم سو شیخ جی کے پار
اوس انجمن مین جہان بیٹھے تھی جو سلامت آئے — یہی مین آئی کہ چل بیٹھے اوسکے پار
نہین قریب ہمن سرو سرخ رخسارے — نہال قد مین وہ دو پھول ہین کلی کے پار
مین پہلے بیٹھ چکا اب جو آئی بیٹھے الگ — یہ کیا جو آئی سو بیٹھے وہ آپ ہی کے پار
زوال حسن مین کیا اونکو تم دکھاتی ہو — پڑے ہوئے ہین جو دو چار دل کہیں کے پار

وہ خلق خستہ نہود بلہد اوتغافل کیش
مرا بڑا ہے کوئی شتے اس کلے کی پاس

جو وہ آکے ہون چارہ فرمای عشق — نہ ہوس آئی یارے کہ پھر آئے عشق
جو وہ زلف کرتی مداوای عشق — تو ہوتا دماغونکو سودای عشق
عدو کا کرو تم مداوای عشق — مجھے رشک سے کیون نہ آجای عشق
یہان اوسکے جلوے نے اوسمین صفین — کرے کون کسکا تماشای عشق

فرزند دل تو تصویر شیخ و دلبر آباد
قافلہ دختر رز کو بھی دلبر آباد
شہر کی شہر ہی اوجڑی ہوئی دیکھی ہم نے
اور اوس شہر مین شیخ جی کا بھی گھر آباد

شب غم کوئی تسکین آرام ہوئے — نہین نیند آتی تو آجائے غش
صبا جب بات اس گل کی بولائی لائے — ہزارون ہی غش پر ہمین آئی غش
سمجھ بوجھ کر گھر مین اوٹھو نقاب — نہ دیوار و در کو کہین آئے غش
مرقع ہے دنیا کا یا انجمن — پڑے ہین ترے حیرتی کیا ہی غش
ترے پنجے نے شیخ کو شل ہو گیا — ذرا دم مین لے لون جو آجائے غش
مرا سر ہوا اوکا زانو ہو پھر — مین اس غش کے قربان پھر آئے غش
ترے لف سنتے اگر لخلخہ + — تو ہشیار کرنے تمنائے غش
نہ جو مرگ عاشق کو غش مین گئے — بھلا اوسکو کیا میری پروائے غش
ہر شکل محروم کہین نصیب — اوٹھے پردہ تو پردہ بن جائے غش

شب غم مین ثابت سے تقدیر کے
جو ای نطق نیند آئی ہو جائے غش

کٹہری گھڑی کا جو تکو نہین تقاضا حوش — تو بوسہ کل کا جو باقی ہے دو نہو ناخوش
بتونکی عارض رنگین کا ہی نظارا نوش — چمن کی سیر ہے بیشک ہے تماشا خوش
خراب شک ہے ہم اور غیر دونون ہین — جو یار ایک سے خوش ہو تو دوسرا ناحوش
بزنگ شیشہ و ساغر مثال برق و سحاب — کسیکو آتا ہے رونا کسیکو ہنسا خوش
مین درد مند نہ ساغر نہ شیشہ صہبا — نہ زخم سان مرا رونا ہی خوش نہ ہنسا خوش
کسی مرج نہین بھاتی ہی غیر کی شرکت — بہار وصل صنم کی ہی سیر تنہا خوش
گھٹا سے برق تو گلشن سے گل تجلی مین — کسی حسین کو آتا نہین ہے پردا خوش
یہ کسر سوار سمند ادا کے آمد ہے — جو میری خاک سے رقصان اوٹھا بگولا خوش

نہ کہکشان ہی شب وصل ہے لب خندان
ہنسی ہے دانت نکالے ہے ہر ستارا خوش

خدا کی دین مین مہمان کو سمجھتا ہون
بچھوا آمد غم سی ہوا ہون کتنا خوش

برا نہین کوئی نیرنگ اوسکی قدرت کا
ہر ایک رنگ تماشا ہے ہر تماشا خوش

فراق مین کہین ای نطق جی نہین لگتا
نہ باغ خوش نہ بیابان خوش نہ دریا خوش

ای دل تجھی بیداد مبارک تو ہو خاص
یعنی ہے کرم عام و مان اور جفا خاص

بس ایک مین ہی تشنہ کا مارا نہ گیا خاص
ہوائی و مان عید کے دن عام سی تا خاص

ای بت تجھی خالق نے حسینون مین کیا خاص
تیرے لیئے ایجاد کیئے ناز و ادا خاص

جو چاہین بلا مین مجھے نا فہم اطبا
لیکن ہے مری تربت دیدار دوا خاص

بلبل کو اوڑاتی ہی تو بجا نہین کرتی
اترائی ہے کیون گل کے تو ہمدم ہے صبا خاص

نادان عدو ہی کرم عام سی خوش ہو
مین خاص ہون اس بسوط مین مجھپر ہے جفا خاص

بازل ہوئین اون وکی لیئے اور بلا مین
مرے لیئے اور تری غم گیسو کی بلا خاص

ای بخیے نری کل وہ جوہر نہین نجہ مین
ہے سایۂ لطافت کا فقط نکہت صفا خاص

آئی ہی نتھی وہ کر نکالا مجھے گھر سے
غیر اسسے شکایت نہین مجھسی ہے گلا خاص

گالی مجھے دیکر وہ دیا کرتے ہین بوسہ
یہ میرے لیئے بد مزگی کا ہے مزا خاص

غمزے مین یہ شوخی یہ شوخی مین کرشمہ
رکھتی ہی لگاوٹ تری آنکھون کی ادا خاص

صد حیف تجھی سی اور حسینون نے بھی پائی
پیدا ہوئی تیرے ہی لیئے ناز و ادا خاص

ہان جلوہ ادہر بھی کوئی او برق تجلی
موسی ہی نہین ہین تری مشتاق لقا خاص

جو بلبسون پر ہو ستم وہ نہو مجھپہ
مین خاص ہون ان میرے لیئے لازم ہے جفا خاص

انداز سخن نطق نے پایا ہے نرالا
ہی اوسکی ہر ایک شاہد معنی کی ادا خاص

حسن جاتا ہے بجھا جاتا ہے چراغ عارض
اب یہ اندھیر ہے کیا ہوگیا داغ عارض

حسن رفتہ کی ہین نقش کف پا پھر سے چراغ
چشم تر تک ہے خط آتی ہین داغ عارض

وصل کی رات ہی ہو سونسی نہ فرصت ہو کچھ
اب گئی دور وہ ایام فراغ عارض

مین تو کہتا نہین خیر و نکو دیکھ ہین لو
کہہ رہی ہین ترے منہ پر تری داغ عارض

سی مہ چار دہم پر ہے کی حسن ہین
ہی بجا اب جو فلک پر ہو وہ ماہ عارض

وصف خط مین ہو کر خوان تو وہ کتبہ ہین
کیا اچھلتا ہی اہا بلبل باغ عارض

شرم سے رات دیکھ مین چھپا یا ایسا
نکلا مشکل ہین ہمکو سراغ عارض

اللہ اللہ ہے کیا سبزہ خط کا عالم
واہ واہ خوب ہی سرسبز ہے باغ عارض

وہی اتنک ہی چمک واہ رے تیرا رخ نور
صبح پیری ہی ہوا گل نہ چراغ عارض

اس سیہ روکی چمکتی ہوئی قسمت دیکھو
ہندو خال بنا حشم و چراغ عارض

عاشقانہ ترا بیوجہ نہین نطق کلام
تو کسی کا ہی مگر بلبل باغ عارض

یارب وہ دن بھی ہو کوئی لائی اور سے خط
زر لی مری کمر سے مجھے دے کمر سے خط

رونا اب اسکا کیا جو لا مٹ گئی حروف
تھا شوق مین لگا یا تھا کیون چشم تر سے خط

صیدی بہت ہین کوئی کبوتر پکڑ نہ لی
ڈرتا ہون جن نجابی کہین جا نور سے خط

تھا کاٹ ذوالفقار کا اعجاز حسن تک
ابتو پڑی خضاب کی تیغ نظر سے خط

بھیجا ہی اوسنے بادہ کی نامہ تنگ سی
اور ترا مجھے صحیفہ صفت عرش سے خط

آپ انصاف کرین نطق کا کیا اسمین گناہ
پاس خلوت مین ٹہاؤ تو کری خاک لحاظ

رخ ترا شمع اور گردن شمع
بازو و ساق دونون روشن شمع

تیرا گیسو ہے ایک اندہیری رات
تیرا چہرہ ہے ایک روشن شمع

تیرے شانے ہین دونون مقابل کنول
تیری بازو ہین دونون روشن شمع

تیرا ہر ایک ناخن ایک چراغ
تیری ہر اونگلی ایک روشن شمع

تیرا جلوہ ہی دل کا چشم و چراغ
تیرا رخ آنکھ کو ہی روشن شمع

تیرا ہر نقش پا ہی ایک چراغ
تیری ہر فندق ایک روشن شمع

نور کی لکہ اب ایک اور غزل
فکر تیری ہی نطق روشن شمع

تو سراپا پری ہی روشن ہے
ایک شب میری بزم کی بن شمع

خط سی جاتا رہا فروغ جمال
بجہ گئی آکے زیر دامن شمع

لاگ پر دانونسی لگاؤ کی ہے
دوستی سے بنی ہے دشمن شمع

دلکی صورت جلی تو بجہ نسکے
بلکہ ہیونکی صبا کا دامن شمع

تم سا جب دلفریب بزم مین ہے
کیون پتنگونسے ہو نہ بدظن شمع

روشنی ہی یہ کسکی آنے کے
گل بنے ہین میان گلشن شمع

آگے کانے کی جل رہا ہی چراغ
زلف کی پاس رخ ہی روشن شمع

صبح کو داغ تہی تینگ سے نطق
رات سارا لٹا کی جوبن شمع

وہ بام پر آئے ہیں لگا دی تو مرغ
لی اوڑ مجھے ای شوق سکھا دی تو مرغ

ہی ہجر کی شب خود مجھے سودا و مرغ
وہ رات گئی جس میں تھا نوا و مرغ

ہی خمہ زن تار فغان شوق نہاں میں
ہنگام سحر زمزمہ پردہ در مرغ

کمبخت نی کیوں شور مچایا ابھی سے
کیا شام شب وصل ہی میری سحر مرغ

یوں خال رخ یار کو دل تاک رہا ہے
ہو بھوک میں جیسے سوی دانہ نظر مرغ

جیسا ہی شب وصل پہر رات رہے سے
تا چاشت ہو نرغت میں ہما بال سحر مرغ

بیتابی دل ہی مری یوں لف صفیر
ہو دام میں جیسے تپش بے اثر مرغ

ای مونس صبا صبح کو پہلی تو چہری پھیر
گردن سی جدا کر شب صلت میں سحر مرغ

ہی نوش شب وصل کو ہو لطف زیادہ
ساقی جو لگا لائی کباب جگر مرغ

کیا مر گیا ہوں شب فرقت سی دہل کر
اب تک نہ صدا آئی کوئی ہا خبر مرغ

ای دل ہی تری بات ہی مجھ سی
یوں تیر لگا تاک کے اوڑ جا سے سر مرغ

وہ گرم روی وادی وحشت کی ہوا ہی
جل جائیں پر و بال اگر ہو گذر مرغ

ای وصل کی شہری ہی یہاں رات دن ای
کہیہ خوف ہو وزن ہے نہ ہم کو خطر مرغ

ہار شوخ ہی پیانہ ہی مینا ہی ہی ساقی
غرقاب ای مے سی سراپا ہو دا من و زلف

شیشہ ہی کہوں کیا مجھ رخ کعبے کا پرتو
قبلہ کعبے وہ رخ کعبے کا پرتو وہ زلف

پہلے ہا عنبر کو چوں ہے بدبو بھیجا ہی
شب کہوں دو وہ چراغ بدبو بھیجا ہی وہ زلف

خم خم ہی ہمہ تن اور شکستہ یکسر
مجہ سیہ بخت کا گویا کہ سراپا ہے وہ زلف

بال ہلتی ہیں تو وہ اور ہی اوڑ چلتا ہی
تو سن تاز و اداکے لیئے کوڑا ہی وہ زلف

شاخ سنبل کی لٹک آئی ہی گویا گل پر
پاسبان وس عارض گلرنگ کے زیبا ہی وہ زلف

اپنی ہر بال سی ہی سلسلہ جنبان جنون
اپنی ہر پیچ سی مٹر یہ سودا ہی وہ زلف

بار بار آکی بلا تین جو لیا کرتی ہے
ہو نہو عارض محبوب کی شیدا ہی وہ زلف

حشر مین خوش ہون سیہ نامہ عصیان لیکر
جانتا ہون کہ مری مانتہ مین گویا ہی وہ زلف

پیش ازین قیس فقط شیفتہ لیلی تھا
جسکی مجنون ہین ہزارون ہی وہ لیلی وہ زلف

دل مرا کوچہ گیسو سے کہان بھاگ سکی
حلقی تو طوق گلو ہین سن پابی وہ زلف

لاکھہ نقشے ہین مری یار کا نقشہ رو دار
لاکھہ لفو ہین مرے یار کے طرا ہی وہ زلف

جسکا افسون نہین کوئی وہ بچھو ہی وہ سانپ
جسکا منتر نہین دنیا مین وہ کالا ہی وہ زلف

عقدہ در عقدہ ہی ہر عقدہ کے بالا ہی وہ
نسخہ حسن مین پیچیدہ معما ہی وہ زلف

لشکر ناز و ادا کا ہے علم قامت یار
اوس علم کی لئی ای نطق سپہر آرا ہی وہ زلف

لاکھون پڑی ہین کشتہ تیغ جفائی عشق
ظالم تری گلی ہی کہ یہ ہی کربلای عشق

تیغ نگاہ و خنجر مژگان سے دیکھیے
کس گھاٹ اوتارتا ہی ہمین خدای عشق

ملتی نہین ہین عاشق مفلس سے سیم تن
ہتھی جو کچھ چڑھی ہی تو بنے کیمیای عشق

نالی ہی شور عالم بالا مین پڑ گیا
افراشتہ ہوا علم چرخ سای عشق

کتنے مریض مر گئے کتنے ہین جان بلب
چل او مسیح دیکھہ تو دار الشفای عشق

کیون لے چلا ہی جانب گرداب ناف یار
کشتی دل ڈبوئی گا کیا ناخدای عشق

تہمت ہی بات بات مین اب وہ زمانہ ہی
عاشق مثال فعل بد اپنا چھپای عشق

ہمت سے جھیلتی ہین بہت مسلسل سختیان
تن پر ہماری پھول ہین سنگ جفای عشق

یہ بیخبری کرینگے وفا تو یہ کیجئے
میری بقا تک آپ سمجھیے بقای عشق

نالان نہیں ہوں رخ گلگوں کی شوق میں
چہکار تا ہی بلبل خونین نوای عشق

جز و ضعیف کاہ اڑتا ہی ہوی ہی کوہ
بیداد حسن جیل رہی ہی وفای عشق

کیا جانیں رطق غم کوئی کہتا ہی کسطرح
ہم تو ہین تازہ وارد مہمانسرای عشق

خنجر غمسے ہے برابر چاک
دل جو اندر تو سینہ باہر چاک

تب گریبان ہم ہی پھاڑینگے
ہوگا جب دامن گل تر چاک

پاس ناموس ہے ثابت جیب
مثل غنچہ ہے دل سراپہ خاک

دلمین ہر آبلے کی پاس ہی داغ
اور ہر داغ کے برابر چاک

بے اثر ہے جو نالۂ بلبل
کیون ہی پیرہن گل تر چاک

دے خدا اوسکو طول عمر خضر
اور دل کا دراز ہو ہر چاک

ایکدن تیرا پردہ در ہوگا
پردہ در کا حور پیکر چاک

غمزہ اوس طفل کو پڑھاتا ہے
دے پڑے ہے خط عاشقان ترچاک

جان کو چارہ فتا ٹھہرا
خنجر غم کا تھا جو دل پہ چاک

میرا سینہ ہی تا ترے چلمن
لیکہ ہین چاک کے برابر چاک

ای جنون کیا قبا کو پھاڑا ہی
ہر کلی مین ہین ساٹھ ساٹھ تر چاک

مجھکو دیوانہ یہ بھی جان گئے
سلتے رہی ہین قبا کی مجھپر چاک

دیکھکر ربط شانہ گیسو
رشکسے دل ہوا سراپہ چاک

نامہ بر تجھ سی سنکے صاف جواب
مثل خط دل ہوا سراپہ چاک

تیری اشعار خوش نہ آئی ہمین
نطق دیوان یک قلم کر چاک

آگئے تھے جو وہ قسمت سے خدا ہو تک
آرزا آنکھ مین دم آنکھ کے وا ہو تک

رونق شمع ہوا ہمین کہ فروغ مہتاب
بس ہے اے یار تری جلوہ نما ہو تک

ناز و انداز ہی کر دینگے مرا کام تمام
مین ستمگر نہین رہنے کا جفا ہو تک

خون جب تک کہ ہو دل کشمکش مین
دیکھین کیا رنگ ہوا عقدہ یہ وا ہو تک

نکہت یار صبا لائی تو ہی گلشن مین
بوی گل آب ہوا ہو تک

وعدہ یہ وصل کا مان جھوٹ نہین ہے ہی سہی
پر وفا عمر کرے اوسکی وفا ہو تک

تم تو کوئی رقیبہ نہ تھے مین جھوٹ
سب کو جھیلے ہین خدا خدا ہو تک

غم نہ رفت ہی تو ہی تسلی ہمین
دیکھون کی یار جفا کیا ہو تک

مجھکو لی جائین گی کیا ناز جہنم مین
کیا ندامت نہ سمجھ لیگی سزا ہو تک

گور پر آکہ جفا نے پر اوسی لائی تو لائے
ہم تو ہونگے اثر آہ رسا ہو تک

چھوڑ دی قید تعلق کہ شگفتہ دل ہو
غنچہ گل ہے تو قفس چاک قبا ہو تک

رات گلشن مین تھا ذکر یار فروغ می سے
جلوے ہر رنگ کے تھے ہوش ربا ہو تک

ستم و جور و جفا خلق سبی جاؤ تم
آزما و تو نہین سرگرم وفا ہو تک

دیکھکر ایک شگل گل کا رنگ
ہمنے بیرنگ اپنا دیکھا رنگ

پھر نہ بھلا یہ دل جو لایا رنگ
باغ جاکر دکھائے صد ہا رنگ

دیکھہ عارف ذرا گلون کا رنگ
جلوے بیرنگ کے ہین رنگا رنگ

طرۂ زلفین تری ہین تہ بتہ خمدار
بوی گل تن مین ترے جسمین گل رخسار رنگ

غازۂ رخ پر تو یان ہو تو ہو نیر
سب جہان مین انیلا انیلا رنگ

کیا عجب ہو رہین جواہر جاوے
ای صبا ہی گلونکا کچا رنگ

کل حسینونسے تیری آن الگ
سب سے نقشہ جدا نرالا رنگ

کیا کہلا کالی کالی زلفونہین
چاند سے مُنہ کا گورا گورا رنگ

اونسے جلسے کی کچہ تو ہو تقریب
ہنسنے چوسر ہے کا جما یا رنگ

غیر ممکن نظارہ شوخی سے
تیرے رخسار کا ہی پردا رنگ

بنکے دیوانے موسم گل مین
اونسے لائی ہین ہم ہی کیا کیا رنگ

واہ ری تازگی و شادابی
ٹپکا پڑتا ہے رخسے گویا رنگ

قطعہ

سب ہے جلوی ہین اوسکی قسم رنگے
واہ کیا گل کھلی ہین سنگا رنگ

ایک سے ایک کی نرالے بو
ایک سے ایک کا تماشا رنگ

گل کو بہی دیکہہ بہال لیتا ہون
کچہ کچہ اونسے ہے ملتا جلتا رنگ

لکہہ کے لایا یہ اچہی رنگین شعر
نطق نے پہولونکا بچہوڑا رنگ

یہ رو نا نہین مسکرانے کے قابل
مرا حال ہے رحم لانے کے قابل

نہین بیکسی سے ستانی کے قابل
ترحم کہ ہون ترس کہانی کی قابل

کبہی تم نے وہان آنے جانے کی قابل
نہین اب تو ہم یاد آنے کے قابل

یہ دل سی ہے اونکی جوانی کا ایسا
بہار آئی ہے رنگ لانے کی قابل

منظر غیر کی بزم مین اور پر ہے
یہ ہمدم ہے اونکے سمجھانیکے قابل

کرم ہی ستم نا توانی مین ٹھہرا
کہ اب دل نہین نازاوٹھانیکے قابل

خبر میرے مرنے کی سنکر وہ بولے
یہ کمبخت تھا مرہی جانے کے قابل

نہ ہی ناتوانی سے زالو مین حالت
نہ ہے ضعف سے سر اوٹھانیکے قابل

اجازت ہو بوسے کی اسکی صلے مین
غزل کہہ کی لایا ہون گانیکے قابل

شفے غنچہ کیا تیرے محو دہن پر
کہ مُنہ بھی تو ہو مُنہ چڑھانے کے قابل

رہے خم ہون آپ سمجھے ہین ثنا یہ
کہ یہی ہے سمجھے ہنسانیکے قابل

خدا ہاتھ دے اور وے دستر سن بھی
کہ وہ رانین ہین گدگدانیکے قابل

تجاہل ہے تو کیا تغافل ہی تو کیا
مین ہر حال مین ہون ستانیکی قابل

مہبت زا رہون آہ دم لے ٹھہر جا
نہین ضعف سے لب ہلانیکی قابل

مین در یا بہی رو دون مگر آگ دلکی
نہین آنسو دونسے بجھانیکے قابل

فروغ رخ یار سے شمع جل کر
پتنگو نہین ٹھہرے جلانیکے قابل

تو انا کرو کہ کچھ دن عنایت
کہ ہو جاؤ نہین میرستانیکے قابل

وہان ای ظلق مجھکو لیجا پر اتنا
کہ میرے ہی ہون آنے جانیکے قابل

نہ لے ہی لیا مطلق نے بوسہ دیکھا
یہ تہا ہی نہین مُنہ لگانیکی قابل

الفت مین ہی تیری خطر جان خطر دل
چاہی لگا کوئی کیون ضرر جان ضرر دل

یون بیٹھے کی پردیمین ہو پردہ ردل
پردیمین کوئی چاک رکہا ہی خرقہ گردل

کیا اونکی نزاکت سے مین شرمندہ ہون یعنی
اونکو نہین تاب تپش بے اثر دل

پہلی تہی مسکن مگر اب ضعف کی مارے
اوس زلف کی بو ہو گئی ہی دردِ سر دل

وہ درد جو تھا خون ہو بہے پر بھی ہو باقی
اتنا ہی سینے مین ہی اتنا اثر دل

ای غیرتِ تصویر جو دیکھی تری صورت
دل کپا رہی حیران خود آئنہ گر دل

انجان تری بنسی سے پہچان گئے لوگ
انداز تغافل بھی ہوئی پردہ در دل

سینے نی نہ وہ تیغ نگہ داغ نے رو کی
کوئی نہ واہ وقت بڑی ہی سبک سیر دل

ہی تار رگ نو بھی ہی جو تیغ نگہ ہے
جو رشتہ گہر دل ہو ہی آنکھ گہر دل

صید حیف کیا تنگ لے نے اوسی ای
تھا نخل جوانی مین جو تازہ ثمر دل

ہی تشنہ آب اور ابھی تیغ نگہ کا
لب خشک کہتا ہے مرا زخم تر دل

ہول شب فرقت سے ہی جو رنگ شکستہ
بس اسکے سوا اور نہین ہی سحر دل

پہر کیا ہوا ای داغ اگر کہنہ گیا تو
دامان و مژہ مین تو نہین کچھ اثر دل

درد اسکو عزیز اور اسی داغ سے پیار ا
وہ دل جو جگر کا ہی تو یہ ہی جگر دل

موت آئی ہی اوس طفل کے نجر مین ہنسا ہی
ایوای مرا طائر بے بال و پر دل

اوسکا یہ طلبگار ہی اسکا وہ طلبگار
دل کو سر گیسو ہی تو گیسو کو سر دل

بیتابی دریا کا طلسمات ہی ای جرخ
ہان ہوش مین آ تو ٹہنہ میرا گھر دل

لطف ستم امیز ہی ہمیر نرالے
اونکے خم گیسو کو نہین اب وہ سر دل

ہین نالہ متورون ممتاز شعار کے مصرع

شاعر نہین ای ناطق مین ہون نوحہ گر دل

کیا اپنی آنکھ جیسکی کسی مین نہین ہم
بجھ سے جیسکے برق تجلی نہین ہم

گس نسیکی گہر کرینگے زمانی کی آنکھ مین
ہین خاک رہگزار جو سر پر نہین ہم

کوچے مین کیون پڑے رہین کیون جا کہین ہم
دیوار کا حضور کے سایا نہین ہین ہم

رونی ہے اپنی کسلیے ہنستے ہوا سے گلو
کچھ ابر نو بہار کا چھینٹا نہین ہین ہم

پھرتے ہین گرد سر ترے قربان ہوتی ہین
کیا اور ہین جو صدقے کا پتلا نہین ہین ہم

کیون دیکھکر حسینو تمکو نیت بدل بجای
اے شیخ جی بشر ہین فرشتا نہین ہین ہم

احباب غسل دین گے پس مر گیا ہمین
آکو دہ نجاست دنیا نہین ہین ہم

کہائین گے کسلیے دل بریان کی ہم کباب
ساغر کش شراب تمنا نہین ہین ہم

لی ہی چلی جنون ہمین صحرا کو شہر سے
لڑکونکا کوئی کھیل تماشا نہین ہین ہم

اہل فنا ہین واصل ذات خدای پاک
کچھ ہی نہین ہین جسکو کہا کیا نہین ہین ہم

کہئے جو اونسے پردہ اولٹنی تو کہتی ہین
کیا وجہ منہ دکھا ہین تمکو حیا نہین ہم

رہ دور اپنے آہ سے کمہلا نجاے تو
ای گل نسیم صبح کا جھونکا نہین ہین ہم

چاہین تو چھوڑ دین یہ ابھی اختیار ہے
غمزی سے پڑھ ہی اتنی ہی شیدا نہین ہین ہم

صد حیف کہوکے آپکو پایا نہ یار کو
حیران ہین پر آئینہ اونکا نہین ہین ہم

بیمار بد مزاج لب جان فزا کے ہین
منت کش علاج مسیحا نہین ہین ہم

کیا وجہ دمبدم جو تغیر ہے شکل کو
ای غم بشر ہین کوئی سہولا نہین ہین ہم

مدت کی رسم و راہ ہی شیدا نہین ہین ہم
چھوٹین کہین جفاے یہی آپ جانیے

عاشق ہین پر بناتی نہین عاشقونکی شکل
ای قیس تیری طرح خود آرا نہین ہین ہم

ہم تیرہ بخت داغ جگر ہونگی قیس کے
کچھ خال و لکش رخ لیلے نہین ہین ہم

ہمکو بتونکی بس مین ہے اس میسی سی رکھہ
کیا تیری بندی یار خدایا نہین ہین ہم

اوس بت کی یاد مین یہ فراموشیان ہیر
یہ بھی خبر نہین ہمین پیدا نہین ہین ہم

کیون دل مین گھر کیا ہی تو اپنی راہ لو
جب سے ہوئی ہین تجھ سے شکر رنجیان شیفتہ

بیگانہ ہم نہین ہین کلیسا نہین ہین ہم
تیرے پہ سمجھتے ہین گویا نہین ہین ہم

ای نطق کیون ہر ایک کے دلکو ہون نگوار
زخم جفا و داغ تمنا نہین ہین ہم

ای حکم شاہ حسن کہ ہون بار یاب ہم
مفلس ہین کرتے دلکو کہان تک کباب ہم
ارض و سما کہین سے کہین ہو تی رات کو
جن لوگو نہین گزرہوا بسل و نہین ملے
اس دلبرین کل مطالب کو نہین ہین بہرے
مکتب مین ایک طفل ہے دلبستگی سے توئی
عاشق کی قدر چاہئی عاشق مزاج کو
پہلو ہر ایک فقر مین سو سو طرح کی ہین
نسخے کی یہ ترنگ مین سو جی ہی بار ہا
کوئی ہمارا ہی کسی جسم آشنا
تقدیر جب سے سو گئی کیا ذکر وصل کا
نسخے مین سو جی آتش می بر پے گزک

سیکہہ آئی ضبط سی تری محفل کا داب ہم
افیون کہا کہ مر گئے بہر شراب ہم
دل کو نرو کتی جو دم اضطراب ہم
بہر رنگ مین شریک رہی مثل آب ہم
اپنی لغل مین کہتے ہین طرفہ کتاب ہم
پڑہتے ہی پانچوان ہی تکلستان کا باب ہم
بلبل جو پالتی تو پلاتی گلاب ہم
کیا لکہین اوسکی خط کا جو لکہین جواب ہم
گردون سے چہین لین قدح آفتاب ہم
بحر جہان مین آئی ہین مثل حباب ہم
رالو تمکو دیکہتے نہین اس دم سہ خواب ہم
لیکر بط شراب لگائین کباب ہم

دنیا کی جستجو نے کیا نطق کیا ذلیل
اس بیسوا کے پیچھے ہوے ہین خراب ہم

دیکہتے ہی شکل عشق کہاتی ہین ہم
وہ اد ہر آتے اور ہر جاتے ہین ہم

سدرہ بت ہین حرم جاتے ہین ہم
پتھرونکی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم

وصل مین تو ہجر مین تیرا خیال
دلکو ہر صورت سے بہلاتے ہین ہم

گرم جوشی اوسکی جب آتی ہی یاد
سانس ٹھنڈی بھر کے رہ جاتی ہین ہم

دل وہ مشہد ہے کہ جسمین ہر گھڑی
آرزوئی مردہ دفناتے ہین بسم

دیکھکر اوسکے لبون پر رنگ پان
خون بس پی پی کے رہ جاتی ہین ہم

سوجھتا ہے کچھ تجھے اے چشم تر
تری رونی نے ہنسے جاتے ہین ہم

ملتفت پایا نہا آبیٹھے تھے پاس
یہ نہین تو لو اوٹھے جاتے ہین ہم

گو نہ آنا پر دے تسکین دل
یہ تو کہتے جاؤ ابھی آتے ہین ہم

تمنع مین ہین قاصد اوسسے جاکو کہہ
آئی جلدی کہ اب جاتے ہین ہم

وہ تو خنجر دیکھنی مین محو ہے
زخم دلکے کسکو دکھلاتے ہین ہم

ہین یگانہ بیخودی شوق مین
سب کو بیگانے نظر آتے ہین ہم

کاروان ریگ دشت شوق ہین
کیا خبر ہمکو کہان جاتے ہین ہم

رعب سے بوسہ طلب کرتے نہین
دیکھکر منہ اوسکا رہ جاتے ہین ہم

ہے شب غم ای دل غمگین ہوشیار
بے قضا کے لے مرے جاتی ہین ہم

کیا غذا ہی غم نہین کہتا ہمین
وہ ہی کہاتا یا اوسے کہاتی ہین ہم

نطق بیشک رفع شر مین ہے مزا
بات اونکی سنکی پی جاتی ہین ہم

صیاد کی ستم سی سراپا ہین داغ ہم
کنج قفس مین بن گئی طاؤس باغ ہم

اوس گل کی ہجر مین ہین بلا بند داغ ہم
بلبل جو بولتی ہے ہنجکتہ ہین زاغ ہم

کرتے ہین پر دلکو جو یون داغ داغ ہم
غم کے لیئے بنا تے ہین یہ خانہ باغ ہم

بلبل کے نالون سے سنے جائین ہم سخن
رکھتی نہین ہین خندۂ گل کا دماغ ہم

کیا شمع و گل ہر بزم مین جلتے ہین ہم مگر
ہین روشنیٔ وصل عدو کی چراغ ہم

وامان دو لمین گل مدعا بھرے
ای گل تری وصال مین ہین باغ باغ ہم

کیونکر نہین ہو بات ہی نازک دماغ کی
نازک مزاج یار ہے نازک دماغ ہم

تھے خانماں خراب بہ بیرون چمن
مثل حباب لیگئے خانی ایاغ ہم

ای درد کیا سنائین تجھے ماجرائے غم
ای سوز کیا دکھائین تجھی دل کے داغ ہم

سب غم غلط کرینگے جو آنان باغ کا
اوس گلکو لیچلینگے ہین بے سیر باغ ہم

زخم جگر کو دینگے گل ترکے التیام
لالہ کی دلکا آج مٹائین گے داغ ہم

یہ داغ دل ہین نقش قدم عیش رفتہ کے
یعنے ہین نطق آنہین سے اڑ سکا سراغ ہم

ناز و کرشمہ و ادا حسن و جمال کیا نہین
آپ مین خوبیان ہین سب عیب ہے یہ وفا نہین

ناز کی ادائین کین ظلم کیئے جفائین کین
صاف مکر نہ جائیے آپنے کیا کیا نہین

عشق و قیود مین بکسی اسقدر ای خدا نکر
بت کہین نہ کہ اوٹھین اسکی مگر خدا نہین

اب تو عبث ہی بدگمان شاد ہو بائی جفا
نبض کو دیکھتا ہی کیا مجھ مین تو کچھ رہا نہین

سائل بوسہ ہم نہین طالب دید ہین فقط
رخ سے غرض ہی کام کیا اوننکے دہن سے کام نہین

آنی کو آپ میرے کیون سمجھے ہین سعد و برا
مین کوئی بد خبر نہین قہر نہین بلا نہین

سوز دروں کی نکر دل مین نہین ہے کچھ کباب
خوب ہے ہا یہ جل نجائی ہمین ڈر ذرا نہین

رکھیو اگر پسند ہے بوسہ مجھی نہ دیجئے
نذر یون ہی آپکے دلکو مین بیچتا نہین

دور کیا نقاب ہی جھوڑ دیا حجاب ہی
وصل کی شب ہیں درمیان پردہ کوئی نہیں

کیوں وہ نہ آئیں دوڑے ہوگئی یاں نہیں مجھے
جذب ہی بے اثر نہیں آہ بھی نارسا نہیں

رہتی ہوا دس سے چھیڑ چھاڑ گاہ بناؤ گہ بگاڑ
اسکے بغیر عشق میں لطف ذرا نہیں

شکوہ ہی بس نصیب ہے یار کا کچھ گلا نہیں
زلف کی کوئی ہی کیا ہاتھ ہی خوش دلا نہیں

میر اگر اور یہ قدم نشان خضر ہی بس ضم
نقش مرا ہیں مجھے آپکی نقش پا نہیں

یاد بھی ہے گلشا ہی ہے باغ بھی ہے ہوا بھی ہے
پر مجھے یار کے بغیر لطف میں ذرا نہیں

دیکھیے آپکے خرام سایہ ہمارے لوٹنا
لیک بصر سے بہرہ ور دیدہ نقش پا نہیں

حسرت دل کو کیا وداع رو کے کروں کہ ہیگا
کوئی ہی میہماں کو گھر جی نکلتا نہیں

آنکھوں کی آپنی مہربان کر بھی چکو بڑا ئیاں
ایسی بڑی بڑی ہیں ان چھپیں ذرا حیا نہیں

رات تمام وصل کی قسم نہیں نہیں ہے کی
ہوتی ہی صبح کہدی شب ہیگی ہے کہ نہیں

ہو نہ عبث خفا ضنم کہتی ہیں یہ خدا سی ہم
شکوہ طالع دژم آپکا کچھ گلا نہیں

نطق یہ سب لگا دیں اوسکی ہیں بس بنا دیں
مائی یا نہ مائے وہ مگر آپ کا نہیں

دل مضطر ہی باقی تھا سو کر دیکھتی ہیں
مرکے شاید تجھے تسکین ہو مر دیکھتی ہیں

تجھکو بیتاب سا ای تنگ قمر دیکھتے ہیں
اپنی بیتابی دلکا کچھ اثر دیکھتے ہیں

ہم بغل ہیں تجھی ای تنگ قمر دیکھتے ہیں
ایسے قسمت ہی کہاں خواب مگر دیکھتے ہیں

ہے ترے ایک ہنوں ہی مہر اگر خاتی
عالم ہو نظر آتا ہی جدھر دیکھتے ہیں

ہای ری شوق ملا تھا وہ کبھی ہمکو جہاں
روز جا جا کی وہی راہ گزر دیکھتے ہیں

۱۴۴

تیغ وہ کینچ چکے حال کہلا جاتا ہے
کون ہین سینہ سپر کون سپر دیکھتے ہین

گور مین ہی کوئی اپنا نہ پہنچا یارب
ہیکسی ہی نظر آتی ہے جدہر دیکھتے ہین

پاس ہی اوٹھ کے وہ آبیٹھین گے اک جذبہ نظر
اثر اتنا تو ہوا ہی گداز دہر دیکھتے ہین

سرسری کی تھی نظر آپنے ہمین یہ سمجھا
کچھ تو ہی تب تو غنا ہیچ ادہر دیکھتے ہین

تیر وہ پھینکتے ہین باکہ نظر ڈالتے ہین
لوٹ جاتی ہین ہزارون سے جدہر دیکھتے ہین

کل کسی حور کا زانو تہا بجائے بالش
آج پتھر ہی نہین ہم تہ سپر دیکھتے ہین

آہ وہ روز سیہ ایسی اندہیری راتین
تو دکہاتا ہی ہمین رنگ قمر دیکھتے ہین

اگر الفت نہین اونکو تو عداوت ہی سہی
کچھ تو اپنی محبت کا اثر دیکھتے ہین

اف رہی گرمی تپ ہجر کہ اطبا وطبیب
اونگلیان پہوٹ گئے ہین نبض اگر دیکھتے ہین

آگ کیا دی ہے ہمین آنکہین مجہے دکہلاتین
ہاتہی تو ان نے نہ دیکھے ہین جدہر دیکھتے ہین

بار گوہر کے ہے پردے ہین دہان گل مین
رات سی آہ کا کچھ کچھ تو اثر دیکھتے ہین

ہم تو بنوا کے تماشا لیئے آتے ہین مگر
کیسے یہ بوجہ اوٹھاتی ہے کمر دیکھتے ہین

التفات اونکو نہین ہے جو بقول اعدا
نطق پہر کیون وہ کن انکہیون سی ادہر دیکھتے ہین

ناز و خود بینی و نخوت کا مین ہی نی ہون
روبرو حسن کی آئینہ حیرانی ہون

جسم ہے جسکے نہین مین وہ بشر جانی ہون
لاغر و زار ہون اس درجہ کہ روحانی ہون

موج غم توڑ چکے لنگر خود داری کو
ڈوبونگا جاکے کہان کشتی طوفانی ہون

زلف لیلی ہون نہ کچھ ہوش ہو اس مجنون
ای جنون کس لیئے پیرو صف پریشانی ہون

بلبل مست چہکتی ہے چمن مین گویا
کوچہ یار مین مین مخمور خوانے ہون

بے تمیز و نکا زمانہ ہے عجب کیا اسکا
حبشی زادہ کہیں یوسف کنعانی ہون

کان کیا رکھے کوئی کون توجہ فرمائے
درد سر کا ہون سبب قصۂ طولانی ہون

کسیلئے نیک و بد دہر سے ہون چین بجبین
جبکہ دانای رموز خط پیشانی ہون

دن بہر آئینہ دکھاتا ہون عروس عمکو
رات بہر شانہ کش زلف پریشانی ہون

پیر کنعان ہون مین صاحب جرمہ کنعان ہین
حسن مین آپ تو مین عشق مین لاثانی ہون

ہی تماشا گہ خوبی جو سراپا وہ شوخ
ہمہ تن مین ہی زیا رنگہ حیرانی ہون

پست طالع ہین وہی صدر نشینی مین ہے
زیر پا مثل گل مسند سلطانی ہون

مجھکو اول سے فقط منظر ہی آئی خلق
ہر گھڑی مین ہمہ تن دیدۂ قربانی ہون

دم بھر ہوی آپ ہر طرح سے دہر مسنہ اگر کرین
دنیا ہماری خالی ادہر کے ادہر کرین

واحسرتا رقیب ترے گھر مین گھر کرین
ہم بام و در کے سمت بحسرت نظر کرین

کہدے کوئی ستونسے نہ ظلم اس قدر کرین
تجہ پر نہ رحم کہائین خدا کا تو ڈر کرین

تجانہ کیا مکان ہے ہم ہٹ اگر کرین
کعبہ بھی ہو تو پھر کے نہ پھر مونہہ ادہر کرین

جانی ہین تیری کوچی سے دی مہلت اسقدر
حسرت سے ہم نگاہ سوے بام و در کرین

یہ پاس کب ادہر نہین عدو سے لڑا ہین آنکھہ
ہمکو کہان یہ تاب کہ قطع نظر کرین

باتین بنائین دل کی تسلی کو جھوٹ سچ
بھولے ہی ہے وہ کاش ادہر کو نظر کرین

اے جذبۂ وجاے ہین خردہ سیر کو
وہ فکر کر کہ آج ادہر سے گذر کرین

کاٹین گلی کو لیکی چھری اپنے ہاتھہ سے
طول شب فراق کو یون مختصر کرین

نالے اگر رسا ہون کرین پلہ تیر کا
گولی سے کم نہین ہین جو آنسو اثر کرین

خسرو کو دین نوید کہ فرہاد مر گیا
دنیا سے عشق اوٹھا یہ ہوس کو خبر کرین

یہ حسن عارضی ہی جو چاہین ثبوت آپ
سو اوٹھ کے لیکر آئنہ منہ پر نظر کرین

مطلع ہی آفتاب کا کس آب و تاب کا
شاعر جو ہون وہ سیر بیاض سحر کرین

دستار و شملہ تاج و کلاہ ای جنون عشق
ہم سر برہنہ خوب ہین کیون دردسر کرین

دیکھین جو سنگساری اشجار پر ثمر
اولاد کی کبھی نہ تمنا ثمر کرین

عاشق ہین ہم ہی شک کے صدمے اوٹھاتے ہین
بلبل کے سامنے نہ گلون پر نظر کرین

اے ذوق کام یاس مین اپنا تمام ہے
جی چاہین ہم وہ جو ٹھہ بھی وعدہ اگر کرین

تری پہنچے سی آرایش آئے زیور مین
صفائی گوش سے دونی ہی آب گوہر مین

وہ زور گردش ذاتی ہی اپنی اخیر مین
کہ جسکے سامنہ فلک ہی پڑا ہی چکر مین

یہ کہ رہا ہی در گوش زلف جانان سے
خدا نے پالا ہے مجھکو دہان اژدر مین

جو آج ہمسر قد یار کرتا ہے
لگی ہے شاخ نے کیا کوئی صنوبر مین

وہ سو رہے ہین دوپٹہ سفید اوڑہی ہوئے
چھپا ہی چاند مگر چاندنی کی چادر مین

نگاہ مست کی آنکھون مین ہی یہ کیفیت
اوٹھی شراب کے جس طرح موج ساغر مین

دہان زخم جو چوسین گے تشنہ کامونکے
تو ایک بوند نہ پانی رہیگا خنجر مین

ترے ستم سے زمانے کو اب نجات نہین
اوٹھا ہی نوح کا طوفان آب خنجر مین

ہوئین نہ خلق مین کیون موج بتسم یار
اسی سے لہر ونکو ہے پیچ و تاب گوہر مین

جوانی مہ جو لایا ہی ہمسے اوڑتا ہے
پری کے لگ گئے پر بازوئے کبوتر مین

تری نے بانکو دہن مین مین دیکھکر سمجھا
کہ سرخ رنگ کی مچھلی ہے حوض کوثر مین

کام مین خاص

مین فاقہ مست قناعت ہے مے پیا ہون مین
ہماری دیدۂ تر سے اوٹھا ہی وہ طوفان
دہان زخم سے تیرے شہید کشتہ ہین
ادا و ناز و کرشمہ کی کیا نمودین ہین
جوان جو ہی وہ بانکا ہی تیری تشکر مین

سنے سرور کی ہی ہیر میرے ساغر مین
فلک بھی جس مین ہی کشتی کی طرح چکر مین
مزہ ہی قند کی شربت کا آب خنجر مین
جوان جو ہی وہ بانکا ہی تیری تشکر مین

کسی خدا نہین دنیا ہی ظلم کی پاداش
لہو سے مورچہ اٹا ہے لطوق خنجر مین

بقول تیری مرا حشق اسی حسین ہین
گلہ نہین ہے خوشی دل مین تو نہین تو نہین
جاؤ لحاظ ذرا بھی مجھی ہین تو نہین
کسی سے ہمکو محبت ہی یہ جو کہتے ہو
جنون شوق مین کھینچا جو اونکی دامن کو
کچھ اپنا حال سناتا ہون تو وہ کہتی ہین
مرا شریک نہین وہ جو رشک ہو مجھکو
نہین نہین جو وہ کہتی ہین مجھسے منہ پھیر کر
کیا تھا جل کے کل انکار پر تو تو نہین
جو حور کے ہی بڑی آنکھ ہو تکلف کیا
کہین جو ہونگی تو بدنام ہونگی جان کے تئین
تمہین جفائی تھی بندی ذہان محبت کیا
بلندر بخت کیا میرے فکر عالی نے

فلک سے بڑھ گئی اب یہ زمین زمین تو نہین
وہ میہمان ہی اس گھر کی کہ جو نہین تو نہین
تو بولی آپ کی یہ چیز آپ مین تو نہین
یہ چاہتا ہی سچ کہی ہو لیکن مجھی یقین تو نہین
کہ تیر سے ہے محبت ادہین کہین تو نہین
ادا شناس کو ایسے نہین نہین تو نہین
نہین ہے میر تمہاری یہ کچھ نہین تو نہین
وہ فتنہ زا تو نہین سحر آفرین تو نہین
رقیب سے مری باتین کہین کہین تو نہین
چلو نہ بحث کرو ہی تو ہی نہین تو نہین
فلک سے بڑھ گئی اب یہ زمین زمین تو نہین

پھر آج نطق کا ملتا نہیں سرا نہ کہیں
کہان گیا ہی ذرا دیکھنا وہیں تو نہیں

مین جب چہ جوہون تجھ مین ارمان ہی نہیں — ہی یہ کہ تجھ سی ہی دسمان ہی نہیں
ہی عذر درد سر کا عبث بے کہی سنے — دل مدعا الفضحت سے ارمان ہی نہیں
کافی تہا ایک بوسہ ہی مرنے سے پیشتر — اب لب لب ہوی تو کیا جان ہی نہیں
وہ بی طلب خود آئی ہین اسوقت کیا کرون — ہا ری خوشی نہ کچہ مری اوسمان ہی نہیں
ہان ایک بوسے کے لیے مین جو منہ کو لونگا — پھر کیجیے کیا کہا تجھے ایسان ہی نہین
ممنون بوسہ مین تو ہون لیکن جو آپ نے — لذت اہ ٹہانے اوسکا کچہ احسان ہی نہیں
مرنے سی بات اور تہی مطلب نہ کچہ ہوا — پھر جی اہٹہین کہ یار پشیمان ہی نہین
دم دیکی گہر رقیب مجھے لے گیا یہ کیا — اب سی تو اوسکی بات کوئی ہان ہی نہین
ای شیخ کیا وہ حور جو فرمان پزیر ہو — معشوق کی خیال کو پہچان ہی نہین
برق نظارہ سوز وہ رخ ہی عتاب مین — دیکہون تو آنکہ پھر کہ لیہ امکان ہی نہین
کہنے کی ہی یہ بات کہ مانع عزیز ہین — ہی بات یہ کہ تجھکو مرا دہیان ہی نہین
اوس گل کی کان ناز و نزاکت نی پھر دیے — کیا عرض کیجیے کہ ادہر کان ہی نہین
ضد ہو تو سو فریب سے آؤن راہ پر — اسکو مین کیا کرون کہ ادہر دہیان ہی نہین

ترک صنم نہ نطق کر بیگانہ کہونہ کچہ
خود ای ہی حرف دہ دان ہی نہین

دیکہینگے تماشا نہ میان چمن آنکہین — ڈہونڈہین گے تجھے بہولہین ہی گی بدان آنکہین
آنکہین نہ نکلوائے ارباب نظر کی — درکار ہین جلوے کے لیئے جان مین آنکہین

دل حاجی و زائر تھا اوسی لوٹ لیا ہے — ہین کعبہ ابرو کے تلے راہزن آنکھین
ابرو و مژہ سے تری ثابت ہوئی یہ بات — ای ترک ہین تیر افگن و شمشیر زن آنکھین
یون مجھسے شب وصل وہ شرمائے رہے ہین — دولہا سے کری جانے جیسے دولہن آنکھین
ابرو وہ تری شاخ ہین جو شاخین نکالین — آنکھین تری ایسی کہ چوائین چمن آنکھین
کیون دیکھنے دیتے تھین کیون ہوتی ہو مانع — کچھ توڑ نہ لیجائین گی سیف و فتن آنکھین
جب مشق اشارونکی بڑھی بول اٹھین گے — چل نکلین گی ای ہاں رکرین گی سخن آنکھین
کیا فتنہ ہی شرارت ہی جب آنکھین ملین لڑاون — لین نوک کے پلکین تو کرین خون بہ آنکھین
جب تک تری جلوے سے وہ روشن نہ ہوئین تھین — سمجھی ہی تھین قدر بصر جان مین آنکھین
گلشن مین تجھی دیکھکے پھولے نہ سماتے — رکھتی جو گل و لالہ و سرو و سمن آنکھین
پروین تماشائی شیرین ہو تو دیکھے — پتھر لگین ہوتین تری ای کوہکن آنکھین
می انتنی پیون ہون ری نہ پتلی بھی سیاہی — ہون نشہ صہبا سے عقیق یمن آنکھین
چلتی ہین چھلاوی کی طرح فتنہ حزین کو — لیلی کی کہان پاگئی یا رب ہرن آنکھین
ان آنکھونسے اوس شوخ سے بچ نہ سکونگی — بنتی ہون تو بنوائین کسی سے ہرن آنکھین
دو چار کو بسمل نکرین تیغ نظر سے — ہان بول دین یکمشت سبکبار زن آنکھین
کیا مے خبازی کی اوٹھائی کو وہ آیا — کیون میری کٹلی جاتی ہین یہ رکفن آنکھین
دو آنکھونسے ہم محو لقا سیر نہونگے — ہون کاش نظر بال مسا مات تن آنکھین
چل سیر گلستانکو ذرا سہ لگا کر — نرگس کی جھکا شرم سے رشک چمن آنکھین

ای لطف کرین صاحب دلبر آنکھونسے جو دیکھین
انصاف کی آنکھونسے یہ اہل سخن آنکھین

دلخون و سینہ چاک مین آفت رسیدہ ہون
اس گلشن جہانمین انار رسیدہ ہون

ہون طالب جہان نسے دست کشیدہ ہون
جاتا نہین کہین قدم آرمیدہ ہون

برباد میری ساتھ عبث ہو نہ ای شمیم
مجھسی الگ الگ کہ ہوای وزیدہ ہون

اب میری باز گشت چمن مین محال ہے
ای باغبان گلون کا مین رنگ دیدہ ہون

چمکے نہ جسکے برق تجلی مصر ہے کون
جلوی ہزار دیکھی ہین مین کیا ندیدہ ہون

رونی کا رنگ دیکھکے کہتا ہے دل یہی
بس ایکدمین قطرہ خون چکیدہ ہون

آئی ہو رحم ہی تو کوئی کیا بنا سکے
ایوای مین صدای گلوی بریدہ ہون

تا بت ہی میری رنگ سے تیرا کمال حسن
گویا زمان مصر کا دست بریدہ ہون

شوخی کہان وہ آئینہ مین بعد از زوال حسن
وہ چل بسی یہ کہکی غزال رمیدہ ہون

ممنون بروبا و نہ منت کش بہار
کیا باغ باغ ہون کہ نہال بریدہ ہون

گلزار و کوہ و دشت کہین بھی نہین قرار
جوش جنون کی موج نسیم وزیدہ ہون

حسرت تری ہی ہی جو مری میری دل مین ہے
کہتی ہی تیری جان کو تیغ کشیدہ ہون

صیاد آ تہ مل کہ بس اب ہاتہ آ چکا
طائر نہین حنا کا مین رنگ پریدہ ہون

ہون لطف بندہ بندۂ بی دام آپ کا
بی مال و زر غلام عنایت خریدہ ہون

کیا اگلی باتین یاد کرون ہان کبھی تہا نطق
اب تو خموش ایک زبان بریدہ ہون

چھوڑ اوسی کو چارۂ سودای دل کرون
پیر مغان اگر کرے تو مداوای دل کرون

اب یاس کو حریف تمنای دل کرون
ہان وردی دوا سی مے اوای دل کرون

وہ مفت پیر دین تو نہ پروای دل کرون
سودا نہین ہے پیر جو مین سودای دل کرون

سینے سی مین لگاؤن اگر پاؤن ترے دکھ
اسی ہے ہر اک ادا پہ تو سو پیدا ہی دل کرون

وہ کونسی ادا ہے کہ جو دل رہا نہ ہے
حیران ہون مین کس پہ تقاضا ہی دل کرون

ای عم بنا دی شانہ اوسی زلف کی جا تک
اوس زلف مین یو ہین ہین گرجا ہی دل کرون

گلشن نہین ہی سوختہ دردون کا داغ ہے
کہتے ہو کیا کہ نامین تماشا ہی دل کرون

ہو ہو گئی ہین ہاتھ دبا ئی دبا ئی سی
جی ہی ہین کیا علاج تپش ہا ہی دل کرون

بی پردہ ہو وہ برق تجلی ہو جلوہ گر
ہر داغ عکمو دیدۂ موسا ہی دل کرون

دل پر ہزار ظلم ہین اور سر پہ ظلم ہین
وہ کار ساز لین نہ بان اگر ہا ہی دل کرون

ہر ہر قدم پہ شوخی رفتار کشتی ہے
سو سو جو دل لہین تو نہ پروا ہی دل کرون

اونکی نگاہ کی وہ ودیعت بغل مین تھی
کیون ناکامون ہون کہ ہو دعوا ہی دل کرون

کب تک غم ایک قطرۂ خون چکیدہ کا
کب تک مین آہی آہی دل دا ہی دل کرون

جولانیون پر آئی وہ گلگون تا اگر
سیدان گشت وسعت پیدا ہی دل کرون

اوس گوشۂ خیال پر ای ہوش ہین تو
صد قی ہزار وسعت صحرا ہی دل کرون

پائی یہ لطف یار مین فانی نہ ہی ہی حق
تا کامئی ابد کو تمنا ہی دل کرون

ہمکو کا ہا نہین کہتے نے جو بولا جائین
کہ چہ یار کو کیون چھوڑ کے صحرا جائین

اپنی دیوانگی کی وہ تشنہ خون ہین تھی
قتل اگر کر نہ سکین فصد ہی کھلوا جائین

برق چمکی جو یکا یک تری خسارون کی
غش تو کیا جانسی مشتاق تماشا جائین

شوق لایا تہا ہم آئی تو نہین طاقت
کہ پھر اب لوٹ کی مایوس تمنا جائین

آرزو نکا جب اتنا ہو شب وصل ہجوم
جامی انصاف ہی کیجو کہ نہ وہ گھبرا جائین

آج کل سی بی زیادہ مجھی بیتابی ہے
کچھ عجب جان نہ ہمدم وہ اگر آجائین

واہ محرومی دیدار مقدر دیکھو
آتی آتی وہ مری سامنی شرما جائین

میری ٹھہری ٹھہرتا دل بیتاب نہین
دو گھڑی کے لیئے آکر وہی ٹھہر جائین

میری گھبرآتی سنی آہ یا جو نہ آنیکا جواب
بس وہین لوٹ پڑی جی مین کہا کیا جائین

چاہیئے تھا اوسی سمجھا کی یہان لے آتے
نہ کہ آکے رسد دیکر بھی سمجھا جائین

سچ ہی مان جھوٹھ تو ہی وصل کا وعدہ لیکن
کسطرح مان لون جب وہ قسم کھا جائین

مختصر آہ کی تقریر مین ادا کرای کنطق
طول سی قصۂ غم کی وہ نہ گھبرا جائین

سمگر ہین پر ہمکو بہائے ہوئے ہین
وہ ڈورے نکے دلمین سمائے ہوئے ہین

مرے قتل پر رنگ لائے ہوئے ہین
وہ مہندی ملی پان کھائے ہوئے ہین

بھلا ہجر سے کیا بچ ہمپر چلینگے
یہ گیسو ہمارے بنائے ہوئے ہین

یہ رنگت خدا داد ہا تھون نی پائی
کہ گویا وہ مہندی لگائے ہوئے ہین

فلک کے رقیبون کے دل کے بتون کے
کہین کیا کہ کس کے ستائے ہوئے ہین

ترے گھر کی ہے منزلت اپنے دم سے
ہمین جو سکو کعبہ بنائے ہوئے ہین

بلا دلفریب اونکے ناز و ادا ہین
کہ اس ظلم پر بھی وہ بھائی ہوئی ہین

نہین آنے دیتی ہین دل خال رخ پر
ابھی تک تو گولی بچائی ہوئے ہین

ترے منتظر مثل نقش قدم کے
بہت لوگ آنکھین بچھائی ہوئے ہین

ترے عشق مین رنگ لائی ہین زاہد
یہ خرقی تجھے پر لگائی ہوئے ہین

شب ہجر کا ڈر یہ غالب ہوا ہے
کہ دم صبح محشر چرائے ہوئے ہین

ذرا بیقرار و نسے کم کر نسا فعل

کلیجے سے ہوست کو ہوتے ہین

شہادت میں وہ شوق بھوکے ہی ہین
بلا خوف کیسے کماتے ہوتے ہین

شب وصل کی راحتون ہی کے ہیز — وہی تنگ نا کہ ہین جہانی ہی ہین
لبو پر یہان تک آہی ہوتے ہین — تری جھ سے پر خوف کہانی ہی ہین
وہ نکہت سی ہین جا بجا اور ڈرتے — نسیم و صبا دم چوراتے ہوتے ہین
بلا ضیق مین ہون مین تنگ دل سے — مجھے جیسے پہلو بہائی ہوتے ہین
مزہ حسرت قتل ہی کچھ ایسا — کہ ہم قتل سو دفعہ چوراتے ہوتے ہین
مہ مہرین جبینون کی چاند سے — وہ جھومر کواب سر پہ آتے ہوتے ہین
مری قتل کا کیون اٹھائین ٹیرا — کہ یان آپکے منہ لگائی ہوتے ہین
یہ طائر جو پہلے سی چہکا رہے ہین — خدا جانی کس کے ستائی ہوتے ہین
سبھی پہر گئی ایک مست کی پہر نے — محبت مین اپنے پرائی ہوتے ہین
یہ دل جو کہ ہین نقش حسن سے اثر ہین — تری عاشقون کی بنائی ہوتے ہین

نزاکت نہ قاتل کو ہوس سے ای نظم
ہمیں اپنے کفن سے جیائی ہوتے ہین

اوڑتا ہی ای شانہ دل کوئی آن مین — ابرو کے تیر غمزہ وہ جوڑا کمان مین
کرتے ہین صاف دست ستم امتحان مین — پورے ہین ورنہ خوب ہم اونکی گمان مین
ہم بھی تو لاغری سی فقط روح رہ گئے — وہ جسم جا ملا جو لطافت سی جان مین
ہی اور ہی کچھ اپنی ان گمان کو وہم — پہانہ انتہارات چور جو اونکی مکان مین

ہنسہ پھیرون کا جو مول جوانی دیوے
خود دگدگدی ہی اوٹھتی ہی اب انکی آہین

ہین ہی بڑا سہی مگر آپہی سا ہے
کیا لطف ہی جو آئی گلہ درمیان مین

دنیا سلی وٹھہ بجانے کی طبعی رادی ہے
اتنی سکت کہان ہی تری ناتوان مین

سنتا ہی چھیڑ چھیڑ کے وہ گل فشان
رس بھر گیا جو اڑ بلبل سے کان مین

یہ عشق آنکھہ کا رگ و پی مین سما گیا
بادام کا ہی مغز ہر ایک استخوان مین

صبح شب وصال دل السیا اوداع تھا
نالی کی وہ کشش تہی جو مدعی دان مین

آئی ادہر جو ناز کی طبیعت یہ مین سہی
لوٹین گی ہم ستم کے مزے امتحان مین

نوبی نقاب ہو تو نظاری کی واسطے
مہر آئی ذرہ بنکے ترے تابدان مین

نور خدا ہی نام انہین کے جمال کا
کہیے کی بت ہین نطق یہ ہندوستان مین

جنبش مژہ کی سینہ سپر کرکے دیکھہ لین
دو چار ہاتہ آئے خنجر کے دیکھہ لین

شاید کہ ہو تسلی دل مرکے دیکھہ لین
تہر ہی لاؤ چھاتی پر اب ہے دیکھہ لین

جو پوچھتی ہین کیا دل پر خون کا رنگ ہے
شیشے مین شراب کبھی بھر کے دیکھہ لین

ای طفل اپنی جنبش ابرو دکھا ہمین
چھوٹے سی بیچی کی ہی ہم مرکے دیکھہ لین

جاتی ہین آپ دیکھیے اب کب جدا ملای
منہ پھیرے ذرا نگہ بھر کے دیکھہ لین

وعدہ وہ کرگئے ہین جنازہ پر آئین گے
جی مین ہی یہ ہی جھوٹہ فریب کر دیکھہ لین

بولی کہا کی چرخ کو وہ نقش باز ہین
خورشید و ماہ اپنی برابر کے دیکھہ لین

نظارہ کرکے آپکے روے نمیج کا
جی مین ہی خرخم دل مین نمک بھر کے دیکھہ لین

اونکو جو بیقراری شب کا یقین نہو
وہ تار تار الگ مرے بستر کے دیکھہ لین

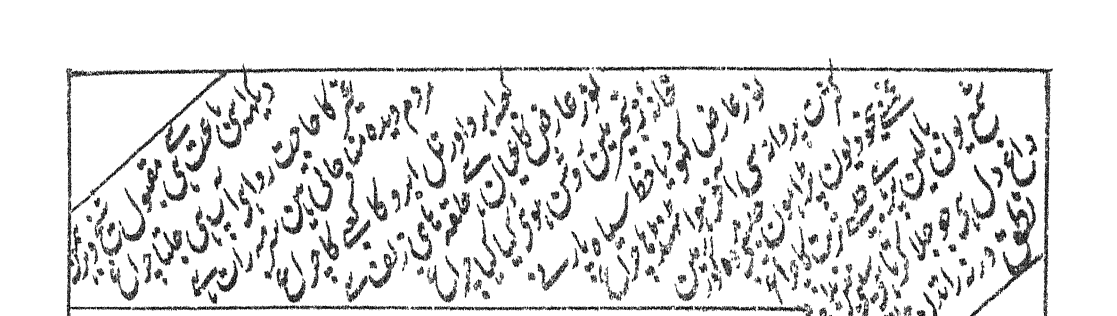

السدی شرم نہ کھو دیکھیں نہ محشر میں
یہ خوف ہی نہ مرغ ہوا پر کے دیکھ لیں

سے مثل مہر نور فشاں یار کا بدن
تار شعاع تار میں چادر کے دیکھ لیں

وہ بدظنی سے برہم اوٹھیں نہ بھی صبح کو
زلفونکی بال منہ سی اگر سر کے دیکھ لیں

چلیئے تو بے نقاب ذرا اسیر کے لیئے
کیا رنگ ہیں چمن میں گل تر کی دیکھ لیں

بتیا ہوں نے کچھ نکسیا یار کو اثر
جو ہو سکے تو صبر بھی اب کر کے دیکھ لیں

مرتے ہیں اب تو جاتے ہیں جی سے جہان سے
آنکھو نہیں دم ہی آؤ نظر بھر کے دیکھ لیں

کٹ جائیں گی حریف سخن معرکہ میں لطوق
جوہر مری زبان میں ہیں جنجر کے دیکھ لیں

تو جا شاہی یہ کر مجھے آرزو نہیں
میں اس سی ہوں خوش کہ اس سے کچھ آرزو نہیں

گو مہربان یوں وہ بت ماہرو نہیں
پر ای قسمت دل میں جو ہم ہیں سو تو نہیں

ہر دم کی چھیڑ چھاڑ نہیں دل لگی حضور
آجائیگا ملال کچھ اجی یہ خو نہیں

یہ فخر کیا ہی کم کہ سگ کوی یار ہوں
ہو کر ذلیل و خوار بھی بی آبرو نہیں

بیمار ہجر داغ ہیں چرکہ ہتی ہیں ناز سے
وہ چارہ گر نہیں ہیں تو ہم چارہ جو نہیں

قاتل کی تاتہ چومئی اپنے فراغ پر
کاری ہیں ایسے زخم کہ فکر رفو نہیں

در پای شوق اوس سے میں کرتا ہوں مستیاں
میرے شراب کے لیئے جام و سبو نہیں

عیار کا گریز لگاوٹ سے دیکھنا
کہتا ہے دیکھ مجھکو خبردار چھو نہیں

ایسے جمال شوق فزا پر بھی او نکجو
کہلا ہی چھوڑتا ہے کہ کچھ آرزو نہیں

اس سے ہی یہ کنایہ جو چھیڑ اوس سے چھوڑ دی
شایان ظلم و جور بھی اپنی لطوق تو نہیں

اسی غنچی اوس دہن کی برابر کا تو نہین — بچہ مین وہ رنگ بو نہین وہ گفتگو نہین
مثل کباب گریۂ خونین کی خو نہین — مین اس طرح جلا ہون کہ خامی کی بو نہین
عاشق ہوی ہین اوسکی وفا خبکی حور نہین — اوسپر ہین غش کہ جنکی گل رخ مین لو نہین
وہ پھول یہ حسین ہین باغ مراد مین — جنمین وفا کا رنگ محبت کی بو نہین
خلوت مین اختلاط نہ جلوت مین چھیڑ چھاڑ — تم کیسے آدمی ہو کہ کچہ آرزو نہین
اسپر بھی آپ آنکھین دکھائین تو قہر ہے — یعنے بجز نظارہ کوئی آرزو نہین
اس رشک ماہی مین نہین خیر ای نصیب — یعنی جو تو ہی ہم نہین ہم مین تو نہین
یہ جام می نہین کو تنک ظرف نوش جان — ہمسے بلا کشون کو تو ساغر سبو نہین
بجھکر جو جیب چاک نہین گل کو ہی خبون — قطرۂ صبا کو ہی جو تری جستجو نہین

کوئی حسین نطق تجھے منہ لگا ہی کیا
سو بات کی یہ بات ہی اس سے بنا تو نہین

بڑی حیا ہین بہت بے الگ حجابت جتاتے ہین — رقیبون سے حلف کرتی ہین مجھسے کہاتی ہین
وہ اس انداز سی کرتی ہین ظلم ایسا لبھاتے ہین — کہ شکوی شکر ہو ہو کر ہمارے لب پر آتے ہین
فقط مہندی ہی لشکر پان ہی بس بنکی آتی ہین — سبھی وضع کی خاطر مین نگ اپنا جماتے ہین
قیامت کر رہی ہین یاد اوس نگلی دلاتی ہین — تری آنکھون کی تو ای بلبل ہمارا دل کہاتی ہین
الٰہی ہین محبت سی مگر نقش عداوت ہم — جہان اوس انجمن مین بیٹھتے ہین اوٹھاتی ہین
تری در کی فقیرون پر یہ کی ہی مرحمت سب نے — کہ اونکی بیوپڑی قصر شہان پر جماتی ہین
جو لیوے جی اگر دن وجہ نقاب اوس ماہ طلعت سے — تو بولا جتنے کامل ہین کمال اپنا جماتے ہین
لگا بیٹھے ہین لو وہ ای فروغ انجمن مجھسے — تماشای پتنگے شمع کو اوٹھا جلاتے ہین

فدای آمد شاز اپنی جان و دل مگر لیجیے
کیا ہمپر کرم یا بھولی سبکے آپ آتی ہین

غضب کے گو کہ آغوش تصور مین ہی گیرائی
مگر وہ شوخ ایسی ہین کہ پہرسی نکل جاتی ہین

گئی یہ دل لگی بھی شاعری بھی مجھ سی اے جیتے جی
کہ وہ میری غزل گاتی ہین دنیا جان جاتی ہین

نجانی تاکہ یہ کوئی نہین نی سکو مارا ہی
مری تابوت کی ہمراہ وہ بھی روتی جاتی ہین

غرور حسن سے سمجھے ہین کیا شے عکس کو اپنے
نہین معلوم آئینے مین کسکا منہ چڑاتی ہین

معطر جس طرح لڑکی ہین کپڑی لوگ سوتے ہین
یونہین کہکر تری کپڑونمین بھولی لوگ سوتے ہین

شرح شوق کب تک بس ہم اغوش تمنا سے
عبارت مختصر کرتے ہین اب مطلب آتی ہین

وہ چپ تھوت سی بیٹھی ہین مگر دہم محبت سے
ہزارون مسوے ای نطق میرے دل مین آتے ہین

صحبت ماہ پیشہ کا اثر کچھ بھی نہین
کیا دلا خواب تھا جو وقت سحر کچھ بھی نہین

جس سے کچھ فیض نہین ہی وہ بشر کچھ بھی نہین
جس مین پھل پھول نہ آوے وہ شجر کچھ بھی نہین

کس طرح ہون وہ مری زور نہ زر کچھ بھی نہین
ایک ناری ہی سو ایسی ویسی اثر کچھ بھی نہین

مرگئی دیکھکے دنیا کے تماشے یعنے
آنکھ کی بند بس اب مد نظر کچھ بھی نہین

پشت سی بھی نظر آتی ہی شکم کی سیلی
وہ تن آئینہ نہین ہے کہ اودھر کچھ بھی نہین

صورت طائر تصویر نہین اڑ سکتا
حیرتی رخ صیاد کی پر کچھ بھی نہین

اڑ گیا رنگ کیون منہ سی تری کر نکر
تمسے غیر دلسی چھپی چوری اگر کچھ بھی نہین

غیر کی قصے مین رخ یعنی ادھر تو سب کچھ
میری قصے مین دہن یعنی ادھر کچھ بھی نہین

شور سنتی تو قیامت کا شرر آفت کے
تجھ مین ای آہ ہی سب کچھ پر اثر کچھ بھی نہین

کچھ بھی دل کا نرہا دہیان ہجوم غم مین
کب ہے اخون ہمین اسکی خبر کچھ بھی نہین

بوسے لینے ہی جو وہ چونک پڑی مینے کہا — ہوئی بد خواب تم ای رشک قمر کچھ بھی نہین

دیکھئے اسکی حقیقت کو تو سب کچھ یہ ہے — گو کہ یون خاک کا پتلا ہی بشر کچھ بھی نہین

گالیان کھاکے جو پھر بوسہ لیا وہ بولے — بیحیا ونکو ملامت کا اثر کچھ بھی نہین

ہم گدا کاٹ مری اونکے در دولت پر — حشر برپا ہوا پر اونکو خبر کچھ بھی نہین

حسن باصد سپہ ناز اودھر آمادۂ جنگ — عشق بیچارہ کری کیا کہ ادھر کچھ بھی نہین

بزم آراستہ بی یار کے بے رونق ہے — نغمہ و بادہ سبھی کچھ ہی مگر کچھ بھی نہین

سخنے پیمان وفا اہل دغا سے باندھا — دوڑ تی ہے اودھر اپنی کہ جدھر کچھ بھی نہین

ترک بیداد سی ہوتا ہی تغافل کا گمان — چین یون بھی تو نہین ہمکو اگر کچھ بھی نہین

بی ترا آہین ہین فریاد و فغان بی تاثیر — کان ٹھرانی کو سبھی کچھ ہین مگر کچھ بھی نہین

بی تعلق ہیون زمانی سی ملین یہ صفت — دیکھین سب مجھکو مجھی مد نظر کچھ بھی نہین

بند شین کیسی گسین ای یار تری ٹیکے کی — پیچ پر پیچ لگائی ہین مگر کچھ بھی نہین

کبھی نکلی نہ ہماری ہوس بوس و کنار — ہین تو کیا ہین وہ دہن اور کمر کچھ بھی نہین

ہی جو معدوم تو مضمون ہم آغوشی کیا — سناٹا ہو یہ نہ کہو تم وہ کمر کچھ بھی نہین

بوسی چشم و ذقن ولب کے لیئے مخمور ون لی — چمن حسن کی جھولی ہین مگر کچھ بھی نہین

یہ طلسمات جہان صرف نظر بندی ہے — سامنی آنکھ کے سب کچھ ہی مگر کچھ بھی نہین

نطق سی کچھ بنے او پردہ نشین لوث تو ہی — پھر قسم کیون نہین کہاتا ہی اگر کچھ بھی نہین

کرسی نشین عرش خدای کبیر ہین — ہم خاکسار لوگ دعائے فقیر ہین

اڑا دو دام زلف مین صدہا اسیر ہین — اوس مانگ کی لگیر کے ہمکون فقیر ہین

قواری عشق

غمزے کر شمے آپ کے کتنے شریر ہین — آنکھ کی ہین حضور غضب کے مشیر ہین
کہیو ابلا ہین شاہ کو ہم وہ فقیر ہین — تاثیر سے بھری ہوئی نقش حصیر ہین
جھمکٹ کی ات سر ہی جادو نگاہ ناز — ناوت ہی آنکھ کہہ جتنے اشاری ہین تیر ہین
تو چاند ہی اگر تو ستاری ہین خوبرو — تو ہی جو شاہ حسن تو وہ سب زیر ہین
اونکی نگاہ ناز سے اللہ کی پناہ — جو بی کمان توڑ کرین وہ تیر ہین
دولت لٹا رہی ہین جو حسن شباب کی — کہہ اونسی کچہ ادا ہی کہ ہم بھی فقیر ہین
اس درجہ ناتوان ہین کہ اوٹھتی ہین انگلیان — ہین ہاہ نو نمود مین گو ہم حقیر ہین
قید تعلقات سی نکلے ہوئی ہین ہم — آزاد کی حسین کی گویا لکیر ہین
پانی ہی ایک گھاٹ کا ابرو و تیغ مین — تیر و نگاہ ایک ہی ترکش کی تیر ہین
بس سلجھڑی سی جاکی وہان چھوڑ آئی ہین — نالی شرر فشان ہری کتنے شریر ہین
ای گورلے گی آئی ہین شاید پیام یار — کیا کہہ رہی ہین کون یہ منکر نکیر ہین
دیکھو فروغ جلوہ حسن پر یر خان — اجزای برق سی مگر انکے حمیر ہین
کچہ اولٹی پلٹی کہہ کے نکالین گی مدعا — اولٹی تری سمجہ ہے تو ہم سی کبیر ہین
منقارین خشک غنچی ہین بھوکی ہین مرغی — میری لغیر اوداس مرے ہم صغیر ہین

الٰہی دعا دو لطف رسائی ہو یار تک
مین نی سنا ہی آپ بہی سہنچی فقیر ہین

خاک کی تہلی کا پردہ کہل گیا تقریر مین — بولتا ہی اور کوئی اس گلی تصویر مین
ای صنم ناحق ہی اونکی قید کی تدبیر مین — بستہ گیسو ہین خود جکڑی ہوی زنجیر مین
تیری لکہنی کی بڑی ای طفل خوش خط دہوم ہے — دی کبہی اصلاح میرے بہی خط تقدیر مین

ٹھنڈی ٹھنڈی گرمیان ناحق جلاتی ہے مجھے
کہہ رہے ہم لکھنؤ سے جا رہیں کشمیر میں

پوچھیے مت سے نہ عالم کچھ ہجوم یاس کا
ہم نگہ ہیں زیر خنجر دیدہ نخچیر میں

خاک ڈالو خون پر دیکھو یہ قصد احمقانہ
تم ہی سو ہا ہو گی میری لاش کی تشہیر میں

پردہ ہائے گوش بلبل کیونکے دامن بن گئی
پھول چھڑتی ہیں وہ منہ سے آپکی تقریر میں

سر کی گتھی ہے جو ارمغان میں کس سے کہیے
یہ ہنر قاتل ہے تیری ناخن شمشیر میں

وصل کو جب کہیے تو کہتا ہے وہ بت جا جا کر
پہلے لکھوا لائی اللہ سے تقدیر میں

زندگانی کا بھروسا مجھکو یوں بھی نہیں
میں نگاہ واپسیں ہوں دیدہ نخچیر میں

ہے وفاداری جو ثابت بندہ درگاہ کی
کچھ زمیں اپنی گلی کی دیجیو جاگیر میں

نطق اوس نے کی ذرا باکیزہ صورت دیکھیے
ڈال دی ہے جان کیا اللہ نے تصویر میں

۱۰۱

بغل میں اوسکو سلا چکے ہیں ہم اپنی قسمت جگا چکے ہیں
مراد دل جو تھی پا چکے ہیں منہ مانگی اوسکو دکھا چکے ہیں

گجر ساصنعت کی شب ہے نجبا ہوا ہے گر ہمارا نیکو نصیبا
بجا رہی ہیں بہر کیمیا ابھی تو ظالم بجا چکے ہیں

کرینگی وہ وصل کا مقررہ یا خود آپ ہینگے دوڑے گھر پر
کہ رات میری تغافل میں سو کر مزا جو اونکا پا چکے ہیں

قمار الفت میں دل لگا کر لگا دیا داؤ پہ جی بھی
اڑی ہیں دونوں برابر اب تو قسمت سے کیا چکے ہیں

منگاؤ مینا و جام بادہ چلو نہیں لینی کو خود زیادہ
ترا بچے کچھ دل میں ارمان وہ مگر وہ نزدیک آ چکے ہیں

پلک جھپکنی ہے پھر جو دیکھا تو دیکھتا ہوں نہ تم نہ تماشا
بغل میں شوخی سی کر کے بیٹھا وہ ہی گھر اور ہی جا چکے ہیں

کہاں ہیں پھر ہم کہاں وہ گلشن کہاں وہ بلبل کہاں وہ گلبن
کرنا اوہنا نیکو کا تھا جو سو ہم زور دنیا سے کر چکے ہیں

جہاں بلبل کی ہے بہت کسے کر نیکو ہیں الفت
ابھی کل کے ہیں یہ حضرت زر ایک سے بنا چکے ہیں

زوال عمر کو ہو گیا تو الگ ہوئی شیفتہ سے جو
اب آئی ہیں مجھکو لوٹنی کو جب اپنی دولت گنا چکے ہیں

سلام شوق

تمہاری نزدیک

ہلالی ترے خنجر دی ہی دشمن کو کٹوار کھودے نہ آئی در تک
یقین اس کے ہی نطق بیشک جو آنے والی تھی آ چکی ہین

مئے عشق مین مجروح خوں قاتل تڑپ رہی ہین ہو چکا کیا
کہین تجھکو لگا کی کچھ لم بادرن بزم اور رزم
مری پرچھائیں جم دیکھو خیال مہمل و کیا ہی نکلو
ہنسی نہین ہے رلائی ہنگی دلا تماشا رکھا ہی ہنگی
مین حیران کیونکر نہین خاصیت عجب ہے تجھ مجسمہ حیرت

نہین ہین پکڑ ہی ہے تجھ ہی ہین ہو چکا کیا
یہ بیڑی اوسا دہین معلم ہزارون تجھسے پڑا ہی ہین
وہ شمع لائی مزار پر جو چراغ ہستی بجھا ہی ہین
نہ ٹھہر کہ پھر پٹھہ اوٹھا ہی ہنگی ابھی وہ تجھکو بٹھا ہی ہین
ادہر تقاضائے شوق وصلت ادہر وہ منعہ لگا ہی ہین

تو بھی نہی جگہ بخت سیہ ہر آنکھہ مین
دیکھہ کر لیتا ہی سرمہ کس طرح گہر آنکھہ مین
تو جو چاہی ناچ ادہر تو وا کرین آغوش گل
اور ادہر ہر نرگس کری امداد کرم کر آنکھہ مین
دیکھنا ذوق تماشا اوسی حرارتی نقاب
آرہی ساری بدن کی جان کھچکر آنکھہ مین
میری محفل سی نہ اوٹھی کر کے عذر گستاخ
آپکو دلمین جگہ ای بندہ پرور آنکھہ مین
ماورای ہفت جنت آٹھوین جنت ہے یہ
پہر رہی ہین کیسی کیسی حور یکسر آنکھہ مین
خون شدہ دل کہان سینہ مین ای تیر نگاہ
ڈہونڈا وہی دامن مین تو یا خنجر آنکھہ مین
آبلہ لب پر ہی چہا آہ بے تاثیر سے
آب نزلہ لی تر آنسو سے بہتر آنکھہ مین
اوسکی بدنامی کا ڈر کچھ اپنی رسوائی کا خوف
آنسو اولٹی پہر پلٹ جاتی ہین اکثر آنکھہ مین
طعن سے کہتی تھی وہ کیا گہورتا ہی حور کو
خنجگاہ واپسین میری تہی شوخ آنکھہ مین
تری نظر وہ کی کہان پائی لگاوٹ ہگاہ
مثل تیرے آنکھہ کے جادو نہین ہر آنکھہ مین
آنکھہ حور وہ کی جھپکتی ہے تماشا دیکھنا
کیا گہلا ہی سر اوس کا فرکی کافر آنکھہ مین
ہائی می حیرت فزای جلوۂ دلدار کی
یون نگہ مشتاق کی آہ جای نشد آنکھہ مین

چشم بدور آب کتنی دیدۂ جانان میں ہے
پنہری ہیں کوٹ کر صانع نے گوہر آنکھ میں

ہم بھی مثل نطق مشتاق نگاہ دیدار ہیں
اس طرف جی ہی سے ہے سر لگا کر آنکھ میں

شب ہجر شب وصال رہا اس عذاب میں
دم کا تمہارا دل کو گمر نہ چلے جائیں حباب میں

دیکھی جو کوندتی ہوئی بجلی سحاب میں
یاد آگئی وہ موج ہنسی تم نقاب میں

جلتا ہی جی رہیگا وہ کب تک حجاب میں
آتی ہے آہ آگ لگا دی نقاب میں

بوسہ لیا تو لطف کہلا روے یار کا
مستی ہی میں ہی نمک کباب میں

کافی ہے تیری آنکھ کا ساقی اس ایک جام
مستیہ کی واسطے بزم شراب میں

الدے دعا ہی مری روز و شب یہی
پریاں لگ جاگتی ہیں ملیں حورین خواب میں

پہر ہی کہیں گے کچھ نہیں دریا کی سامنے
بانفرض ہو جو ہستی قطرہ حساب میں

جانا ہیں بند حضرت عیسے سے پیشتر
ہوتی شراب اگر قدح آفتاب میں

کیوں میرا قتل رہ نگیا لوگ آ گئے
ہی منع دیر اسی سے لو کار ثواب میں

سرخی جو بھائی گالونکی پہر لوٹ لیا
تقصیر ہو گئی ہے دوبارہ عتاب میں

آخر سوا نہیں کے تو لکھنا نہیں ہے کچھ
پہر اتنی دیر کس لیئے خط کے جواب میں

مشتاق سیکڑوں ہیں در اکھولئی تو بند
کہلتا نہیں کہ کیا ہی تماشا نقاب میں

اس ہے جواب صاف کا مضمون کھل گیا
بھیجا جو سادہ خط ہمیں خط کی جواب میں

آپہی نبی نہیں ہیں جوانی میں کچھ پرے
سر پر ہے بھی جن سا چڑیا تھا شباب میں

سمجھے ہی گرد راہ جسے اردلی کی لوگ
وہ نطق ناتوان تہا تہاری رکاب میں

۱۰۳

طفلی سے بڑھ کی ہونگی قیامت شباب مین — اونکی شباب کے ابھی فتنے ہین خواب مین
جان اون لبونسی پڑتی ہی غنچہ دہن کی — تاثیر آب خضر ہی جھوٹی شراب مین
پر دیکھو جب کہا تو وہ بولی جواب مین — کچھ رخ مین عیب ہو تو چھپاون نقاب مین
قالب مین روح آئی کہ رکھا ہی پانے — پانی لطیف حلقہ چشم رکاب مین
روشن دل اپنا کر دو کدورت مین ہی نہان — خورشید آگیا ہی مین کی حجاب مین
اوس گنج حسن کی ہمین لائی ہی جستجو — آئے وگرنہ ہم نہ جہان خراب مین
رخنہ گری کریگی جو میری نگاہ شوق — جالی ہی جالی ہوگی تمہاری نقاب مین
حیرت زبان بند جو کردی تو خوب ہے — کہتا ہون کچھ نکلتا ہی کچھ اضطراب مین
دیوانہ کون ہو کہ پری اوڑ گئی حضور — وہ شی ہی اب نہین ہی جو تھی شباب مین
فرقت کی شب ہے موت کو کیا تم تو آگئی — آئی کہ مر رہا ہون تمنای خواب مین
تجھ سی مجھی یقین ہی ترا بس چلی جو تیغ — ملتی نہی لو عاشق و معشوق ڈاب مین
بلبل مری لو جامۂ گل لون کی بفت — گاڑون حسین مین عمل اوسکی ن گلاب مین
دیدار سی یہ فیصلہ ہی جو اس قسم کا ہو شعر — کرتی ہین وہ اوسی نظری انتخاب مین
دیکھا بغور روی کتابی حضور کا — پایا کہین نہ لفظ وفا اس کتاب مین
ہنسنا نہین ہی خرم و میکشی حضور — پڑجا یگا نمک کہین جام شراب مین
بنتے ہو آکے چاند جو ہولی ہو مہربان — ملتی ہو آفتاب سے جاکر عتاب مین
یاد آگئین نہ بانۂ دوزخ کو دیکھکر — وہ گرم گرم اونکی نگاہین عتاب مین

کیون عقل کل پر آپکو ہی اعتراض ہو
دیوانہ کسنے ی نی کہا ہی خطاب مین

نہ اوٹھی جب سے تری کوچی مین ہم بیٹھی ہین
یا تو توڑی صفت نقش قدم بیٹھی ہین

صورت پیکر دیبا ترے بیمار مسیح
نہ کبھی اوٹھے کی سر بستر غم بیٹھے ہین

صبح سی شام ہوئی شام سی پھر صبح ہوئی
پر مرا شوق کہ تا ہی وہ کم بیٹھے ہین

نہین معلوم کہ اس بزم مین کیا ہوتا ہی
اپنی خو در فتہ ہین گو یا نہین ہم بیٹھی ہین

کس طرح اونکو اوٹھاؤن کہ تری محفل مین
نقش قالین کیطرح عبر تو جم بیٹھے ہین

ہاتھون بس بس گئی ہے بوجہ ای شوخ حزیں
حسن جگہ تیری گران بار الم بیٹھے ہین

سر پڑا دوگی اس در سی اوٹھین گے نہی
لیجیے آپکے قدمونکے قسم بیٹھے ہین

شوخی چشم صنم تیرا زمانہ دیکھا
چوکڑی بھول کی آہوی حرم بیٹھی ہین

دیکھو دیکھو نہ رقیبونسی لڑاؤ آنکھین
کشتہ رشک ادہر ہم ہی صنم بیٹھے ہین

حشر کا دن ہی کہان ظل حمایت ڈہونڈہین
بس تہ سایہ دیوار خصم بیٹھے ہین

جانی والے ہین عدم کو یہ سب آنے والی
نفس چند یہان لینے کو دم بیٹھے ہین

جوش وحشت مین گری موتی کی کہا کر ٹہوکر
آج ہی آپ سے تہک کر نہین ہم بیٹھی ہین

زیر ابروی صنم تل نہین سرمی کی یہ نقطہ
چند سندر تہ محراب حرم بیٹھے ہین

یون دیکھنی مین لالی کی پہول اچھی بھلی ہین
داغی ہین جگر کسکی تب غم سے جلے ہین

ہو سیر گلی مین جو کہین ضعف سی رہ جائین
نالی تو بڑی مرد نہین سینی سی چلی ہین

چولی کی ذرا پیچ جو کسدو ابھی جائین
دیوانونکی پہانسی ہین تو ہر وقت گلی ہین

بگڑی تو بنی اور بہی یہ حسن کی خوبی
مہتاب ہوئی ہین جو وہ جوبن سے ڈلی ہین

گنجینہ گوہر یہ مقدر سے ملا ہے
سینے کے پسپولی ہین کیا خوب بنی ہے

پہلے گھڑی بھی ہونے پاتی تھی ہم ملن — اتنا تو اب ہوا ہے کہ گھنٹہ لیا جاتی ہین
بس کہا چکی حضور ہوا سیر ہو چکے — چلیے کہ پھول شرم سی کمہلائی جاتی ہین
اوس کھلکی گفتگو ابھی شاید سنی نہین — اپنی جو نغمہ سنج چمن گائی جاتے ہین
پریان بھی کھوئین اہدون نے اپنی تمام سے — حوریں دہریں ہین نکی لیئی پائی جاتی ہین

کیا باسی ہار پاکی ہوی نطق باغ باغ
پھولی نہین سماتی ہین اترائی جاتی ہین

یہی تو کم نہین کہ ادہر دیکھتی تو ہین — غصے ہی سے مگر دیکھتے تو ہین
مجھکو ذرا گلاب منگا لینے دیجیے — جراٹ ہے آپ جگر دیکھتے تو ہین
کہتا ہون عقل سے نہین پر نہ کر دو ہم سے — کہتا ہون کہ روزن در دیکھتی تو ہین
حال آ رہا ہین وہ غیر کے آنے کے منتظر — در پر ہین کہ رہا ہون ادہر دیکھتے تو ہین
دلکو تری لگاؤ ہی پالاگ کیا خبر — لیکن کچھ اتفاق ادہر دیکھتے تو ہین
رہتی ہین وہ بھی پردہ شوخی مین بیقرار — کچھ اضطراب دل کا اثر دیکھتے تو ہین
آنکھین مری فتہ رفتہ لڑائین گی دیکھنا — اب گاہ گاہ بھر کی نظر دیکھتے تو ہین
میری سی شکل ہو گی ہی شکل اگر رہی — آئینہ آپ دو دو پہر دیکھتے تو ہین
طالع جو ہین برا تو پہنچتے ہین اونکی پاس — ہمسائے مین کرائے گھر دیکھتے تو ہین
پہلے سی کچھ زیادہ تغافل ہی یار کو — اے آہ مرحبا یہ اثر دیکھتے تو ہین

دیوانہ نطق ہے کہ نہین کیا خبر مگر
گلیون مین اوسکو برہنہ سر دیکھتی تو ہین

مطلب نا رجانتا ہو مین — ہر کنائے سے آشنا ہون مین

لب جان بخش یار کہتا ہے
درد ہون درد کی دوا ہون مین

گل سی کس آن سی وہ کہتی ہین
تو تو لالہ ہی میرزا ہون مین

پس رہا ہون فلک کے گردش سے
سنگ یہ رین آسیا ہون مین

شہر آشوب میری وحشت ہی
گردش ہشتم سرمہ سا ہون مین

نہ بنود یکمگر مجھے انجان
آشنا ہو تمہین آشنا ہون مین

میرا سودا سر شان کوہے
سایۂ شہپر ہما ہون مین

کر رہی ہین وہ مجھہ سی عدہ وصل
دلمین کہتی ہین ٹالتا ہون مین

دیکھہ لو جان کا نکلنا ہے
اور ٹھہرو کہ ہو چکا ہون مین

تیری شہرت ہی میری سوائی
گو برا ہون مگر بھلا ہون مین

رشک سے ہو نہین نطق بزم آشوب
چشمک چشم آشنا ہون مین

جادو بھرا ہی سرمہ ی ان چشم سیاہ مین
غمزے نی تیغ سونپی ہی ست نگاہ مین

عشق شبان نی آگ یہان بھی کیا ہلاک
کعبے مین آ چھپا تھا خدا کی پناہ مین

وہ بت گیا جو صومعہ تا سجدہ سان
گن گن کی سو سو دل لئی ہر ہر نگاہ مین

ہم سوختہ دلون کی جلانے سے فائدہ
مثل سپند ہونگے تمام ایک آہ مین

بدنام مین ہوا ہون تو رسوا ہوا ہی یار
وہ بھی شریک ہے مری حال تباہ مین

ہین کہ چکا ہون قیمت دل بوسہ تم کہو
کتنے کا مال ہے یہ تمہاری نگاہ مین

زندان کو ای جنون لئی جاتی ہین کیون ہمین
حیرت ہی پکڑی جاتی ہین ہم کس گناہ مین

کیا ایسا سنگ دل بھی کیا ایسا یاس وضع
گھر مین بلاتی ہو نہ تو ملتے ہو راہ مین

آتی ہین تصور مین وہ گہر بیٹھے ہین اچھے
پہرتی ہین مری آنکھون مین کیا پردہ نشین ہین
دونون ہین برابر کے مزیدار ہین دونون
لب جنبی کہ شیرین ہین تل اوتنی نمکین ہین

ہر بحر پر ای لطف مرا حکم ہے جاری
غزلونکی زمینین مرے سب پر نگین ہین

جلال عشق سے اوٹھا بتونکا ناز نہین
جو بی نیاز بنین وہ مجھی نیاز نہین
ملین نہ آپ تو کیا غم مجھے بہت ہین حسین
فقط حضور کی خدمت مین کچھ نیاز نہین
فروغ بزم سخن مین نہو گا رونین ہے
بزنگ شمع طبیعت اگر گداز نہین
رقیب کو بھی سمجھتی ہین میرا ہم رتبہ
حسین ہین وہ مگر حسن امتیاز نہین
بزنگ آئنہ کہتا ہون نیک و بد منہ پر
مین صاف دل ہون طبیعت زمانہ ساز نہین
علو مین اوسکی جگانی مین کس طرح نکروں
کہ خواب بخت مرا اونکا خواب ناز نہین
کریگی زلف کو بر بستی ہی وہ کمر کو تاہ
حرام زادیکی رسی یہان دراز نہین
نہ جاگے ہجر مین بخت تنگ سو رہنا
شب وصال تو اتنی بہت دراز نہین
مین ایک صور ہون ناقوسی خوب سن کہی
نہ چھیڑی گا مجھی پھر کبھی کہ ساز نہین

مگس مزاجونکو ای لطف یہ گوارا ہو
مری غذا مین شیرین تو شہد آز نہین

معتبر کب ہین حور کی باتین
واعظو ہین یہ دور کی باتین
ڈر ہی اونکو نہ بدگمان کردین
اس دل ناصبور کی باتین
حسن پر تیرے خدا کو بھول گئے
ای تو یہ غرور کی باتین
کھولی ہی شیخ نی دکان جبھی
واعظ کیسا ہین زور کی باتین

لن ترانی کی ہمکو تاب نہین — جانین موسی ہم طور کی باتین
گلفشان ہو جین ہین پھول سنین — کان کہکر حضور کی باتین
تذکرہ صلح غیر کا کیسا — پھر نکالین فتور کی باتین

نطق اوس ماہرو کا کیا کہنا
نور کا منہ ہے نور کے باتین

کچھ دھنگ التفات کے اب پائی جاتی ہین — آنی کی خواب را تو نکو دکھلائی جاتی ہین
نامحرمی عکس سے شرمائی جاتی ہین — آئینے کو ہٹا ؤ وہ گھبرائی جاتی ہین
آلودہ نجاست عصیان ہین پاک ہون — ہم اسلیے پسینے مین نہلائی جاتی ہین
گھٹ گھٹ کی ماری شرم کی گو ہو گیا ہلال — لیکن وہ اب بھی ماہ کو چمکائی جاتی ہین
کیون مضطر ہے دیکھہ کشش کھینچ لاتی ہے — ایدل را ٹھہر وہ ابھی آئی جاتی ہین
وہ بعد غسل چھوڑتے ہین منہ پر اپنی زلف — بال اونکی تاب حسن سے سکھلائے جاتی ہین
لیلی کی کنسی لڑتی ہین مجنونکی نقش پر — دو ہڈیونکی واسطے بولائی جاتی ہین
مین ہون ازل سے جیب دریدہ رفو بعث — چاک قبای گل کہین سلوائی جاتی ہین
کیون دل لگایا ہی فن مطلب پر اونکی دات — یہ میوی وہ نہین ہین کہ جو کھائی جاتی ہین
حیرت سی چشم و دل مین ہین آئینہ بندان — کمری یہ کس کے واسطے سجوائی جاتی ہین
غیر ونکو کس نیاز سے لیتے ہین بڑھ کر وہ — فتنے مری اوٹھانیکو سٹھلائی جاتی ہین
وعدہ سی اونکی آنیکے خوش سادگی سی ہون — جھوٹی جو میری سر کی قسم کھائی جاتی ہین
کل غیر ونکی لیے تو نکالی گئی تھی ہم — آج اور ونکی لیے وہ نکلوائی جاتی ہین
یار دلسی ہم چیراتی ہین نکمین جو دیکھا دل — کھوئے ہوئی کہان کی کہان پائی جاتی ہین

ای گور کرم کر کہ شارون کی نہین تاب
داما نونکی سایی مین کنار ونمین پلی ہین

عشاق کوئی اوڑتو پرای شوق لگاوے
وہ ہین سر بام اور یہ کوٹھی کے تلے ہین

نالون سی یہ کہتی ہوئی جان آئی لبونپر
مجھکو بھی لئی چلئی کدہر آپ چلے ہین

ای یار تری کوچہ نشینونسی ضد ہے
دیوارونکی اندر کی طرف سایی پڑی ہی ہین

روے عارض و نگاہی ملمع کاہی سب کام
وہ گال دکہانی ہی کو سونی کی ڈلی ہین

دیدیجئی بندیکو تڑپنے کی اجازت
پہرا رض و سما دیکہئی اوپر کی تلے ہین

بیجوڑ کوئی عضو حسینون کا نہین ہے
گویا بد قدرت نی یہ سانچے کی ڈہلی ہین

مشکل مہاتری پاس سے غیرونکو اڈہانا
پہر یہ بڑی زور کیے ہین تو ٹلے ہین

کیونکر نہ بنا ہوگا کہ ہون اہل وفا مین
اچھی ہین مجہی اجو وہ بری یا کہ بھلے ہین

اومہ سا نہ ہو تو قصہ صنائی کی بہانے
ای نطق وہ اب بزم ہی سونکو چلی ہین

گو جفا و ستم و جور حسین کرتے ہین
وضعداری ہی کہ ہم ترک نہین کرتے ہین

لے تو جو چاہو نہین یار نہین کرتی ہین
نذر ہم آپکے جان دل و دین کرتی ہین

بہول جاتی ہین مجہی دیکہکے او سکی صورت
آشنا میری مراد کر نہین کرتے ہین

شاہ اقلیم سخن جو ہین وہ بی فوج و حشم
روز قبضے مین نئی ایک مین کرتے ہین

بوسے لینے کی مجھے خو ہی مین لے لیتا ہون
اونکو عادت ہی نہین کی وہ نہین کرتے ہین

اپنی تقدیر کو روتی ہین تمہارے آگے
کیون خفا ہوتی ہو تم شکوہ نہین کرتے ہین

لگا لیا للہ کیون ہی دی ہین پہرا و سیر پہ بیت
بید ہین منتی ہین کچہ بات نہین کرتے ہین

شیخ حق حق تری کیا جبکہ ہی آواز مراد
وہ ہی ہو حق جو حزا بات نشین کرتے ہین

بڑھ کی اللہ سی ہی ہند کی بت ہین مغرور
جو کلیم آئین تو یہ بات نہین کرتی ہین

شرم کی آڑ ہی خود منہ نہین کہلاتی ہین
ظلم در پردہ بت پردہ نشین کرتی ہین

بوسۂ لب تو دی خال کا بھی بوسہ دو
منہ کو نسبت کہا کی اٹھائی نکلین کرتی ہین

کوئی جانان نہ پس مرگ چڑھائین مجھ سی
لوگ کیون مجھکو یہان دفن نہین کرتی ہین

جوش وحشت نی بنایا ہی ہمین موج خرام
شام کرتے ہین کہین صبح کہین کرتی ہین

لن ترانی کی نہ پڑی سی صدا آتی کیسے
منہ دکھانا تو کجا بات نہین کرتی ہین

نطق کی سادگی اوس شوخ کی پرکاری ہی
وہ جو دم دیتا ہے اوسکا یہ یقین کرتی ہین

دست سرما تم زدہ ہین چین جبین ہین
بزم غم واندوہ کی ہم صدر نشین ہین

کچھ ہوش ہین ہم محفل خوبان نہین یارو
بیٹھے ہین پرستان ہین یا اور کہین ہین

مغرور رہین کہتے ہین جو زر انہی گرہ مین
غنچے چمن دہر کے سب چین بجبین ہین

اوترک تری تیغ جفا سی نہ بچینگے
بچھی ہوئی بیٹھے ہین کشتی ورمہین ہین

عشاق کی فریاد و فغان رات کو سنکر
جنجھلا کی وہ کہتی ہین یہ کیا ہی یہ کہین ہین

عشاق کو تم دفن کرو کان نمک مین
تا جانین یہ سب کشتہ حسن بجبین ہین

تب جیلی ہین جب کھیل گئی جان پہ اپنی
کیا تھوڑی جفائین بت بی رحم ہمین ہین

یہ جوہر مردانہ تم مین نہ عدد مین
پتلا جسے کہتے ہین وفا کا وہ ہمین ہین

بہتر ہی جنازہ جو اوٹھی پردہ شب مین
ہم کشتہ شرم صنم پردہ نشین ہین

ہنسے ہی عبث چرخ ستمگر کو کدورت
ہم تو صفت نقش قدم خاک نشین ہین

سنتے ہین جہان آپ کے جلوونکی چرچا غان
موجود پتنگی کی طرح ہم بھی ہین ہین

اشعار کا صلہ تو رہا درکنار نطق
اب لوگ بخل کرنے لگے واہ واہ مین

غمگین وہ ہون آنکھ مین آنسو ہی بھرے ہین — ہر وقت لبون پر مری نالی ہی ہرے ہین
بی بس وہ تصور مین جو ملتی تو مزہ تھا — ارمان ہی اس مان مرے دل مین بھرے ہین
کیون گاؤ و خر یاس و الم فربہ نہ ہوتے — برسون ہی مری کشت تمنا مین چرے ہین
پر کبھی ہوئی ہین داغ وفا خوب ہمارے — گو انکا چلن کم ہو مگر سکے کھرے ہین
کیا مانع دیدار ہوئی شادی دیدار — ایو ای ہم اس وقت تو بیوقت مرے ہین
بوسہ جو مین لی لون تو وہ کیا میرے کرینگے — رہ جائین گی غصے سے یہی کہ کی اری ہین
اپنی نہ خودی شوق او نہین یاد کری کو — ہم اپنی ہی عالم مین عجب بی خبری ہین
نقاش ازل جو مئی بس تا ہی تیرے — تصویر مین اوس شوخ کی کیا رنگ بھری ہین
کیا کیا ہین جوانان حسین نازو ادا مین — تیری سپہ حسن مین پریون کی پری ہین
مین اونکی لپٹ جانی کو سمجھا ہون عنایت — اور اصل مین وہ دیکھکی کچھ خو ابھری ہین
سیفی یہی اعجاز مسیحا بھی یہی ہے — اوس لب سے اگر مردی جی زندے مرے ہین

بہشت لب شیرین ہین کیا موی خطا ای نطق
یہ مورچے جیتے ہین شکر منہ مین بھرے ہین

سب بیک جلوہ جسے ہوش ربا کہتے ہین — ایسی ہی حسن کو ہم قہر خدا کہتے ہین
ستم و جور کو ہم ناز و ادا کہتے ہین — اپنی خوبی ہی برو کو بھی بھلا کہتی ہین
ہم سمجھتے ہین دز انداز و خلل صحبت — آپ جن نکتو نکو تمکین و حیا کہتے ہین
غیب کو اپنے ہنر حسن سے ٹھہرائے ہین — بیخودی کو وہ مستی ادا کہتے ہین

اپنے نزدیک دغا حسن کی مختاری ہی
اور بجبوری الفت کو وفا کہتے ہین

کچھ عداوت نہین مجھسے مگر اوس محفل مین
اچھی ہنسی کو بھی لوگ برا کہتے ہین

آدمی ہی ایک ذرا نا زمین اوسکی متوحی
حوصلہ تنگ ہے جبھی وہ جفا کہتے ہین

دل کا تاخار مژہ اوسکا ہو نخچیا معلوم
ضعف مین راتکو کراہتے ہم آپ یا کہتے ہین

تب و صلت کی مکافات مکمل ہوتی
ہجر کی راتکو ہم بھی [illegible]

نیچا ہی پھل نا کا لبر اہل جانا
غنچہ جب تک ہے اوسے [illegible]

گمان تک یار کی پہنچی یہ خدا کی قدرت
نازسے آہ کو ہم بلف رسا کہتے ہین

لاگ سے ہی تو سہی ہنسی اونہین لگاؤ
چھیڑ ہی جانے کو بھی ہم اونکی فا کہتے ہین

آبرو پای نہ میرے بدولت اجھی
جو بھی خواہ ہمکو ہین برا کہتے ہین

گالیان کہائی ہین جن لوگون نے اوسنکو
بید ہین جھوٹھ ہیتو ہمتو شعر کہتے ہین

آنکھ لگتی نہین جنکی شب غم انکے لیے
خواب خوش ہی جسے سب لوگ قضا کہتے ہین

بیوفائی سے حسینونکی ہوا ذہن نشین
جان کہتی ہین جو لوگ انکو بجا کہتے ہین

لی چلو دفن سے پہلے مرے مردیکو وہان
دیکھہ لو کیا تمہا رے غمزہ ادا کہتے ہین

اونکی شوخی کا ہون کشتہ کہ دیت خواہو نہ
خون میرا ہی مگر رنگ حنا کہتے ہین

نطق رو دی ہین بس اب اپنی ہی لگا دو کہڑا
مرثیہ کہتے ہین وہ شعر تو کیا کہتے ہین

تب وصل کا مزا ہے جو یہ رنگ سنگ ہو
معشوق شوخ و سنگ ہو عاشق و تنگ ہو

یعنی وہ مست ناز و ادا ہو مست شوق
دونون کو اپنی اپنی طرح کی ترنگ ہو

بوسی بجای نقل ہون بی مزہ ولیکن
آپس مین دور جام مئی لالہ رنگ ہو

بیباکیان ادھر ہون اودھر یہ بیحجابیان
اک نیمچہ یمین دو لونون لپٹ جائین ایکبار
جب بے تکلفی کی یہ نوبت پہنچ چکے
ای نطق اور ہو جو نہ ایسا تو صبح تک
وہ شرم سی خجل ہو ادا سے یہ تنگ ہو

ہوگئی صبح منگا تیغ تو سر کاٹنی کو
مول لی تیغ نہ عشاق کی سر کاٹنی کو
دیکھہ ادا سے کہ نظر سینے کو افگار کرے
چشم بد دور جوانی مین عجب نکلا رنگ
جوش وحشت مین جو صحرا سے وطن کو آیا
میرے گنبی کو شب ہجر مین تاری نکلے
بولنے کو جو دو شب وصل ہون تو موج صبا
وای تقدیر کہ آئی تھی گلی مین اونکے
کیا بری آنکھو تنسی در بان ادھر گھورتا ہے

جادو نگاہ دن مین فرنگ کیا کرے ہر کاٹنے کو
بس ہے اونکے ایک تبسم نظر کاٹنے کو
یار کچھ ڈھب بھی ہے درکار سپر کاٹنے کو
جائی باغ کو رنگ گل تر کاٹنے کو
دور سے دیکھہ کے دوڑا مجھ گھر کاٹنے کو
مشعلہ ہاتھ لگاتا ہے سحر کاٹنے کو
ہو چھری گردن مرغان سحر کاٹنے کو
دو گھڑی چین سے ہم خستہ جگر کاٹنے کو
سگ دلدار جھپٹتا ہے ادھر کاٹنے کو

ہون کما نہین خلقت کا سبب کہتا نطق
مجھکو بھیجا ہے یہان عمر بسر کاٹنے کو

معشوق کے تپاک سے عاشق ہلاک ہو
قصہ تمام عمر کا دم بھر مین پاک ہو
سر ہے وبال دوش مرا قتل کیا گناہ
گر ہے کری جو شمع تو پروانہ خاک ہو
تیغ نگاہ پھیر دو عاشق ہلاک ہو
تلوار لا نجی دے اگر تجھکو باک ہو

ایندا اگر مین پڑی ہوئی تا حشر چین سے
مستونکا ڈہیر بعد فنا زیر تاک ہو

اوس شعلہ خو کی کسکو بھلا تاب التفات
گرم اس قدر رنگہ ہے کہ بس جلکی خاک ہو

کیا طاقت ستم کہ نہین ہے دماغ ناز
کون ایسی نازنین ہے اندیشہ ناک ہو

بولے رولا کی مجھکو رولا تا ہون اس لئے
دہوہ ہا کی تانگاہ تری خوب پاک ہو

اسی نطق دل دشمن نفس شریر ہی
کم شیر ہے نہ بادلی کتے کی دال ہو

آپ بیساختہ بنتے ہین بگڑ کر گیسو
تا تہ مشاطہ کی ملوائی ہین اکثر گیسو

گھٹ گئے کوتہ نجابت سے بڑہ کر گیسو
دوشن سیار کر ہوے دوبہر گیسو

ہین بلا تو نہین رکہتے عمل اپنے روکا
اور ہین سانپ تو رکہتے نہین منتر گیسو

کہل گیا کہلتے ہی موباف کی شیرازہ سا
نظر آنے لگے مجموعۂ ابتر گیسو

دوشن ناز کو ہین کیون نہ کہ یون ہی تو ہین
خال رخسار کا بن جائین سمٹ کر گیسو

شمع عارض سے اوٹہا تہا دم تنہائی جو
رہ گیا معجزۂ حسن ہے منکر گیسو

رونق اسلام کی ہے شاہد و دولت ہی پر
ایک رخسار کی زینت ہین مقرر گیسو

بال بیکا نہو شمائل کا ہوا دیکھے سیہ باز
ہاتہ میرے ہون قلم آپکے جیہر گیسو

بال ساقی نہ بنا تہے دم بادہ کشی
کشتی مے کے لئے ہوگئے لنگر گیسو

تیرے منہ لگکے کیا خط سیہ نے اندہیر
تیرے سر چڑہ کے زمانے کی چڑہی سر گیسو

مال مارا ہی تو کیا سانپ نے بیٹہی ہین
گنج عارض سے سرکتے نہین دم بھر گیسو

دلکی چوری کی بعبث درد خضا پر تہمت
نگلے بیٹہا ہے اوسی صورت اژدر گیسو

داغ کیون نہ شک سے دنرات پریشان رہے
گہیرے رہتے ہین رخ یار کو اکثر گیسو

راہ چلتوں کو گلا گھونٹ کی ہیجان کیا
پہلا انسان ٹھگے ہیں یا تیری شمشیر کیسو

رنگ و بوی چمن خلد تمہاری خیر تھے
رخ کا کیا رنگ ہے کیسے ہیں معطر گیسو

واہ کیا جبوم رہی ہیں رخ ساقی کو ترسیں
ہیں سیہ مست مئی حسن سے کافر گیسو

آڑ یہ شرم کو کیا کرتے ہے تکلف بکرو
ہیں بہت پردیکو مکرے ہوئے منہ پر گیسو

چل بسا حسن مگر اہل محبت نہ ٹلے
اونکے پانو تو کو ابھی ہیں وہی لنگر گیسو

سج ہے ہر سمت ہیں سامان جنوں کا لائق
اور مائیہ سود ابھی ہیں ہر گیسو

صورت اہل ہیں ہونگے فرشتے قیدی
اوڑھے پیکین ہے کمند ہیں جو فتراک گیسو

چاندکی ابر سیہ سی ہو دو چندان رونق
رخ کو مائیہ خوبی ہیں منور گیسو

خوف ہم کہانی ہیں بچھوی مگر جان کے خال
سانپ سے ڈر کی ہیں ہم لیک سمجھ کر گیسو

ہمدم او بجسن بہ مری دلکا ہے بیوجہ
آج منظوری ہیں سکار مقرر گیسو

لطیفہ مشاطگی طبع رسا کو دیکھو
شانہ نظم کی بھی ہیں کیسو تر گیسو

کیا دم فکر دکھای ترے گیسو مجھکو
کھل گئے جوہر آئینہ نہ انو مجھکو

عشق ہوتا ہی وہ بیکل ہو گئی بیچین مجھکو
سانپ پہن ہیں کہ ڈرا دیتے ہیں گیسو مجھکو

کہ ہے خطناک روانی ہی تعدد تجھکو
ہوں وہ مجرم کہ دیا ہیں ہے پہلو مجھکو

بیقراری کا اثر یار کو کیں ہیں لایا
نہ کہ اپنی ہی تہ دل رہے قابو مجھکو

ای ستمگر تری آنکھو نسی ڈر اہوں ایسا
کہ چھلا دانظر آتا ہے ہر آہو مجھکو

بوی گل سے بھی زیادہ مرا نازک منجی اج
ای صبا دیکھیو محبت چھیڑی ہو تو مجھکو

باد شاہی گدائی در میخانہ کی
جام جم کی ہے برابر مرا پیالو مجھکو

رو دیا راتکو بے یار دم باد صبا
چند قطری جو بی ہوے گے آنسو مجھکو

کیا بلا تیرے غم ای رشک پری بہا مین
ہے پریشانی دل حور کا گیسو مجھکو

ایسی دینے سی تو دنیا ہی نہ قسمت مین ہو
کیا دیا ہی جو دیا ہے بت بدخو مجھکو

جان لی صبر کا خمیازہ بُرا ہوتا ہے
باز آظار سے تھوڑا نہ نتیجہ تو مجھکو

کیون مین لیتا مجھے پہلے سی جو ہوتی یہ خبر
پیٹے ہی کوئے گا سر روز الو مجھکو

ای جنون چوشش وحشت سی یہی ہے چاہی
نہ بنا دے کہین موج رم آہو مجھکو

ای فلک ہوتی کسی شب چمک اوٹھنی کی آہ
عوض اختر کے جو ملتا کوئی جگنو مجھکو

ہے تواضع مری خلقت مین از ل ای اجل
قد خم گشتہ بلا صورت ابرو مجھکو

ای صدف تجھکو مبارک رہین گوہر تیرے
ہین بہت حق کی دیی تھوڑی سی آنسو مجھکو

لی اوڑی وحشت دل نے جو چمن مین جا کر
نکہت گل سے جو یاد آئی تری بو مجھکو

کیون نہ ای نطق کروں رشک زمین و دو عید مین
چاند عید مین کے ہین یار کے ابرو مجھکو

چاہیے آنکھہ کو اب پھوٹ کے رویی مجھکو
ہمہ تن داغ گل ہونگا ہون ہوئی مجھکو

ٹھنڈی آہین نہ بھرے کوئی نہ روے مجھکو
آئینہ جاؤنگا نہ مدی مین بھگوئی مجھکو

میرے رونی سے ہی اس پردہ نشین کو ہے حجاب
کہین بہا نہ اینچہ کمبخت ڈبوئے مجھکو

دم مرا تیری خموشی سے گھٹا جاتا ہے
نیستی بولی نہ اگر جلد تو روے مجھکو

چند اشکونکے یہ ہستی کہ بہا دین ناموس
آب اندک کا یہ طوفان کہ ڈبوئی مجھکو

خال رخسار بنایا ہی مسیحہ بختی نے
ہون مین دانہ نہ کوئی کہائی نہ بوئی مجھکو

سر سے پا تک ہون مین آلودہ عصیان یا رب
ابر رحمت کو اشارہ ہو کہ دھوئی مجھکو

کیون نہ رحم آئی محبت کا اثر جاتی کہان
آپ ہی قتل کری آپ ہی روی مجھکو

آبرو حسن کی ہون عشق مجسم ہیومین
ہی مناسب کوئی محبوب کہوی مجھکو

سر مژگان یہی ہر خنجر مژگان ہی مراد
پھول ہو جاون وہ بالی مین پروی مجھکو

سبزۂ باغ ہون خود ہوی مرے نشو و نما
نہین بوتا ہمین آلو نہ بوی مجھکو

پھول کی طرح ہنسی شکو چراغ تربت
مرہی جاون تو کوی نطق نہ روی مجھکو

دیکھو نزاکت صنم شوخ و شنگ کو
شیشے سے بھی لطیف بنا ہے سنگ کو

رووں جو یاد کرکے بت شوخ و شنگ کو
آنسو سلام آنکھ کا پہنچا ہین گنگ کو

شاعر مثال جعد بت سبزہ رنگ کو
جمنا سے غوطہ مار کے لائے نہنگ کو

لونڈی بناؤ دختر رز شوخ و شنگ کو
رہنے دو ٹھو چلو تو جہاد فرنگ کو

پرطار حواس کی کاٹی جو چرخ نے
وہ سب بٹا کیے مری چرکے رنگ کو

تجھسے کرین مقابلہ کیونکر بتان چین
آنکھ ہے نہین ہین نکھی ہین چشم شنگ کو

اے جذب دل رسا نزاکت کا ہذر کیا
لاؤ سکو چلنے دی نہ کسی نیرنگ کو

صد آفرین کہی تری چٹکی کی زور پر
گویا کرے خدا جو زبان خدنگ کو

پروہین شب کو صبح ہی ہے اسکی گہات میں
ہمنے جو لی اتر گئے تو کیا ہوا

نازک مزاجیو نے مری ڈر گیا وہ بت
شیشے سے آج توڑ دیا مین نے سنگ کو

آئے وہ دن کہ تیغ کو گردن پہ لگای
چوسین دہان زخم زبان خدنگ کو

کیون گور پر کھڑا ہین عدو کوئی ہوگی
البتہ بت شمار ہی جہانی ہی سنگ کو

ہولی پہر آئی ہائے رقیبوں مین بیٹھکر
وہ بت اوڑائیگا مرے چہرے پہ رنگ کو

جوش جنون مین ہاتہ اوٹہایا ہے سوجیب
بس آج ہی سلام ہے ناموس و ننگ کو

مضمون باندہ باندہ کے لیجیے کے
ملک سخن مین لائی ہین اہل فرنگ کو

ہر یا کہول کہوں کہ نہ ہے کہ
بلبل اوڑا سکے نہ کبہی میرے رنگ کو

اوسکا مکتوب ہوگا مجہ قتل نطق سے
خامہ سرش شمع ہوگی جلاکر تینگ کو

علم جو قتل کو شمشیر جو ریا رکہی ہو
ہزار کی ہو نہ گنتی نہ دس ہزار کی ہو

چمن مین بہث جو رنگ گل رخ نگار کی ہو
اوڑی یہ شرم سے رنگت ہوا بہار کی ہو

وہ مستیان نہین کہتی ہو نرگس شہلا
جو کچہ ادا ہو تو اوس کے خمار کی ہو

عجیب لطف ہی زیور سے قد نازک کا
نہ شاخ گل کوئی گلشن مین اسکہ سی ہو

صبا جو چیڑ رہی ہے چمن مین سنبل کو
یہ وہم و رشک مجہی ہے زلف یار کی ہو

نسیم سے ہی مکدر دماغ نازک یار
شمیم گل نہ کہین ہم اثر غبار کی ہو

کسی مین اپنی تباہی کا پہر سبب شہرا اون
گلہ نہ سر اشکایت روزگار کے ہو

مین تیری آنکہ کو طفلی سے سمجہتا تہا
قریب ہے کہ یہ آشوب روزگار کی ہو

صفای عارض گل اوسکو آئینہ دکہلائے
صبا جو تاب دہ اوس لف مشکبار کی ہو

ہمارے ہاتہ سر اسر ہین یار گل خوردہ
ترے گلی مین جو ڈالین بہار بار کی ہو

وہ اور مجہسے کرین وعدہ آکہین یہ تے
کہ رات بہر اسی تکلیف انتظار کی ہو

تم اوس گلی مین نہ جیئو اوسکو لطف یہ ہے
نگاہ یاس بہری جس امیدوار کی ہو

پاس اپنی موت بھی شب غم آ کھڑی نہو
جو ہر کیا ہو چاہو ن میسر جبھی نہ ہو

دور اپنی تیرگی شب غم کبھی نہو
سو چاند سا تہ نکلین تو کچھ روشنی نہو

ٹھہری نہی چھیڑ جہاڑ کی کریں گے بیحجاب
یہ بھی نصیب اپنی او نہین گد گدی نہو

کیا روی یار کہول کی دیکھون ہون وصال
دور ہے کہین سحر تہ چار چھپی نہ ہو

مجہ دل جلی کی خاک کو ہان ای صبا چھیڑ
چنگاری کوئی اڑکے پتنگی ہی لگی نہ ہو

نشکین خاک ہو مجھے تصویر یار ہے
کاغذ کے چاند سے تو کہین روشنی نہ ہو

کیا شرم کی ادس آنکہ مین ہین تل اور بہا
مجھکو ہی یہ گمان ہی ہو ہنسے نہ ہو

ای چشم تر نہ جا یگا رونی سی سوز دل
پانی سے یہ لگی کہین انبی بجھے نہ ہو

مٹہ ہاتگی پائین ساری ادین تو بلہو س
دو باتین ہین جو عرض کرون ایک بھی نہو

ہم چل کہڑے ہوی ملک الموتکی جو ساتہ
تہا یہ خیال او نہین کا کو ہین آتی ہی نہ ہو

منظور دید مین ہمین شرکت کبھی نہین
ای رشک تو ہم نہون یا آرسی نہ ہو

کون آئی گہر سے یاد عزیزان اگر نہ آی
غربت مین سا تہ کون دی جو ہچکی نہو

گلچین تو پہول تو ڑ ذرا دیکہ بہال کر
بلبل شکستہ بال کہین دیکہتی نہو

آزردہ دل ہین دیکہو وہین ہنسی ہے ہم
کچہ اور دل لگی ہین کہین دل لگی نہو

کرتی ہو نطق لوگونکی ہر شب حرام نید
فریاد کا تمہاری کوئی نالشی نہ ہو

دیکہتا ہون دل لگی آئینے مین اوس تمثال کو
کہدو دیکہے آکے اسکندر مری اقبال کو

حسن دیکہو نڈہی خود فروشی کی ہے لال کو
شرم کو یہ کد نہ دیکہی آئینہ تمثال کو

میرے بوسونکی طلب سے ضد یہ ہی اطفال کو
کاٹ ڈالا منشعب بے بال استفعال کو

یار آتا ہے خدا جانے شب غم کٹ جائے
روح جاتی ہی بدن کے استقبال کو

آستان یار پر ہو ناصیہ سائی نصیب
خاک در تاج شرف بخشی سر اقبال کو

تو کرے جس چیز کو بھی چیز اسی تقطیر نواز
کر دیا زینت دہ روئے حسینان خجال کو

ہوس بندی کی طرح وارفتگی ہر سر قدم
دیکھتی چلتے اگر کار سر انے چال کو

اسی قناعت تو نے سکھائی کیا حسن سلوک
دیکھی راضی کر دیا بس ایک فانہ خال کو

صاف رخ ہین آئینے کا منہ نظر آنے لگا
آئنہ حسن صفا نے کر دیا ہی گال کو

شوق طوطی کا ہی جنکو عشق خط انہ ہے
اور عاشق لعل لب کے بالے ہین لال کو

وصف گیسو مین ہمارا ذہن ہے بار بار
وقت فکرت کھینچتے ہین بال کی ہم کمال کو

کیا اشارہ میری نسبت یار نے کیا
کیون بائی آنکھ کیا سو جھی ہی اس زجار کو

دو قدم تکلیف کی نکو اجازت دی جو ناز
دیکھہ آوے جا کی اپنی نطق خستہ حال کو

سر ہے سودائے یار کرنیکو
دل ہی جو ہے پیار کرنے کو

غیر پہر ہین وار کرنے کو
آپ ہین مار مار کرنے کو

اس طرح کا حسین جیسے تم
کس کو ملتا ہے پیار کرنیکو

وصل کی شب ہے لیکن دل
دن پڑا ہے شمار کرنے کو

سونے دے ایدل آگ لگ جاوی
رات بہر یار یار کرنے کو

لی چلی تجکو دل کی بیتابے
کوئی جانان مین خوار کرنیکو

بد بلا ہی شب سیاہ فراق
عاجل آئی حصار کرنے کو

جلد جانے سے اور کیا مطلب
آئی تھی بیقرار کرنے کو

وہ بنے بہر وعدہ ہای خلاف
ہم ہوئے انتظار کرنے کو

روبرو اوسکے رکھدیا کسنے
شمع کو شرمسار کرنے کو

دل ہی گننے کو ہجر مین گہڑیان
رات تارے شمار کرنے کو

ہم نہین کچھ بھی پر تجھے کیا ہین
عاشقو نہین شمار کرنے کو

نطق یار دنگی تم سنو جو سلوک
پھر نہ جی چاہے یار کرنے کو

ناسحو اس عقل و دانائی کے ساتھ
یک رہے ہو مجھ سے سودائی کے ساتھ

رخصت ای ناموس و ننگ الوداع
عشق کا ہی لطف رسوائی کے ساتھ

مٹ گئے بس دیکھکر تیرا بناؤ
بگڑی ہم تیری خود آرائی کے ساتھ

ہے مصیبت ہر گھڑی کا اضطراب
دل خدادی تو شکیبائی کے ساتھ

کیون حریف یا وہ گو کے مُنہ لگون
بحث کیا بلبل کو غوغائی کے ساتھ

لاگ ہے تیری یہ ای دل کی لگاؤ
ہون جراحت اوس شوخ ہرجائی کے ساتھ

عشق مین لاتین ہی مجھپر بلا
فتنہ ہین آنکھین ہی بینائی کے ساتھ

ایک لشکر ہے ہجوم یاس سے
ای صنم تیرے ستائی کے ساتھ

ہے بلای جان عالم ہر ادا
دم نکل جاتی ہے انگڑائی کے ساتھ

کیون ہی خوبی نہین اوس مین نطق
خوش ادائی ہی ہے رعنائی کے ساتھ

مست ہو می پیو سرور کے ساتھ
ہم ہی لوٹین مے حضور کے ساتھ

ساغر چشم چھلکے پڑتے ہین
مے جلوہ ہے کس و فور کے ساتھ

دمبدم میں تیری زنجیر کی جھنکار کے ساتھ
رات سوتے میں ہیں ایک حور کے ساتھ

کج ادائی ہر اک ادا میں ہے
ناز بھی میں تو کشش ورد کے ساتھ

شب غم میں کہیں جو مر جاتا
تو لگا مارتی وہ حور کے ساتھ

غیر بالغ کہ ہمرہی سے مجھے
سگ دیوانہ ہے حضور کے ساتھ

ای ستم پیشہ اے تغافل کیش
دیکھ ادھر کو ذرا غرور کے ساتھ

رخ پر آتی ہے زلف ہل ہل کر
ابر اڑتا ہے برق طور کے ساتھ

جا شتغانہ ہے میری طرز فغان
نطق بخیو میں خلق صور کے ساتھ

تھیں سو بلائیں جان کو بلبوس تنگ کے ساتھ
جھگڑے قضا نے قطع کئے سب کفن کے ساتھ

ای نطق باغ آئی ہو اوس گلبدن کی سات
چلتے چلو نہ چوٹ بہار چمن کے ساتھ

بعد فنا کسی سے تعلق نہیں مجھے
سازا تمہارا ربط رابطہ جان و تن کے ساتھ

لڑنا جگر ٹانا دونسے یہ اپنا شب وصال
دولہا کی جیسے جیہڑ جیہاڑ ہے گویا دلہن کے ساتھ

دست جنونکو جاتی ہیں ای عیش انواع
خصت بھی کرتے ہیں اہل وطن کے ساتھ

مجھ پر پڑیں جو پیچ محبت میں ہے بجا
دلبستگی ہے زلف شکن در شکن کے ساتھ

وہ نہال حسن کا یہ نخل باغ کا
کیا سیب کو مناسبت اوسکے ذقن کے ساتھ

چل او قضا کسی یہ بکھیڑے پسند ہیں
مرتا نہیں میں قید مزار و کفن کے ساتھ

کیونکر گلے لگاؤں نہ وہ لاسکیں کے تاب
جلتا ہی میرا سینہ بھی دل کی جلن کے ساتھ

پروین کو بھی عشق چکیائے ذرا مزہ
پہنچے پہاڑ کاٹنے کو کوہکن کے ساتھ

اب وہ پری بنے ہوئی جاتی ہیں سیر کو
ای دل تو چوک تو بھی ہو دیوانہ بن کے ساتھ

آئی بہار وحشت دل ہلکورے اوڑی
ہم بھی ہوا پر آگئے بوئے چمن کے ساتھ

اللہ رے ضعف آپ ہماری ہوئی تکل
گویا کنجی نہ جان کو تمہارے بدن کے ساتھ

کہتے ہیں وہ جو دوڑ کے لپٹو نہیں راہ میں
عیار یونکی باتیں ہیں دیوانہ پن کے ساتھ

گل کہی تیرے ساتھ ہزاروں نے رنگا
بلبل نہ تجھ سے درید دہن کے ساتھ

رشک رقیب ہو تو سر شام جل بجھے
دم بھر کٹی نہ شمع کی دلکی جلن کے ساتھ

آہا ہی خلق یاد خدا مغفرت کرے
صدقہ حسینؑ اور کی باتیں وہ دیوانہ پن کے ساتھ

بے تکلف سیر کو نکلے وہ اس جوبن کے ساتھ
لوٹتی تھی سیکڑوں بازار میں انچل کے ساتھ

میکدے پر میں جو پہنچا جھومتا بادل کے ساتھ
موج مے اوٹھی مرے تعظیم کو بوتل کے ساتھ

اون حسین پر یون تکن ہے شفقہ بھندل کی ساتھ
نطق باریکا ہو جیسے لوح پر چندول کی ساتھ

بازو و پیر بار بار آتی ہے لہرا کر دو تکلف
کیا تماشا ہے کہ لڑتا ہی دھوان مشعل کی ساتھ

دونون ابرو میں تمہارے میں شاری ایک سے
مصرعۂ ثانی کو کتنا ربط ہی اول کے ساتھ

رند مشرب جو ہیں اونمیں ہی تواضع بیشتر
سر جھکاتا ہی جھکانی والا ہی تل کے ساتھ

لطف وہ بی قید مہر نے کا کہان ہی ہی
ای جنون منگل ہمارا چل بسا جنگل کے ساتھ

آپ اگر رخ سی اولٹ دین سیر گلشن مین شباب
بلبلین ہو جائین پھولونکو ابھی بادل کے ساتھ

کل وہ راہ بھولے چوکڑی کیا کیا غزال
دشت مین رہ گئی دو قدم چل چل کے ساتھ

جب بہار آتی ہی پیدا ہوتی ہین داغ جنون
پھوٹتا ہی جسم اپنا پیڑ ونکی کوپل کے ساتھ

پیشتا چلتا ہے ظالم نے نکالی ہے وہ چال
دل مین لاکھ سر پا ہر قدم چھاگل کے ساتھ

سر قد عاشق سی کب ہوتی ہین سیدھی کجی
کمر سی جھک بھی گئی تو منشل کمیسو بل کے ساتھ

قیس ہے ناحق ہے تمکو بحث فن عشق مین
نطق تم بھی گفتگو کرتے ہو کس کے ساتھ

ہی چھپر نفکر کو عرش بریں کے ساتھ
اب اپنی بات چیت ہی روح الامین کے ساتھ

دیدار وقت نزع وہ اکر دکھا گئے
حسرت نکل گئی نفس واپسین کے ساتھ

تکلیف درد دل نہ سہی جائے مجھ سے
لو جان ہی [illegible]

دوگی سوال وصل تو کیا اور ازبسکہ
یہ جان لو کہ ہو [illegible]

کیا تیغ اوٹھہ سکی گی مری قتل پر تمھیں
چٹہ ہنسی لگا ابھی [illegible]

بجلی سی گر پڑی مری کشت امید پر
اک برق دشمن [illegible]

کچھ مجھ گناہ گار کو دوزخ بری نہین
جانا ہوای [illegible]

ایدل فریب مکر دغا جو ہو تجھ سے جانتا
وعدہ تو ہو نکاح لیشا القین کے ساتھ

تیر کرشمہ گوشۂ ابرو سے چھوڑ کر
آہوی دل کو مار گیا کمین کے ساتھ

آنکھون مین دم ابھی ہی ذرا دیر بیٹھ جا
ای جان جائیو نگہ واپسین کے ساتھ

کیا کیا کیا ہی رنج اونہین ہنوز شب وصال
لی لی لیے ہین بوسی لب شرمین کے ساتھ

جیسے لپٹ کی تکے سے روئی ہین کاش جوان
سوتی لپٹ لپٹ کی کسی نازنین کے ساتھ

موج شمیم مشک مری بیزبان نہو
دلبستگی ہے سلسلۂ عنبرین کے ساتھ

صحبت بدا رقصبہ کی کب پار سا سے ہو
دنیا نہو گی جمع کسی طرح دین کے ساتھ

تمکین سکیہ بہیدہ گردی سے فائدہ
ای چرخ بیشہ رہ کہین جا کر زمین کے ساتھ

یار و نسی کیا چپاتی ہوای نطق کہنا گیا
چوری جہی کا ربط وہ پردہ نشین کے ساتھ

۱۲۵

پہرون نہ سایہ پہ کیا میری خیمیا مین ہے
عنان دل تو کف طفل نے سوار مین ہے

نہ اس سے پہلے حسین ایسے بے مروت تھی
وفا کا نام فقط تیرے روزگار مین ہے

یہ زینت اجلی کچہ زور دلکو بہائی ہے
ہماری جان تمہاری گلی کے ہار مین ہے

رقیب کو وہ لیے اپنے گہر مین سوتے ہین
حرام عید یہان جسکے انتظار مین ہے

عجب نہین ہے نصیحت اونہین سی کہ ناصح
دل اپنے بس مین نہین اونکی اختیار مین ہے

جواب چاک گریبان ہی دامن گل کا
بہار خامہ مری کی جنون بہار مین ہے

وہ تاک جہانک کی عادت گئی نہ یعقوبا
طرف بہشت کی کہڑکی مری مزار مین ہے

چمن مین اون سے رخ رنگین کو چہوڑ کر کیون جائین
وہ کونسی ہے شے شاخ جو بہار مین ہے

نہ زمینہار نکیرین سے وہ بولے لگا
جو کوئی یار سے رونہ تہا پڑا مزار مین ہے

یہ سخت دل نہین ای ظفر اپنی پلکون پر
نیا طلسم ہے یعنے شکوفہ خار مین ہے

دہن سخن سے پہرا جہا ہے گفتگو کیا ہے
پرای کمر تو بتا تجہہ مین کیا ہی تو کیا ہے

جو منہ چڑہائی گا حور و نگا پہ اثر نقش قدم
تو کیون پری ہی سایہ کہی گا تو کیا ہے

نہین جو آنسہ گل کو برای خود بینی
تو پہر چمن مین صبا وجہ آبجو کیا ہے

اگرچہ موت زمانی مین ہی ہے بدنام
پر اوس حسین کی نخرے کے روبرو کیا ہے

تہہور مین یہ خفا ہی عجب تماشا ہے
کسی خجستہ تماشا یہ روبرو کیا ہے

وہ ایک طفل دبستان ہی سو بہی آزہ
ہمارے سامنے مجنون کی آبرو کیا ہے

حضور ہی کی اشارے ہی چہیڑتا ہی مجہین
حضور ہی کی کرشمے ہین یہ عدو کیا ہے

نکل گئے غم و غصہ کہ کہانے گئے حسرت
کچہ اور ذکر کرو دلکی گفتگو کیا ہے

لڑے جو غیر سے بیوجہ آپ خوب کیا
پر اسکا تذکرہ بندی کی رو برو کیا ہی

مثال صبح ہمیشہ سے ہون گریبان چاک
نمین جانتا نمین بخیہ ہے کیا رفو کیا ہے

بہی کو زرد کیا آم مین لگا یا داغ
تمہارے عیب نے بخدا نمین رنگ و بو کیا ہے

شہید وہ ہے جو مر کر دکھاے رنگ فنا
جو چھوٹ جای چھوانی سی خون لہو کیا ہی

تجھے بہی حرم نہین ہے مجھے جو صبر نہین
کہے گا کیا مری عادت کو تیری خو کیا ہی

وہی کہو جو رقیبون نے کل کہا تجھے
خلاف واقعہ تقریر دو بدو کیا ہے

چراغ خانۂ دل نور دیدۂ عاشق
کہو نمین اسکے سوا کیا وہ شمع رو کیا ہے

حنا رنگ نہ لاے اگر نہ جبکہ مجھے دے
تو خون شکوہ عبث ہی ترا لہو کیا ہے

یہی صفا ہے جو رخسار مہ لقا کے لیے
حلب کو آئینے بہر جائین کی جلا کے لیے

حضور دل عالم بہتون نے کہا کے لیے
بزور تیغ لیے ملک سب دبا کے لیے

گناہ بی گنہی ہے مری سزا کے لیے
کرو شہید شہیدان کربلا کے لیے

حرم کو کب مین چلا تہا تو دعا کے لیے
جو دیر سان ہو تمین موجود دست دعا کے لیے

شب وصال کا گریہ تہا بہر روز فراق
ہم ابتدا ہی مین قربی تہی نشا کے لیے

وہ آب مین ہون اگر رنگ وہ ہی مین کل ہون
وفا ہے میرے لیے مین بنا وفا کے لیے

مسود ایسے تہی صحرای نجد کے کانٹے
قدم ہر ایک نے قیس برہنہ پا کے لیے

مری نجات کی باعث ہوئے ظلم ہوے
بہانہ چاہیے کچہ رحمت خدا کے لیے

پلای او نہین می تا وہ تکلف ہون
حریف تشنے کو ٹہہرای حیا کے لیے

نہ آے تو کہین گرمی آتش گل سے
چمن مین آپ جایا کرین حنا کے لیے

تو اپنے گھر سے جو قتل عام جاتا ہے
کہ تیرے ہاتھ میں قاتل قضا نکلتی ہے

تری نگاہ میں کتنی خانماں خرابی ہے
اسی سے خاک پہ راتی سبا نکلتی ہے

وہ ہی فضا کی جگہ مجھ حقیر کا تکیہ
پھری کوئی نہ کوئی شکوا نکلتی ہے

نگاہ دوست کے دل میں جگر میں تیری ہی
کہاں سے ہائے کہاں دم میں جا نکلتے ہے

شہ ارسان ہو تمہیں ہنگامہ گرم ہستی و جود
مری بقا میں فنا کی ادا نکلتے ہے

یہ خم دل ہی نکلنے کی راہ نکلے ہے
یہ آرزو ہے جو بنکر ہوا نکلتے ہے

دعا اور لوگ ہیں ہی لفظ بد دعا والے
ہمارے منہ سے تو بس کو دعا نکلتے ہے

نکالیں تب ہی نہ اف منہ سے بد زبان ہو کے
ستم شریکے جو ہوں ہنست آسمان ہو کے

اونہوں نے جور کے عادت ہی مجھ پر دی ہے سو
مزی جو لیتی لگو غم کے ناتوان ہو کے

عدو کی جو رہیں کچھ اور نہیں بے ایماں سے
یہ سب کرتے ہیں اسی جان ناتوان ہو کے

عدو کے جان ہیں وہ دور پر ظلم کرتے ہیں
مری سنا نیکو ہوتی ہیں متحان ہو کے

نگاہیں ہوتی ہیں عاشق کی دیکھے کیسے یار
بلا کی توڑ کی ہیں تیر بیکمان ہو کے

نہ ہو لیو غمزہ و ناز اوسکے کشتوں کو
یہ میرا گوشت تمہارا ہی استخوان ہو کے

ہوئی یہ شکل تری غم میں کشتنی لو کی
نہ دیکھ کوئی ہی جسم ناتوان ہو کے

گیا میں شک کا مارا جدھر کو مر ہی گیا
نشان پا نظر آئی جہاں جہان ہو کے

در آئین جبکی رکھ پی میں ملکیان غم کے
مجال ہی کہ رہا کہاں استخوان ہو کے

ابھی تو پہاند کے دیوار میں پہنچتا ہوں
نصیب جاگیں جو سو جائیں پاسبان ہو کے

کہانی اپنی ہی در پردہ ہم سنائیں گے
کہیں جو ہو گئی قسمت سے قصہ خوان ہو کے

ایجان دیکھو

اثر عشق کی منظر ہو ایجان دیکھو

نہ ہمسے پوچھئے کیا کیا وہ ہین رقیبونکے
جلیل اونکے شفیق اونکی مہربان اونکے

ہوا یقین ٹپکتی ہے پھول سی شبنم
ہوئی جو گال غضب مین عرق فشان اونکے

سگ حبیب کی دعوت کرینگے عاشق لوگ
بچین گے نحم کے جو کھانے سے استخوان اونکی

یہ ہفت چرخ بلا کیا ہین ای ستمگر خلق
بچے تو مان گئے ہین فرشتے خان اونکے

مجال کیا ہی گلی مین پھٹک سکین عاشق
غضب کے باؤلی کتی ہین پاسبان اونکے

مسیح کا ہیکو جیگر اون لبونکو کہو
تڑپ تڑپکے مری نطق بیجان اونکے

مطلب کا سخن لب سے نکلنے نہین دیتے
وہ دیگ منکو اور بلنے نہین دیتے

کرتے ہین اوسی بات کی تعلیم وفا کی
تو تی کو بھی ہم آنکہ بدلنے نہین دیتے

ہم وصل کی شب جب کبھی جاتی ہین ضد پر
پہر اونکی نہین ایک کبھی چلنے نہین دیتے

یہ شوق ہم آغوشی دلبر ہے شب وصل
کروٹ اوسے تا صبح بدلنے نہین دیتے

ہر وقت ہی دل مین تری صورت کا تصور
ہم آئینے سے عکس نکلنے نہین دیتے

ہر جور پر آیندہ کو وعدہ ہی کرم کا
دم کھوتے ہین جان نکلنے نہین دیتے

شوخی سے نکل جاتی ہین آغوش سے باہر
ارمان مری دل کا نکلنے نہین دیتے

تاریک ہین دن رات اثر بخت سیہ سے
ہم رنگ زمانے کو بدلنے نہین دیتے

پہلو سے سرکنے نہین دیتی ہین کسو کو
پتہر مری چھاتی کا وہ ٹلنے نہین دیتے

شستن لبول تو لیتے ہین جسینونسے مقرر
پر اپنی طبیعت کو پھسلنے نہین دیتے

شامت یہ نصیبون ہی کی ای نطق ہے ساری
لبر ہاتھ کے دنکو بھی ڈھلنے نہین دیتے

دخت رز سے آشنائی کھل گئے
شیخ جی کی پارسائی کھل گئے

سر سے لیکر تا بہ سینہ کھل گیا
دست قاتل کی صفائی کھل گئے

ہائے اس الفت نبی کی پردہ دری
ہمنے کتنی ہی چھپائی کھل گئی

دل کی چوری جسکا مشکل تھا سراغ
آنکھ جاتے سنے چورائی کھل گئی

کیا کدورت دل مین کہتی ہمسی ہم
ایک بدلی تھی کہ آئی کھل گئی

زلف تک اوس کان سی اوڑتی نہین
آہ کی ایدل رسائی کھل گئی

تونے پایا ہے صنم یہ سینہ صاف
بات جو دل مین چھپائی کھل گئی

نطق سن لوگے جو وہ گلشن گیا
بلبلون کی خوش نوائی کھل گئے

پاس ناموس تھا جب ہوش بجا رکھتے تھے
دل بیتاب کو ہاتھون سے دبا رکھتے تھے

دم رکا سا دگئی حور جنان سے اپنا
یاد وہ آئے جو انداز وادا رکھتے تھے

دل بیتاب کا ابتو نہین اوتنا ہی خیال
اس سے پہلے وہ کبھی ہاتہ ذرا رکھتے تھے

اپنی بیمار سے پرہیز تہا اونکو ورنہ
خال لب مین اثر حب شفا رکھتے تھے

چاند گہنائی خط سے وہی گال ہین اب
جو کبھی ماہ دوہفتہ کی ضیا رکھتے تھے

چاند سا چہرہ حسینون کا تہا سادہ سادہ
کیا تکلف تہا نہ جب خال وخا رکھتے تھے

بیکسی پاس سے اپنی وہ بتون کی بس مین
تہی یہ حالت کہ کبھی تو نہ خدا رکھتے تھے

تہا اونہین شوق خدا تو گہ دبگہ کی کیئے
ناتوانی مین بھی ہم جون لگا رکھتے تھے

دل پر داغ بچا ہی پر طاؤس ای مطرق
یار کی زحمتی شمشیر ادا رکھتے تھے ✣

بہر حصول زر ہے تمکو دین کد مجھے
قسمت بلی ہے کچھ گنہگار نیسی بد مجھے
روح القدس ہوا کے لئے مستند مجھے
ایسا صفائی دل کی کیا بی حسد مجھے
جز درس عشق اور نہ کوئی سبق لیا
وارا کا تخت ہے مجھی یہ بوریا فقیر
مین جانتا ہون عارض رنگین کو جاے جگہ

جاوے نہیں ہے ایک قدم کی جگہ مجھے
جاتا ہون تیرے پاس ہو کر تا ہمہ مجھے
ای کاش تجھ سے ہوتے نہ اہل حسد مجھے
کیا سان ہے شکستگی بے کیف مجھے
ابجد مرا پڑھا لی تمنے اب جد مجھے
تاج سکندری ہی کلاہ نمد مجھے
تقدیر فرنگا مین بھی ہے خان مجھے

دیوانہ عشق ہون ہے پہاڑی کو رد
سر پھوڑنے کو چاہیے خشت لحد مجھے

جوش شباب ہاتھون پر پیر دھرے ہوے
بادل اور گھٹا ہین ساقی دیکھو بھرے ہوے
آئی بہار آپ کے دیوانگان چشم
تعویذ باندھے ہین تیرے کہ آج کل
خالی ہو دل بلا سے مجھ کو سو کاٹ لین
رکھتا ہی عاشقون نے تو کیا دلمین کا شین
ڈر سے تمہارے رو نہین سکتی ہین بزم غیر مین
اعجاز عیسوی لب معجز نما مین ہے
جانین ہم آپ ہمسے دغا کیجیے اگر
دو چار دل فگار ہین جو خلقت دیکھے

او بھرے ہوے ہین تیرے تو بازو بھرے ہوے
لے چل ہمین شراب لب جو بھرے ہوے
ہین وہ شگفتہ ہین صورت آبھرے ہوے
او شگفتہ ہین مرے بازو بھرے ہوے
ناحق ہین جی ہی جی مین پر پر بھرے ہوے
کانٹے ہین تیرے پیٹ مین گلرو بھرے ہوے
بیٹھے ہین جیب ہم آنکھ مین آنسو بھرے ہوے
آنکھون مین کانوڑیان ہین جادو بھرے ہوے
دفتر ہین یون تو قصونسے مہرو بھرے ہوے
ہاتھ آئے جی کل خلصہ کے گیہو بھرے ہوے

آہ شرر فشان کی ذرا سیر دیکھنا
وہ جانتی ہین گھر مین ہین جگنو بھرے ہوئے

غنچے کی مثل ہے ہی کھلتا ہی بس یہی
اوس تن بہار ناز کی ہی بو بھرے ہوئے

بھولا ہی وہ اسی جو نہ آیا وہ مست ناز
گویا ہین چشم جام مین آنسو بھرے ہوئے

کیا سانحہ دی کہن گے مرے شہسوار کا
ای خلق جن نسیم کے بالو بھرے ہوئے

آہ فغان و نالہ و فریاد کی ہستی آئی
منہ کملا زخم کا گویا کہ جمہائی آئی

بوی دلدار ہی آئی ہی پیغام وصال
پھر صبا کیون تو یہان باد ہوائی آئی

تا نہ کب قفل در دیر کی کنجی آئے
بخت خفتہ کا ہمارے نہ کہلا

کیون تو ای باد صبا عطر مین ڈوبی آئی

آہ کی کس مین سکت سانس ہے جب سینے مین
حلق تک کہہ جگہ مٹھی اوٹھی آئے

دل تبو سے نہ پھرے گا کبھی جو رو نکی طرف
شیخ جی یہ ہے طبیعت جدھر آئی آئے

یاد آیا ترا چہرہ جسے وہ آنا ایجان
غم کے ایام مین جب رات اندھیری آئے

جانی کس سے اوڑی رنگ اوڑی کسکا رنگ
دیکھیو سو انگ وہ کیا لائین گے ہولی آئے

دہر دیا عشق کی بیگار مین رخصت نی اوسے
کوکہن چھوٹ گیا نطوق کی باری آئے

ہم اونکی یاس سے کج بختیون سی لڑکی اوٹھی
اوٹھی بگڑ کے مگر ہی دل پکڑ کے اوٹھے

مین زندہ کیا ہون اگر لکھتی ہی آ بیٹھے
تری دوکان سے پیر مغان بگڑ کے اوٹھے

کیونکر ہمسے ہسین سر محفل ہو
بگاڑ دینگے ابھی منہ جو ہم بگڑ کے اوٹھی

بن آئی کی جو کہین بن پڑی خوشامد سے
چڑھین گے پھر تو سراونکی جو پاؤن پڑ کے اوٹھے

۱۴۳

اب کہان وہ ای یار زیادہ

بنا گئے ہمین کہلا کی زلف سودائی
اوٹھی جو پاس سے زنجیر مین جکڑ کے اوٹھے

چلے جب آپ کے وارفتہ آہ کے پیچھے
وہ ناتوان بہت تھی عصا پکڑ کے اوٹھے

عیان ہے جنبش سر سے کہ تم یہان آن گئے
مرے عدو جو مرے حق مین بیٹھی ٹکڑ کے اوٹھے

جب اوسنی چاہا بناؤن نشان تیر جفا
ہم آڑ اپنی وفا کی وہین پکڑ کے اوٹھے

ملے ہین مستونکو جی سنبھالنے والے
اوٹھے جو نشے مین دوش سبو پکڑ کے اوٹھی

تمہاری تیغ تغافل نے جنکو کشتہ کیا
پڑے رہے یوہین لاشے نہ اونکی سر کے اوٹھی

پس فنا بھی ای نطق مین فلک سے دبا
بگولے بن مین مری خاکسے اکڑ کے اوٹھی

ربط آپسے بڑہا کے یہ بے آبرو ہوئے
پہلے تھے آپ آپ ہے تم تم سے تو ہوئے

مینا گداز بادۂ سرجوش عشق ہے
دیکھو گے تم رہے گا نہ دل بے لہو ہوئے

زخم جگر کو سوزن مژگانسی سی دیا
تار اوس نگاہ مہر کے تار رفو ہوئے

کیون جاکی پھر نہ آئی مرے پاس ہمنشین
میرا وہ ہوش گئے یا رنگ و ہوئے

منہ مجھ سی پھر تا ہی یہ قاتل کو شک نہو
ہنگام ذبح اس سے نہ ہم قبلہ رو ہوئے

گھر بار چھوڑ چھاڑ کے نکلے تلاش کو
خانہ خراب تیرے لیئے کو بکو ہوئے

اپنا سا لیکے منہ ترے حیران رہ گئے
آئینے مہر و ماہ کے جب روبرو ہوئے

تہا در سر کبھی تو کبھی نیند کا خمار
کیا کیا شب وصال نہ حیلہ جو ہوئے

وحشت بہار مین لیئے پھرتی ہی جا بجا
ہم آدمی نہ ٹھہرے کسی گل کی بو ہوئے

رونیکا اب بچوڑ ہے قصہ تمام ہے
ناصح کو مژدہ ہو جگر و دل لہو ہوئے

کیا کیا چڑہے ہوئی مری نشے اوتر گئے
جب رات اختلاط مین وہ تر شرو ہوئے

غزلیات

منہ دیکھو نطق کا وہ بھلا منہ دکھائینگے
جو شرم سے نہ آئینے کے روبرو ہوئے

ہان اے رقیب خیر منا اپنی جان کے
نوبت ہے میرے بعد ترے امتحان کی

اپنوں کی طعن غیر کی چشمک ہر آن کے
تیرے لیئے اوٹھائی ملامت جہان کے

رفعت میں کیا بیان کروں اوس مکان کی
چھت عرش کی ہے اور زمین آسمان کے

فریاد عندلیب بھٹکتی ہے باغ میں
راہ اے صبا بتا دی اوسی گل کے کان کے

پست و بلند دہر سے ایسا ہوں بدحواس
پوچھو زمین کی تو کہوں آسمان کے

شیشے سے بھی لطیف ہی اوس شوخ کا بدن
سرخی گلی سے پھوٹ نکلتے ہیں ان کے

آگے ہمارے آہ کے کچھ بھی نہیں ہے برق
یعنی بلا مبالغہ بجلی ہے کان کے

مجھ کو شیخ جی کو مجھے سیکدے کے فکر
منظور ہر کسی کو ہے رونق دوکان کے

ای تیر اوسکے پیاس سے خونسے بجھا
حالت ہے تیری تیغ میں سو کونسی زبان کے

جسکو لبوں تک آنے کی حسرت ہی رہ گئے
واحسرتا وہ آہ ہے مجھ ناتوان کے

پھر صاعقہ کہاں جو گئی گر مثی جمال
بجلی بنے گی آم کی بجلی یہ کان کے

اوس جسم نازنین کی میں تعریف کیا کروں
دل کی گدازی اور لطافت ہی جان کے

ایمن نہو ہزار تواضع کرے عدو
جبکنے کو اوسکی جان لچک ہے کمان کے

کب ہو سکے گا عہدہ برآ یہ نیاز مند
جب ناز ہر گھڑی کے ادا ہی ہر آن کے

ای نطق بن پڑے مژہ یار کے صفت
رکھ لے خدا تو نوک ہماری زبان کے

دلکو شب فراق میں جب بیکلی ہوئے
تصویر یار سامنے آکر کھڑے ہوئے

گل سنین کیا غریب بلبل کی
حسن والے ہین درد والے

اوٹھئے لیجد سیر کو چلیئے
منتظر ہونگے رہگزر والے

ہین وہ بلبل ہزار سے بہتر
وہ بھی نالے ہو سون اثر والے

بلبھوس بھاگ جائین گی قاتل
جان دین گے ہمین جگر والے

لبن ہی ہی علاج سر پھوڑین
نطق الفت کی دردسر والے

جلوۂ یار سے موت آئی دل افگارون کے
چاندنی مار گئی چاند سی رخسارون کے

خط بڑھانی سے بہارین گئین رخسارون کی
ڈب گئی گل تھی ہوئی نشو و نما خارون کی

منہ جو دیکھین ہی صیاد کا مرغان چمن
راہ نالی کو فراموش ہو منقارون کی

یہ تنفر ہے حسینون سے جو پریان آئین
دیکھون شکل آنکہ اوٹھا کر ہی تہ مردارون کی

اپنی کوچی سی نہ کہدو انہین بدنام نہو
ای ستمگر یہ مزارین ہین وفاداروں کی

گھٹ کی مر جائین گے دو دن مین قفس مین صیاد
جب کہ خیر خیر یہ ہین گی گلزارون کی

سیر کیا نام ہمارا انہین بتیابی سے
رات بھر خیر منائی ہین وہ دیوارون کی

چاندنی کو جو خوش آئی تری کوئی دیپ
ایسی لپٹی کہ سفیدی ہوئی دیوارون کے

چین دیتے سیکڑون عاشق کہین شق ہو گئے ہین
ابھی کہل جائیگی قلعی تری دیوارون کی

چارون کی ہی تمہاری گل عارض کی بہار
رنگت اڑ جائیگی پھر پھول ہی رخسارون کی

ہول محشر سے بڑی پھر نے ہین اہل مضطر
لگ گئی شرط ہے نشست آج سی منجھیارون کی

لیجیے آج ترشوائی گئے بال و پان
ٹیڑیان کٹ گئین زلفون کی گرفتارون کی

سیر بازار سے رنگت ہوئی اونکی تبدیل
نازکی سی نہین پیدا شت ہی نظارون کی

جانان ہی

جانان کیا ہے سنگ پاس ہے چلتے ہین
آتش ہے جن تنی آنکھ سے انگارونکی

اسی ہے ہمارے ہجر کی مٹی خراب ہے
تو تو کیا ہے ہی پریشان ہمین ہمارونکی

بزدلی تیرے کباب کی رطق ٹھہر گئے ہین
شیر کی گھن گنج ہے للکار نہین یارونکی

اوس معرکے مین جا کی قدم اپنی گڑ گئے
ہیبت سی نقش پا کی جہان پا نواہ کڑ گئے

قامت سے سرو کٹ گئے شمشاد گڑ گئے
پھولونکی رنگ کی سامنی چہری بگڑ گئے

وہ تیغ کھینچ کر جو ہوئے قتل ہار گئے
چہری گئی اوتر گئے نقشے بگڑ گئے

ایکبی سی اون بھنو و نمین اشاری کٹاریین
دو معرکے ایک بیت کو آپس مین لڑ گئے

ای ضعف بس نہ زور دکھا چھیڑ دی مجھین
کہتے ہین بجھتے بجھتے ہی بجھتے بجھ گئے

دامان جیب چیڑھ گئی ہتھی جنونکی جب
چتھڑے کئی تھی عقل نے نیچے اوڑ سر گئے

اونکی ہنسی کے طرز اوڑانے کی مشق مین
غنچونکی منہ بناتے بناتے بگڑ گئے

کچھ مال مہر حشر نہ ٹھہرے گا دیکھنا
سکے ہمارے داغ جنون کی جوڑ گئے

بس بس اس اختلاط سی چڑھ ہی ہی مین آپ
جو کل ذری سی بات مین مجھسے بگڑ گئے

رتبہ ہمارا گھٹ گیا کبر و غرور سے
خود چار شانہ چت گرے اتنے اکڑ گئے

سنوانی لف قید فا مین غضب ہوا
زنجیر مین وہ اور ہی مجھکو جکڑ گئے

کیسا ملاپ رات وہ لڑنے کو آئی تھے
ہین ور خانہ جنگ کہ گھر چڑھ کر لڑ گئے

بولے وہ ناز کی سی ضعیفونکو دیکھکر
پائی نگہ مین کانٹے کے ایک گڑ گئے

باغ جہان مین نطق خموشی سے خیر ہے
غنچے جو کھل کہلا کے ہنسے منہ بگڑ گئے

نقل کرکے مین رونی ہر جن کو ثواب
نیچیان سلمہ کا مغفرت کی دعا کے لیے

سختے ہے نعمت اپنی سر خوان کے واسطے
لوہے کے ہین چنے لب و دندان کے واسطے

تعویذ نقش پائی صنم آگیا ہے ہاتھ
تسکین اضطراب دل و جان کے واسطے

غربت مین آگیا جو وطن سی کسی کا خط
پہاہا نباوہ داغ عزیزان کے واسطے

اے روز حشر لے نہ درازی مین لبنیان
ہین یہ تعلیان شب ہجران کے واسطے

پیدا ہوا ہون آج مین پتھر کا آدمی
آیا حریف سختی دوران کے واسطے

کیا نسبت اوسکی پا سے ہی نگین ہو تو ہو
نرمی کہان ہے پنجۂ مرجان کے واسطے

جی بھر کے خوب بخت کو سو لینے دیجیے
طول اور رانگئی شب ہجران کے واسطے

رفتار تیری باد بہاری ہے چمن
تو خود بہار گلشن امکان کے واسطے

کشتہ جو آرزو مین ہوئی ہین تعدد داغ دل
لائی چراغ گنج شہیدان کے واسطے

حجت معلومنسی مجھے علم مین نہین
ہے بحث ایک طفل دبستان کے واسطے

اہل عدم پوچھیے آنے کا کچھ سبب
آیا سراغ عمر گریزان کے واسطے

داغ جنون نے پہیل کے ڈھانکا تمام جسم
تیار کی قبا تن عریان کے واسطے

اہل نظر بجھاتے ہین آنکھین نیاز سے
جاروب ہے مژہ در جانان کے واسطے

کاست تری نکلے سی اگر ہو تو کیون نہ ہو
نور قمر ہلال گریبان کے واسطے

آئینہ لیکے عارض رنگین کو دیکھیے
گنجایش نہ سیر گلستان کے واسطے

آکر جلا کہ ہجر مین مردہ سا ہون پڑا
ای جان جان بن تن بیجان کے واسطے

چین ابرو و نیرنگی کیون ہر گھڑی ہو وطق
بل ہین ضرور شاخ غزالان کے واسطے

کیا بی بقا ہین عیش جہان خراب کے
چلتے ہین اس نے دور مین ساغر حباب کے

اے یار تیرے عارض رنگین کے روبرو
کانے ہین باغبان نی تجھی گلاب کے

ہم ہی پرست حالت غم مین ہی مست ہین
بالفرض دل جلے تو مزی لین کباب کے

اہی ترک تیری لاکھون دل و جانسی ہین علاقہ
کانو نہین ڈالے پہرتی ہین چلتی رکاب کے

بیداد و کبر ناز تغافل خودی جفا
ہین خیر سے شریر مصاحب جناب کے

خال سیاہ صفحۂ رخسار پر نہین
نقطی کتاب حسن مین ہین انتخاب کے

کیا واعظون کی باتہ سے ہے تلخ زندگی
رندو تمکو جیتے جی ہین فرشتے عذاب کے

پہونچا جو اوس مسیح کی لب تک تو اڑ گیا
جان آئی بال و پر ہوئے مرغ کباب کے

رندو نپر ایک جام مین اسرار کھل گئے
تم شیخ جی بنی رہو پڑے کتاب کے

درپیش ہے معاملہ قصاص کا دیکھا
جانین ہین عاشقون کی حوالی عتاب کے

پیری مین رون کونسی وقت نشاط کو
راتین تو ہین شباب کی ہین دن ہین شباب کے

معشوق سے وصال پہر اکثر نصیب تہا
ہم نامراد کیون ہوے عاشق نہ واہ کے

دریا وہ بحر حسن چلا ہی برای غسل
پہوٹین گے آج خوب پہپولے حباب کے

ای ناطق بیحجاب وہ بت ہمسے کب ملا
پردہ اوٹہا تو پڑ گئے پردی حجاب کے

یہ تینگے وہی حیوان کے حیوان رہے
تیرے ہوتی ہوئی شمع کے قربان رہے

موسم گل مین جو دو چار گہاو چرین چرین
اینگون خانہ زندان تو نہ سسان رہے

اور ہر بات مین ہشیار جوانی مین ہوے
ایک دم مین ترے آجانیکو نادان رہے

بام پر سادہ کو دم ایک تڑپ مین پہونچا
لیجیو لیجیو کرتے ہی وہ دربان رہے

اپنی رو مین نہ رہی مجھکو غرالونکی خبر
اینگون تہکے خدا جانی کہان مارے رہے

رات کتنی تھی نخ کچھ پوچھہ کہ کتنی نکلے
بلکہ یہ پوچھہ کہ کتنی تری ارمان رہے

ایک نالہ بھی تو بلبل کا گلون نے نہ سنا
بے نیازی سے خدا جانے کدھر کان رہے

پہاڑی کہاتی ہی قبا پہاڑ تو ای دست جنون
نہ تو دامن ہی ہے اب نے گریبان رہے

یاد ہی ہی وہ اگلی کج ادائی اونکے
ایک مدت وہ مجھے جان کی انجان رہے

بی حجابی سر محفل نکرو شمع نمط
ہمسے بھی شعلہ مزاجونکا ذرا دھیان رہے

لے تکے خوف سے زلفونکی نخ بوسہ رخ کا
حسن کے گنج کے دو سانپ نگہبان رہے

بوسہ و رخ کا تو دل ہی بھی ہمسے لے لو
چاہتے ہین کسی وجہی کا نہ احسان رہے

عشق نے صاف کیا تاب و توان سب دل کو
بیچ ہی جس گھر مین ہوا سیب وہ ویران رہے

کیا جوانی نی بہرای تری تصویر مین رنگ
اسج نقاش ازل دیکھی تو حیران رہے

رات جاگی ہو کہان کسکی جگای ہین نصیب
کیون یہ انگڑائیان ہین کسکی گھر ایجان رہے

اثر عشق بلا ہی کہ مری مرگ سے وہ
زلف سان چند دلون خود بھی پشیمان رہے

دم مین وہ آگئی ہین رات ہی تنہائی ہے
نطق ہان آج نہ دل کا کوئی ارمان ہے

ہر بار او بجھتی ہین مرے آہ رسا سے
ایسے وہ لڑا کا ہین کہ لڑتے ہین ہوا سے

ہین ایک ہی ہمہ پیری کی سر کے چھلے
ہشیار رہین آپ فراوز دحنا سے

شربت بھی پلانی وہ دم نزع نہ آئی
پیاسی ہی گئی شربت دیدار کے پیاسی

سمجھین گے وہی لوگ ہی جو کچھ کہ حقیقت
بے پوچھے نہ کہئے یہ مرا اپنے قضا سی

سیری نہین ہوتی غم دلدار سی مجھکو
نیت نہین بھرتی ہے مزیدار غذا سے

کیا شان الہی ہی کہ بندے سے دبا ہے
وہ بت کہ جو ڈرتا ہے نہ تھا قہر خدا سی

۱۴۱

بھوکے ہین مگر یوسفِ رضسا کے بھوکے
پیاسی ہین مگر شربتِ دیدار کے پیاسے

بولے وہ دمِ تذکرۂ رحلتِ عشاق
بدنام کیا مجھکو مرے اپنے قضا سے

بیمار محبت ہون مرا نام جو آجای
پر ہیز اثر کو ہو دعا اور دوا سے

غصے مین وہ کچھ کہکے لبو نسبت مجھے مارین
گر وی ہون تو لین زہر کا کام آب بقا سے

میرے دل و جان کے لیے آفت ہو بلا ہو
نخرے سے اشارے سے کرشمے سے ادا سے

تم یار کی بو جذبِ محبت سے نہ کھینچو
کیون ماگتی ہو بھیک نسیم ای نطق صبا سے

جب سن لیا نکلی گی سواری نہ ادھر سے
ہم مثلِ غبار اوٹھ کے چلے راہ گزر سے

تیغ نگہ مست نے مجروح کیا ہے
خمیازہ ہے پیدا دہن زخم جگر سے

دیوار و در و بام سے برسے گی ادا سے
رونق کی طرح جاؤ گی جب تم مرے گھر سے

معلوم ہی ہان جیسی قدم رنجہ کیا ہی
کیہ آئی ہین صاحب کشش دل کی اثر سے

عاشق ہو نہین آئیگا مجھے رشک مقرر
گو آئینہ دیکھو نہ تمہین اور نظر سے

رسوا ہوے ہم عشق مین رونے کی بدولت
آنسو کیطرح گر گئے عالم کی نظر سے

بدطینتیٔ سنگ دلان جا نہین سکتی
ہو زنگ کبھی دور نہ لوہی کی جگر سے

یہ رشک محبت ہی کہ ہنگام تماشا
دل آنکھہ سے اور آنکھہ بگڑتی ہی نظر سے

کچھ نام و نشان خط کا نہین وہی ضمیر
مصحف یہ معما ہی ابھی زیر و زبر سے

کچھ سنی کہلا وصل کو مانا کہ نہ مانا
یون مجھکو جواب اور سنی دیا جنبش لب سے

کچھ نام سے نظاری کی اوس شوخ کو ہے
آئینہ بھی سو بار نکالا گیا گھر سے

تخقیف ہوئی شدت سوز تب غم مین
مونڈل ہی تو کچھ پڑ گئی کافور ہی سر سے

اب نطق پر الیشوخ عنایت ہے مناسب
بیچارہ کہانتک تری دیدار کو ترسے

کوئی نہ چلی چال بت رشک قمر سے
اپنا وہ ہوا زور سے زاریسی نہ زر سے

کی دست درازی جو شب ہجر جنون نے
دامن کا ملا چاک گریبان سحر سے

پورے ندینے دام غرض مند جو پایا
دل کو وہ خریدار ہوئے تیم نظر سے

ہمراہ کئی عاشق تازہ بھی ہین اونکے
سوغات وہ میرے لیئے لائی یہ سفر سے

گلشن مین کرو مرثیہ قمری کو کشیدہ
بلبل کو جو تم چاہو لڑا دو گل تر سے

دل چھینا حسینان پریزاد کا غم جای
نکلے کہین آسیب الہی مرے گھر سے

آتی ہے جو یاد آب دم تیغ کے لذت
کیا رال ٹپکتی ہے لب خشک جگر سے

پٹکے کے اگر پنجہ مری ماتھو نکو آئے
لپٹے ہوئی ہوتی کسی کافر کے کمر سے

قاتل کو ہوای نطق بعشت خوف قیامت
فریاد نہ نکلی گے لب زخم جگر سے

ہوئین نالہ کشین میری فریاد کی
بتون نے بہت داد بیداد کے

عبث در پہ اوس بت کی فریاد کی
یہان کون سنتا ہے ناشاد کے

دیا ہے جو یارب بت سنگدل
تو چھاتی بھی دی مجھکو فولاد کے

نہین ہوش مستون مین ای شیخ جی
کرے کون تعمیل ارشاد کے

تب غم سے مین شمع سان جل بجھا
نہ مہلت ملی آہ فریاد کے

سنبھالا شب ہجر مین صبر نے
کڑی وقت پر میری ای امداد کے

چھریرا بدن اوس سہی قد کا ہی
کوئی شاخ نازک سی نخشاد کے

اوٹھا جاتا ہی

وہ نمزے کی لیتے ہین ایدل سنبھل — ہوئی ابتدا آج بیداد کے
کڑی چوٹ ظلم بتان کی سہی — کہان ایسی چھاتی ہے فولاد کے
مین سہتا گیا بوجھ بڑھتا گیا — کیا ناز بعداد سکے بیداد کے

جسے شعر کہنا نہ آتا ہو نسقی
اوسیکو تمنا ہوا ولاد کے

یہانتک سینہ کوبی کی کہ ٹوٹی ماتم کے — یہ مشق دل خراشی کی کہ ناخن گھس گئے غم کے
پڑی ہین چپ سین ای بت ہم ہتھی ہین ڈوری کی — تری قت مین ماری رنج کی تیلا نے غم کے
بلا ہی جان بت مغرولہ ہو کا ہو گیا سودا — پڑی گردن مین پھانسی بنکے حلقے زلف پرخم کے
بتا اوسکا نہ مصحف مین نشان اوسکا نہ چھپتھر مین — دہان یار کے جویا ہین جویا اسم اعظم کے
مری آنسو ابھی پونچھے جائین جو وہ جلوہ فرما ہو — جہان خرشید چمکا قطرے اوڑ جاتے ہین شبنم کے
صبا سچ سچ بتا تجھکو قسم ہے اپنے پھولونکی — یہ بلبل رات کو روئی ہی یا قطرے ہین شبنم کے
تری زلفونکا سودا ہے میرے سر مارا مقدر نے — پڑی میرے گلے حلقے تری گیسو ی پرخم کے
شب تاریک غم مین تاری ہی ہوتی ہی نہین ملتے — قمر کاہے یہ عالم جسطرح جگنو کوئی چمکے

جلایا ہی مجھی ای نسقی ایسا شعلہ رویونے
مری نظر و نمین گالان نکی ہین انگاری جہنم کے

قسمت نے کیا کام مرا اوسکے جوانے — بس وعدۂ فردا ہی مین تا حشر چکوٹا ہے
کیا روٹھ کے اوس بت کو پشیمان ہوئے ہین — جی مین یہی کہتے ہین وہ اب ہمکو منالی
وہ دم ہین قیبونکی نہ آنا تہا نہ آئے — ٹان آپکو اب تک تو رہے خوب سنبھالی
جب شمع ہو گل پاس بھی شبکین تپنگے — تا حسن جوانی ہین یہ سب چاہنے والی

اوٹھا جاتا ہی

جنکو ادنکی نہ برق تجلی طور سے چمکے — جو لوگ ہین ای شوخ تری دیکھنے والے
صاحب بہت اچھے ہین برا مین نہین سنتا — پر آپ سے بندی کا خدا کام نہ ڈالے
ہر وقت تصور ہے کسی گل کی جو قد کا — یہ دیدہ ترا مین مرے شمشاد کو تالے
یہ بت وہ بلا ہین جو بگڑ بیٹھے کسیدن — کر دینگے برہمن کو نصاری کے حوالے

جز نیکی کسیکی نہ نگاہ آئی نہ گئیے
سب گفتی گناہے کہ بت ما ہے حوالے

مجھکو نہ کرے رشک کے لعل حوالے — اوس غیرت گل سے کہو بلبل خوشنوا
ساغر مین مرے بادہ گلرنگ لہو ہو — قسمت سے مری تاک مین انگور ہوں جسکے
صاحب ہین حسین حسن ہین سب آپکے بندے — جلتے ہین غلامی کی قسمین کا تو قسمین کھا لے
اے بت یہ ترے ناشنوائی ہمین ہے — جا ہین تو خدا تک کہین فریاد کو نالے
بوسے نمکین لب کی طرح دیجئی لب کے — میٹھے کے بھی کہلوائی دو چار تو حوالے
بت ظلم بہت کرتے ہین ہمکو یہ ہے شکوہ — کچھ کی طرح دو حسرت جیسین نہ نکالے
دشت مین ہیر ہے نہ کبھی چین سے بیٹھا — ناقہ سے یہ مین پیچھے ہین پڑے نعت نکالے

ای شوق مضامین ہیں استعارہ مین پیدا
کہو دین جو زیبا ہین تو بہت گہنے نکالے

کیا چاہتے ہے لعل شکر بار کے لیئے — بوسے مین تازہ لطف ہی ہر بار کے لیئے
اے عیرت بہار ترے رخ کے روبرو — جو پھول ہے وہ داغ ہی گلزار کے لیئے
سنکر سوال بوسہ وہ ایسے ہین دم بخود — ڈھونڈھے ہے کوئی لوتھ نہ تلوار کے لیئے
یوسف کو نسبت اوس بت پردہ نشین سے — انمول جنس ہے نہین بازار کے لیئے

غیر سے ملتے کو مل جاتی ہی فرصت کیسے

کیسے ملنے کی سکت اوٹھنے کی طاقت کیسے

ہم سے لیتے جاتے ہین پیار کی حسرت کیسے

یہ بڑا ضعف کہ ہے سانس سے لینی دشوار

یہ بھی معلوم ہے کیا وصل کی ہے صورت کیسے

تیری تاثیر سے اے جذب محبت تجھ کو

غم سے جب رد ہوا مین تو وہ فریاد مین ہے

ہدد ای خشگی تسلیم و حیا ناز و ادا

آگیا تنگ مجھ سے ہم یار نہ آیا دلبر

جب یہ مجمع ہے مری جان تو خلوت کیسے

کیا وہ بیٹھی ہی ہین گے یوہین اب غیر کے پاس

غیر سے ملتے کو مل جاتی ہی فرصت کیسے

کیا کہے کیسا ہے دیکھا نہیں تسنیم کا سلوک
بوسۂ خال کا بیڑا ہے پڑا ہے کیسا

تیغ جی جذبۂ حق بس ہے ریاضت کیسے
ہو گئی ہے ہمیں قسموں کی عادت کیسے

نطق جسکے ہیں غم ہجر سے مدہوش لے گیا
اوسنے اتنا ہی تو جانا ہے بصیرت کیسے

اوس ترک پر خطا سے خدا کی پناہ ہے
مذہب میں جسکے قتل نکرنا گناہ ہے

منزل کا اشتیاق بر نگ نگاہ ہے
ٹوٹا ہوا ہر قدم کہ اودھر قطع راہ ہے

وہ چوری چوری دیکھتے ہیں نزع میں ہمیں
چوری ہی جی کی ہے اودھر ہر سم وراہ ہے

کی ہے تمنا نظر خوبیں
پھیر پھیر کے نگاہیں مست سیاہ ہے

ذوق جمال نے نظارہ چشم
انسان ہی نہیں ہے وہ مردم گیاہ ہے

کیسا ہے جانا ہم نکالا ہے آپ نے
چوری حضور چار طرف واہ واہ ہے

مضمون عشق کا ہے لکھا سطر سطر میں
خونابۂ جگر دل مجروح ہے مہر گواہ ہے

چلئے ذرا تو دیکھئے میدان حشر میں
جتنے ہیں آج لیلیٰ مجنوں کا بیاہ ہے

بوسہ لیا ہے دیکھئے کیسے حسین کا
مسی عمل ہی ملت سے یہ گناہ ہے

صدقے گئے ہو کس کی نطق زنی کی
سمجھے ہے کوئی چیز مزیدار چاہ ہے

قاتل مرا وہی صنم کج کلاہ ہے
شاہد اوسے کا غمزہ بے ہشوہ گواہ ہے

ڈٹا تی ہیں قہر لطف سے لوگو کہاں ہے
بیٹھے چھری حضور کے بیٹھی نگاہ ہے

نکلی جو آہ کہہ سے تو مژہ بن کی رہ گئے
کیا ناتوان آہ ہماری نگاہ ہے

باتوں میں خوب مزہ کہ ہیں تسنیم کان کو
وہ رخ شگفتہ یہ کہ بہشت نگاہ ہے

ہوئی مجھ کی ہم صورتی کی نمود
لیا سود ایدوا قفا کی نے بود

ہوئی شوق سے قطع گلبن میں پیدا
لگا دوڑنے نخل گلبن میں پیدا

ہوا موزنیلبو بستان سے
گلون کا رنگ بدلا ہے خزان سے

حال دل جو نہیں سنتے ہیں تو شکوا کیا ہے
ابھی کم سن ہیں وہ کیا جانیں تمنا کیا ہے

کل حسینوں کا یہی شیوہ ہے شکوا کیا ہے
ناز بیجا جو وہ کرتے ہیں تو بیجا کیا ہے

آہ کہہ حسد نے لگی ادبت ظالم تجھ سے
ہم نہیں جانتے ہیں بات کا سونا کیا ہے

فسخ کر دوں ابھی وہ بت جو بلا لی گھر میں
اے برہمن میرا کعبے کا ارادا کیا ہے

کوئی خود رفتگی شوق سے اتنا پوچھے
کھوئے دیتی ہو جو مجھکو تجھے ملتا کیا ہے

عشق بازی ہے لڑکپن سے ہی اپنی بازی
اور سمجھے نہ کبھی کھیل تماشا کیا ہے

دوسری مرتبہ پھر ناز و ادا سے دیکھو
خونبہا اور شہیدان نگہ کا کیا ہے

غیر کو بوسہ دیا اور وہ مجھ سے بولے
آپ ہی کہئے مروت کا تقاضا کیا ہے

آپ کا عاشق شیدا وہ تڑپنا ہی پڑا
آئی دیکھتے چلئے کہ تماشا کیا ہے

تم لو غیر سے میں کون ہوں کہنے والا
خود ہی سن لیں گے وہ سن باتکا چرچا کیا ہے

اونکو تمہید خوشی کی ہی ہنسی کے تقریب
یہ مزاح ہے کیا یہ مزا رونا کیا ہے

سیکھ لی ہونگی مری بات سے باتیں دو چار
جسکا آوازہ ہوا اتنا وہ مسیحا کیا ہے

مجھ سی عاشق کا گلا ریت رہا ہے ظالم
سخت نادان ہے حیران ہوں کرتا کیا ہے

بلبوس جسکے لیے بیٹھے ہیں منہ کھولے ہوئے
بوسہ اوس لب کا ہے یا منہ کا نوالا کیا ہے

بنکے پیر ایک مانے کو اونہوں نی مونڈا
شیخ صاحب نے سوا ریش کے چھوڑا کیا ہے

جادۂ راہ وفا ہو دم خنجر تو چلون
نطق کیا چیز ہیں کانٹے مجھے کھٹکا کیا ہے

جائی وہ گل جو سیر کو گلشن مہک پڑے
بلبل جو دیکھے رخ رنگین جھک پڑے

دل بھر گیا جو درد سے آنسو ٹپک پڑے
جسطرح جام ہو کی لبالب چھلک پڑے

پہانسا ہت دلونکو یہ اوسکی سزا ملے
گیسو مثال دست شکستہ لٹک پڑے

فجروح مجھکو تیغ تبسم تو کر چکے ✣
ہنس دیجئے کہ زخم جگر میں ٹپک پڑے

رخسار یار دیکھئے جوش شباب میں
ہے عنقریب کہ لطافت ٹپک پڑے

آئی ہی اونکے آگئی گلزار میں بہار
غنچے چٹک پڑے چمن گل مہک پڑے

مجھسے حلاوت لب شیریں اگر سنے
بے شبہ رال پیر کے منہ سے ٹپک پڑے

تاب رخ صنم سے ہوا کار آفتاب
میو رسیدہ ہوکے چمن میں ٹپک پڑے

کشتو خمیں دم نہیں ہی ہی ہی پر اشتیاق
ٹھوکر لگائی یار نے تو پھر سسک پڑے

پیوند ہو زمین کا تو خاک میں ملے
تجھپر ہو بال خون غریباں فلک پڑے

بازو کہیں کہلے کہ کہلے پردہ شمع کا
شانے سے کاش ہاتھ اوٹھا دو ٹپک پڑے

لب خشک چہرہ زرد ہے چیں جبیں پہ اشک
آثار عشق سب ہیں کہا تک نہ شک پڑے

کیوں آہ بی اثر کو تماشا کرے کوئے
وہ دیکھیں اور انا ہے جو اثر کرے کوئی

کہتے ہیں وہ جفا کا جو شکوا کرے کوئی
میری تو خو بری ہے یہ چاہتا کہ نہ کرے کوئی

میں حواس رنج سے اونکو یہ شوق ہے
رو ٹھا کروں میں اور منایا کرے کوئے

بوسی کا وعدہ کیا ہی وفا کی امید کیا
بس اتنی بات ہی کہ تقاضا کرے کوئے

اپنا ہی دل سنبھل نہیں سکتا کسی سے آپ
اونکا دماغ اور اوٹھایا کرے کوئے

گو مرغ خوشنوا نہیں اس کام کا تو ہوں
سر پر سے اپنے وار کے چھوا کرے کوئے

اس ضعف میں بھی نالی کروں کم سو کم نہیں
لیکن اثر کا مجھسے اجارا کرے کوئے

تاثیر سوز دل ہی ہی گرمی زیادہ ہو
بند نقاب کاش یوہیں وا کرے کوئے

اچھا اگر کسیکو دماغ فغان نہین
ہمسے سنے نہ ہمکو سنایا کرے کوئے

تم تھی بہار لیک بگڑ کر جنون مین
مین ہی بنا ہون کہ تماشا کرے کوئی

انتظار وہ جائین غیرون کی گھر
ہون مین کسیکے آنکھین نظار اکرے کوئے

ای ذوق ان نہ کہیو غرض اس سے اور ہی
چھیڑتی ہین چھیڑنے سے کہ چھیڑا کری کوئی

ناتری خوشی ہے کہ رویا کرے کوئے
پر دل مین جب خون ہی کیا کری کوئی

کہتے ہین ہ بگڑکے جو نالا کرے کوئے
سمجھین گے ہم بھی ان ہین رسوا کری کوئی

ناحق ہی پہر تو فکر تغافل ہی جب ہوا
یعنی سنی گا کون جو شکوا کرے کوئے

اندازیہ جنون مین وحشت مین تھکا یہ
پہر چاہتی ہین ہمکو بھی چاہا کرے کوئے

دیدار بھی ہی مغتنم اے آرزوئے حسل
ان بدگمان ہو کی نہ پروا کرے کوئے

اوسکو زہے ہوس کی محبت سے من کبھی
اپنی طرف سے چاہے نباہا کرے کوئے

پردہ مین شرم کے وہ بہت بیحجاب ہین
اسکا مزہ پڑا ہے کہ چھیڑا کرے کوئے

اعجاز عیسوی کو مرونگا لگا کی داغ
اچھا نہین سنی نہ مداوا کرے کوئے

دلکا نہ وصل مین بھی گیا ہای اضطراب
اللہ کیا کرے کوئی کیسا کرے کوئے

سو بوی منطق لیجیے پر دل نہ کیجیے
اسمین بھی ہے مزہ جو تقاضا کری کوئے

قاتل کو رحم آیا تا تہ اوٹھہ کی رک رہا ہے
مین اوسکو دیکھتا ہون وہ مجھکو دیکھتا ہے

رونا یہ ہے تو ایدل وہی دہری ہوئین
طوفان مے تمیزی ہے عشق شبہ کیا ہے

وہ مجھکو گھر بلائین جاؤن تو ہوں جائین
اونکا قصور کیا ہے تقدیر نارسا ہے

سو ہوی منطق

پروا نہیں ہے اونکو خواہش نہیں ہمیں بھی
آنکھ اونکی پھر گئی ہے دل اپنا پھر گیا ہے

خوش ہوں نہیں جو میرا دشمن کا بھی ہوگا
ہاں مژدہ باد ای دل وہ شوخ بیوفا ہے

اچھا یہ عین نے نا کینہ نہ مہر مجھ سے
پھر چھٹ ہے یہ کیسی کچھ بھی نہیں تو کیا ہے

اتنا غرور و نخوت کیوں حسن عارضی پر
ناداں وہ تو تجھسے کچھ بڑھ کی بیوفا ہے

کیا بات اون لبوں کی شیریں مقدر میں
بوسہ تو بوسہ اونکی گالی بھی مزا ہے

ہم شکوہ تغافل اونسے کریں تو لیکن
اسکا جواب کیا ہے جب چپ کہیں حیا ہے

میری جو فکر دیکھی بولے بڑا ہوا سکا
کمبخت مرتے مرتے بدنام کر گیا ہے

کیوں غیر سے ہے اتنا تو آپ کو تجھمیں
رسوا ہی پر وہ رسوا کیسے لئے ہوا ہے

آپ کی کج ادائیاں دیکھ کے جی دنگ ہے
ہم نہ ہوئے تیرے وصل میں یہی ملال ہے

ظلم جو کچھ کیا کیا اونسکا بھلا ہوا
منہ نہ چھپاؤ شرم سے یہی ہمیں ملال ہے

عین ان انتقام عم اور لہو کے گھونٹ پی
تو ہی بتا خلیس تو اور شراب ناب ہے

ایسا حرامزادہ عجب اونسکا قتل ہو
تجھکو حلال ہے ہمیں یہ بڑا ثواب ہے

یار کی خو تو خوب ہے پر رشک اگر نہ ہو
ہم مراد مند ہیں جو یہی کامیاب ہے

کون سہی و مہای کون اب وہ دل تو وہ دماغ
پیر ہیں ہوں جوان جو یار ناز کا بھی شباب ہے

عیش وصال میں جبیں ناز و ادای نازنین
آنکھ دیکھے جو کچھ یہ صبح کو ایک خواب ہے

پیچ فراق غیر میں طرفہ بنی بگڑ کے وہ
رنگ شکستہ کی بہار جلوہ نما تب ہے

واہ تلون مزاج تجھا تو گمان کیا اور ہی
ہمسے بھی بڑھ کے تر حال عدو خراب ہے

ایکدا اس حسن سے دیکھ کے ہم تمہیں
گشت جو گئی تو نازنیں ہے بڑھ جو گئی عتاب ہے

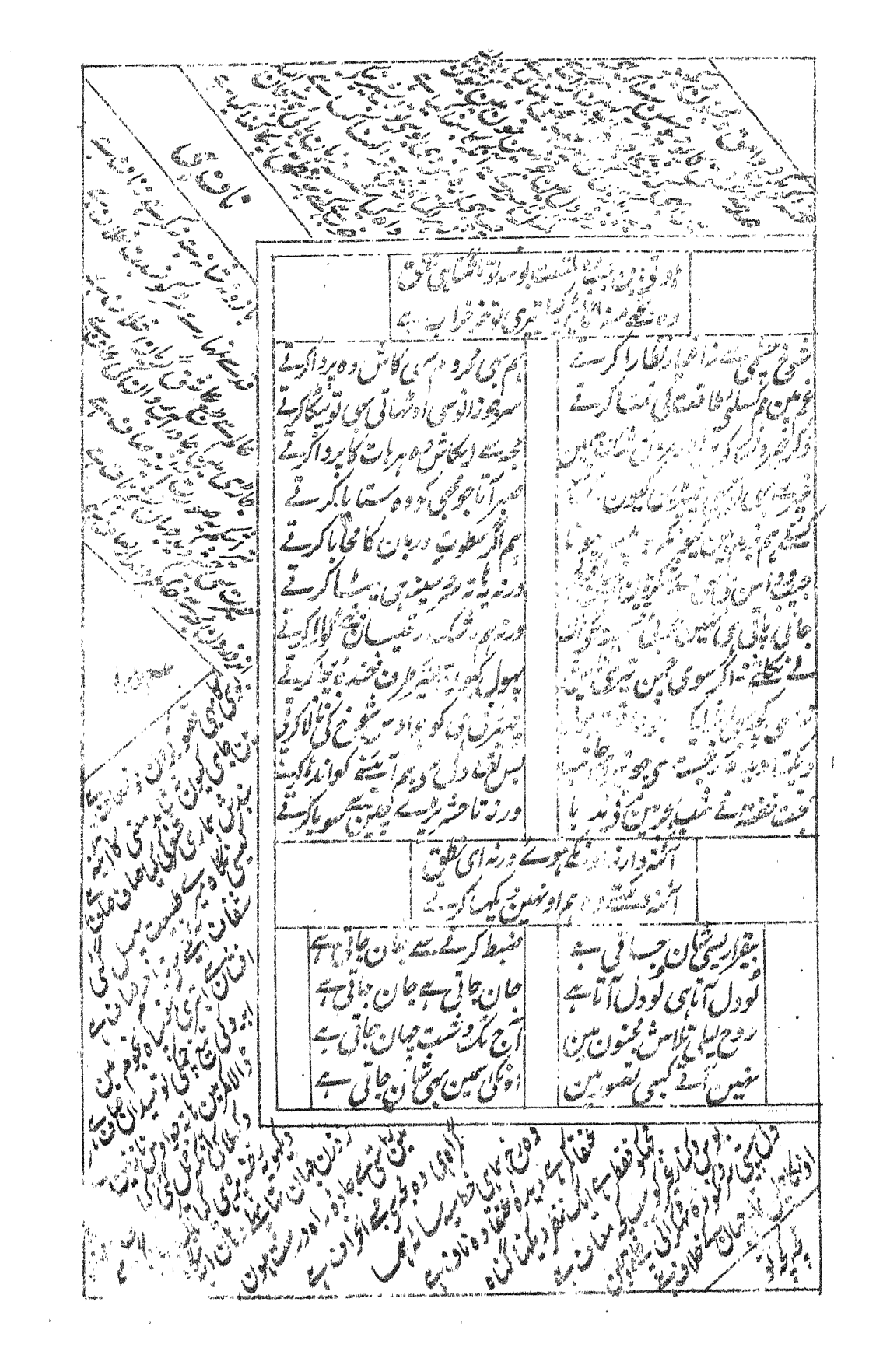

ہے یہ اندھیر چاندنی شب غم
شامیانہ سا تان جاتی ہے

تیرے وحشی کو ساتھ سرعت فکر
تار تھمتی ہے مان جاتی ہے

نامرادی وصال میں ہی ہے
کوئی یہ مہربان جاتی ہے

بس بس اے گریۂ فغاں بس بس
کام سے اب زبان جاتی ہے

نطق موت آجلی ہی کہلا بھیج
اب وہ آئین جان جاتی ہے

سست اوس گہر ہے تیرے بحری آتی ہے
تا نی نا کام پہری ہی کہ مری آتے ہے

غم سے لبریز یہ سینہ ہے کہ اب صورت آہ
سانس جو آتی ہی وہ درد بھری آتی ہے

تم جو اس حسن ہی کھولی ہو تو کیسو نکلو
ہو کی نیوائی کہین لوگ پری آتی ہے

آہ جلتی ہے جو سینی سے تو ہیں اک تپک
پیشوائی کے لیئے بی اثری آتے ہے

یاد مژگان سے ہوئے زخم جگر پر آخر
یہ وہ سوزن ہی جسے بخیہ دری آتی ہے

بوسہ تو بوسہ تجھے ہم نگہی ہے دریغ
دلبری خاک مین مفت بری آتی ہے

کوئی جاتی کہ نہ جائی کہ یہ غلا لائے گا
بعد یہ عشق کو پیغام بری آتی ہے

چونکتا ہی نہین یہ بخت جو سو جاتا ہے
نیند آتی ہے کہ غافل کو مری آتی ہے

تخل امید مین ہی تا وہ مرجھائی ہوئی
نظر ایک آہ بھی بیتی جو ہری آتی ہے

پیراہ کوا کر کوئی اوڑھا ہی نہین ہو کبھی
کیسی حسرت مجھی بی بال و پری آتی ہے

تیرے فرقت زدہ چپ چاپ پڑی رہتی ہین
رات کو انکے یہان روز مرے آتی ہے

کبھی طاؤس کبھی سرو و چراغان کبھی باغ
دل پر داغ کو کیا جلوہ گری آتی ہے

مین جلون مجھے شرب ہی تو ہو مشتہی
اسکی حسرت مجھے تمغ سحری آتی ہے

مگر اوس گلشن خوبی کی اوڑ لائی بو — آج اترائی نسیم سحری آتے ہے
مجھکو بدنام نکر چھوڑ دے میرا دامن — تجھکو ای دست جنون پردہ دری آتی ہے
ہم اونہین آپ مین آنے نہین دیتی ہے شب وصل — جام دیتی ہین جہان شرم ذری آتی ہے
دل مایوس مین خسرت کا کہین نام نہین — نظر اب کوئی نہ جچتی نہ مری آتی ہے

نطق اس آہ کی قربان کہ جب دکھ دان
چوٹنی کو مری لب بے اثری آتے ہے

شہر یک حال بری وقت مین ہمارے ہے — یہ بیکسی تو ہمین جانسی ہی پیاری ہے
تری بغیر چمن مین ہے رنگ مقتل کا — مری نگاہ مین ہر پھول زخم کاری ہے
چھپایا پردہ وحشت مین عشق کو ہمنے — یہ اپنی جامہ دری عین پردہ داری ہے
کیلے ہین نقش قدم سی قدم قدم پر پھول — خرام ناز ترا باد نو بہاری ہے
وہ بیچتے ہین شب غم جو اپنا غم ہیہم — یہ طرز پرسش و انداز غمگساری ہے
دیا جنازیکو کاندھا نہ اس نہانی سے — گناہ گار محبت کی لاش بھاری ہے
سہ لیا اس مین بدلی کا چاند ہی وہ چور — بنا ڈاوسکے لیئے میری سوگواری ہے
جب آئی وہ تو یہ آئی وہ جای تو جای — ہمارا ہوش مگر یار کی سواری ہے
وبال ہی مری آشفتگی کا اوسکے سر — یہ جس نے زلف پریرو تری سنواری ہے

خبر دماغ کی لیتا ہی دل تڑپ کر نطق
بلند تا بسراب موج بیقراری ہے

یہ اپنا سر ہے وہی ٹھوکرین ہین خواری ہے — پھر اوس گلی مین وہی آہ و زاری ہے
نگہ کا حال نپوچھو یہ جوش زاری ہے — وہ ایک موجۂ دریای اشکباری ہے

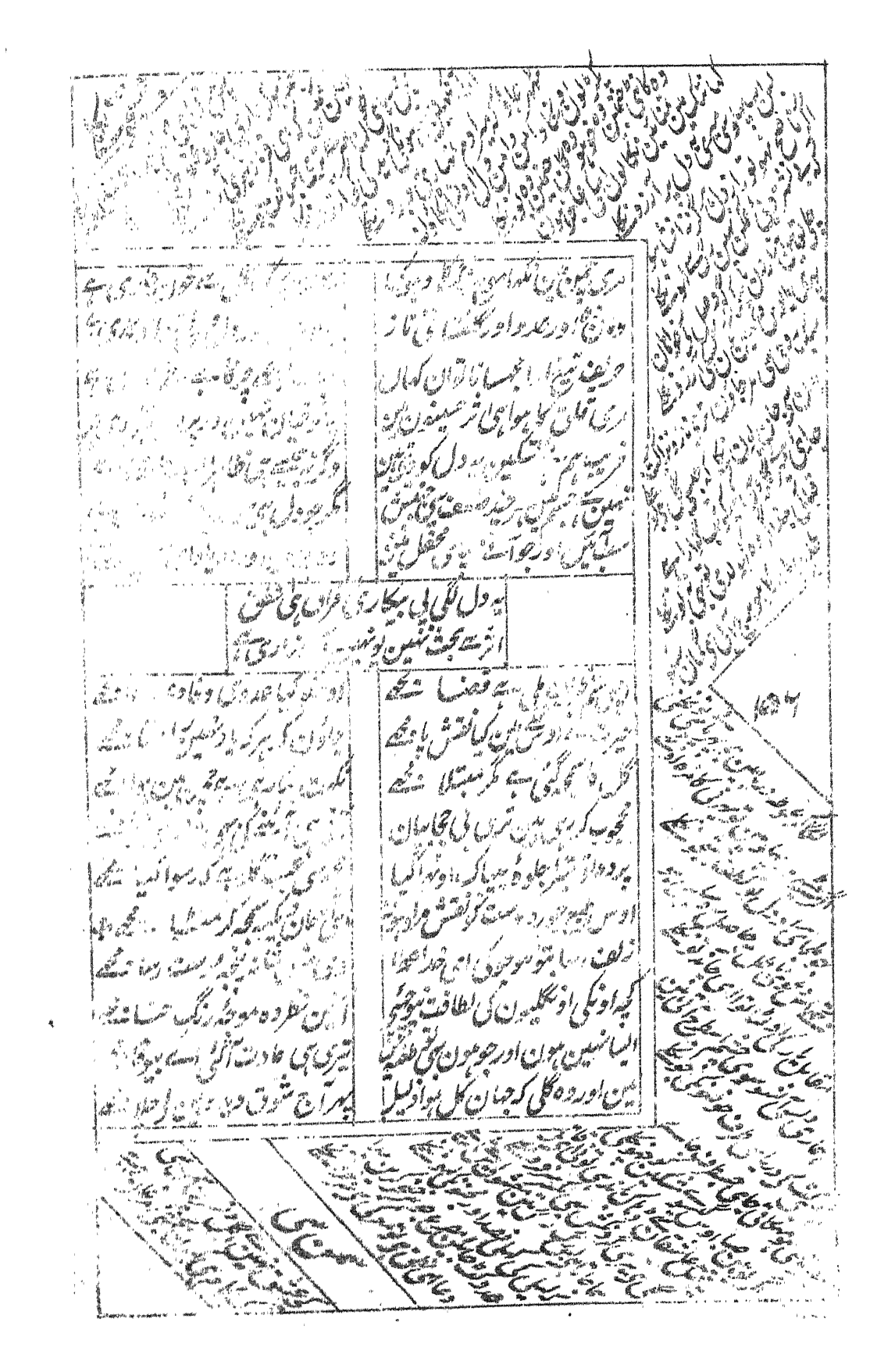

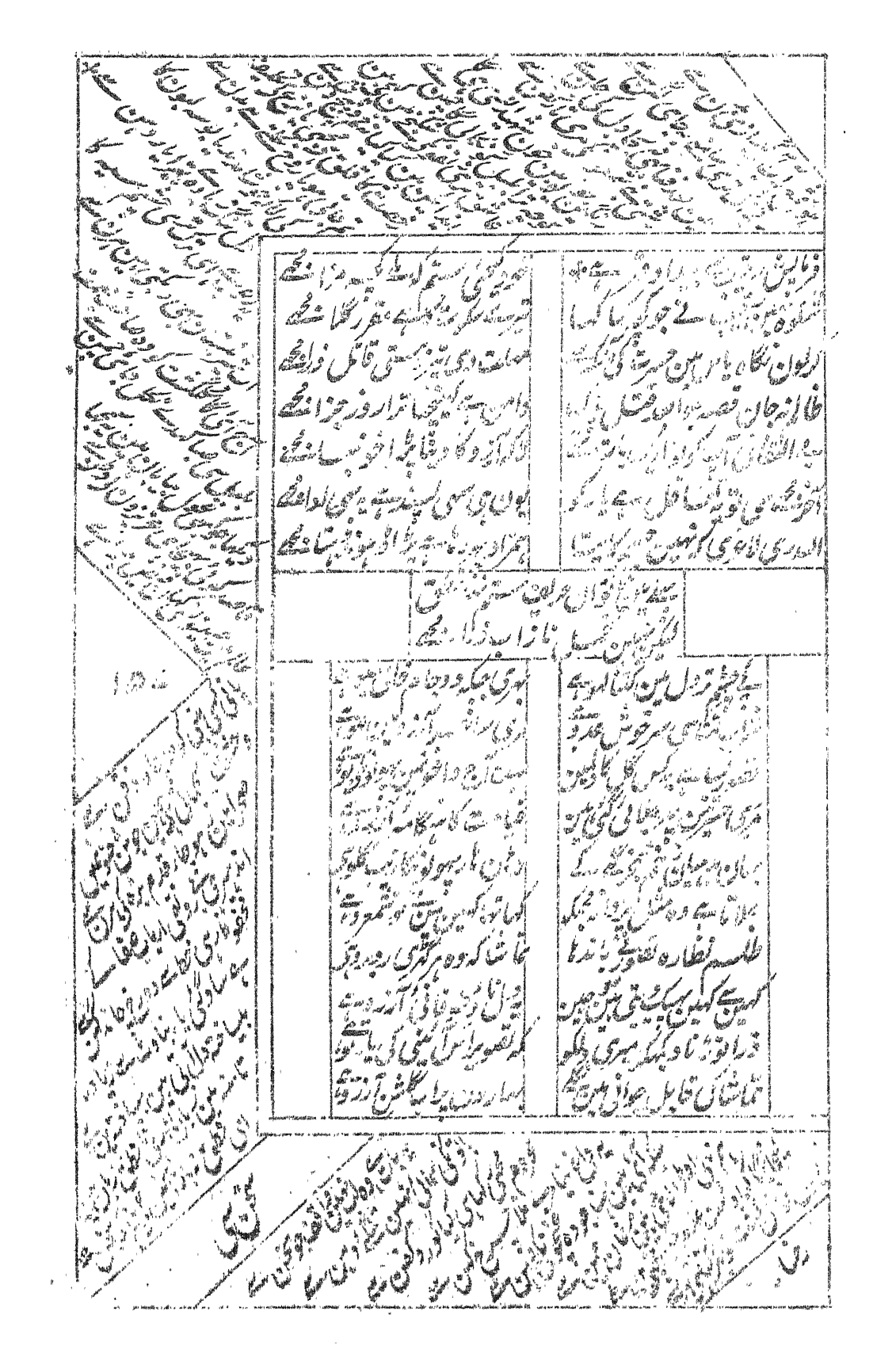

گلوئین دلاڈ ہونڈہ کوئی لطافت
کہ بلبل تماشائی رنگ و بو ہے
ستم کرکے کہینیگا خمیازہ ظالم
نہ دلکو دیکہا اس دلمین تو ہے

کچہہ اونکا بہی ہے پاس ناموس تجہکو
یہ مانا کہ بی ننگ ای نطق تو ہے

جی مین اُس شوخ کی ایکاش یہی آجائی
بوسہ دی ڈالیئے ہرم کا تقاضا جائے
خلشین جائین اگر دل سی تمنا جائے
ہوس گل نہو تو خار کا کٹکا جائے
سادگی ہی کہ یہمین اوس سے ہے چشم دیدار
آئنہ دیکہہ کے جو عکس سے شرما جائے
بدگمانی ہے بلا رشک عدو آفت ہے
اوسکے پہلو سے اوٹہا جای نہ بیٹہا جائے
نگہ ناز کا مارا نہ بچا پر نہ بچا
یہ وہ جادو نہین جادو سی جو چلتا جائے
بیٹہے ہین طالب دیدار پڑا ہے پردہ
دیکہین اُن دونون مین اب کون اُٹہایا جائے
یہی فقار ہے تیری تو برنگ بسمل
کیا عجب نقش قدم سا تہ تڑپتا جائے
جنس دل کا کوئی معشوق خریدار ہو
پر مقدر ہی گران جائی کہ سستا جائے
اوس کے گہر لیکے چلا ہون مین ہجوم حسرت
عکس آئنہ سی خلوت مین جو گہبرا جائے
پر پرواز کرین شوق کی مضمون عطا
اوڑکی خود مثل کبوتر مرا نا جائے
واہ کیا کوچہ محبوب ہے ای نقش مراد
بیٹہہ جا نقش قدم بن کے جو بیٹہا جائی
بی تکلف تو ہوا ہی وہ مگر خوف یہ ہے
شرم بجای گزشتہ سی نہ شرما جائے

روشن آنکہین شعرا کی مری غزلونسی ہین نطق
ہندے ہے تیکے سفاہان کو سر ما جائے

یہ کشمکش ہے بسبب دل کی سزا ہے
گیسو تراشانی کی کشاکش مین پہنسا ہی

پھر تیرا تمنائی شمشیر جفا ہے
ہر زخم کہن مثل گل آغوش کشا ہے

ملنے سی ہوئی ہین کف افسوس مرے ہاتھ
بیدرد سمجھتا ہی کہ یہ رنگ حنا ہے

ای مہر منور ترے جلوی کی ہوا مین
جو ذرہ ہے روزن کی طرف بال کشا ہی

مت اوٹکی پھری دن نہ پھری تب ہمارے
پہلی تو حیا شرم تھی اب شرم حیا ہے

اوس گل کی سی بو عطر گریبان تصور
مانند نسیم اپنا نفس غالیہ سا ہے

سو چاک کئی جبکہ مری دل نے گوارا
تب لف سی ثانی کی طرح ربط بڑا ہے

بیباکئی محبوب مین بیفائدہ بخشین
آخر یہی سہرا کہ مستی ادا ہے

یہ دل وہ ہی ہلتا تہا فلک جسکی تڑپ سے
مردہ سا جواب ضعف سی پہلو مین پڑا ہے

کر قتل مجھے ہی عبث اندیشہ دیت کا
مین صبا من اگر کوئی کہی یہ ہی کہا ہی

ہان مانگئے بوسہ وہ اگر بوسہ ندین گے
تو مفت مین دشنام کا موجود مزا ہے

جب دیکھیئی ای نطق وہی شکل ہے حاضر
اب میرا دل آئینہ تصویر نما ہے ✤

ہنگام خرام آپکے تیرین یہ ادا ہے
شکر ہے دہن نقش کف پا کا بہرا ہے

وہ آنکھین دکہاتی ہین مین منہ دیکہ ہا ہون
مین محو تلافی ہون وہ سرگرم جفا ہے

سمجھی نہین جاتی کبھی اس جور و ستم پر
آخر کہین اصنام حسین کا بہی خدا ہے

جیتے تو یقینا نہ ملی شک ہے مرے پر
زاہد وہ تری حور کوئی طرفہ بلا ہے

کیا جان نکالیگی تڑپتی ہے پڑی ہے
قاتل تری خود بسمل انداز قضا ہے

کیا بات تمہاری لب شیرین کی مرے جان
درد او سکا جو دل مین ہے تو او سمین مزا ہے

اوس بزم مین عشرت ہے ہی غم ساز طرب کا
نای نی نالہ بہی ہان نغمہ کشا ہے

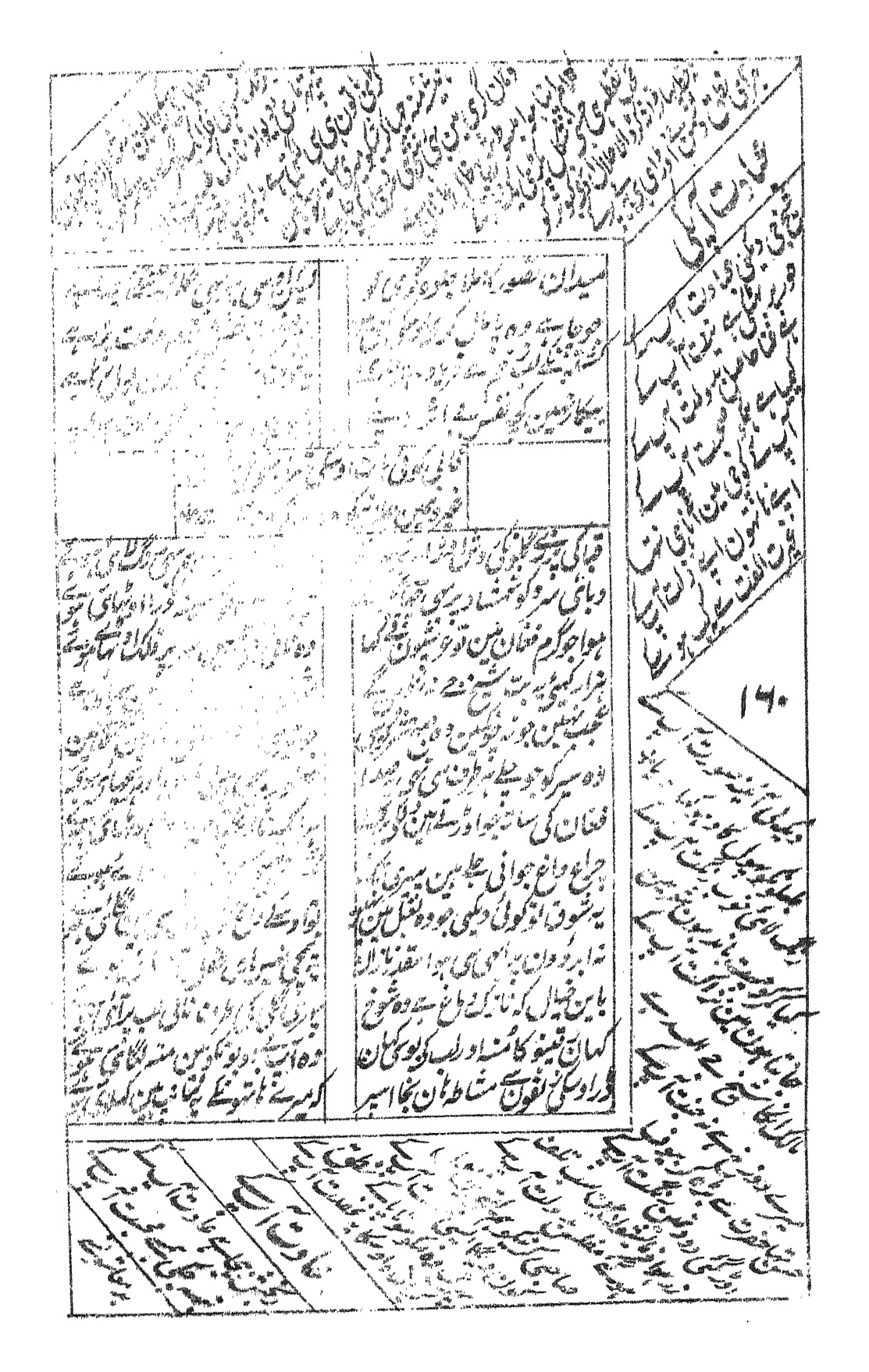

شہید ناز ہر طرف سے پائین گے چلو مزارون مین دامن دراز ہوئے
دعا عاشقون کا دکھا دل تو سخت بانونی غریب آپ ہی قتل پر مین چوٹ کھائے ہوئے
رہی خیال زرا دل کا وقت شانہ کشی خدا کی واسطے بیچاری کو بچائے ہوئے
وہ قاتل آج ہے یا تیغ بے نہین معلوم مین بیخودی مین ہون کسکو گلی لگائے ہوئے
ادھر ہمارا بھی بخیت شوق دل وحشت کیا خدا کی پاہیں بچاؤ نگا بلائے ہوئے
شب وصال ہی پورا نہ لطف وصل اٹھا مری کنار مین ہی بدن پرائے ہوئے

نہ کیسی پیچ کرین عاشقونسی گیسو نطق
یہ روسیہ ہین جسنیونکی سر چڑھائے ہوئے

وہ شوخ رنگ رو سب مین ہو گل کی چوٹ ہے تو اپنی دل مین بلبل کی چوٹ ہے
ایسا دماغ فرقت ساقی مین ہے ضعیف نرگس کی چوٹ خندۂ قلقل کے چوٹ ہے
وحشی ہا توان صنم نازنین کے ہین پتھر کے ضرب پنے لیے گل کی چوٹ ہے
چمکا ہوا ہے عارض ساقی کی عکس سے خرشید پر مری قدح مل کی چوٹ ہے
یون پیٹ پکڑے پھرتی ہی گھر گھر جوآسیا سینے پر اوسکے میری توکل کی چوٹ ہے
رکھتا نہین ہون کیا دل پر درد سینہ ریش مجھپر چمن مین کیون گل بلبل کے چوٹ ہے
چوٹی کی پیچ کرکے نکالی گئی اوسکی بل سنبل پر آج بار کی کاکل چوٹ ہے
فوج خزان کی دوڑ سنا آنے والے ہے مدت سی شاہ گل کی تجمل کی چوٹ ہے
صحن چمن کو محفل رنگین کا رشک ہے جاروب کش پر آپ کی سنبل کی چوٹ ہے

ای نطق تو یگانہ ہی بزم سخن مین آج
اب شاعرونمین تیری طرف کل کی چوٹ ہے

نہ صلح میں ہی وہ عادت گئی لڑائی کے
جو میں نے ہاتھ لگایا تو ہاتھ پائی کے

برا ہو موت کا جس نے یہ لطفہ سنوایا
وہ کہہ رہی ہیں سر لاش بیوفائی کے

نہ ہو سکے کبھی ہمسر مرے سہی قد کا
کہاں سی سرو یہ دیکھ لائی میرائی کے

بندھا نہیں ہے دلا تار اشک عینین کا
یہ ایک لہر ہے دریائی آشنائی کے

کری وہ دعوی ہم پنجگی حسینوں سے
جو شاخ پنجۂ مرجان ہیں کلائی کے

الٰہی آئینہ توڑے چھٹے یہ خود بینے
ہماری اونکی کوئی شکل ہو صفائی کے

ہوا حلال بہرا جس نے دم محبت کا
لئی ہوئی ہے وہ تیوری چہرہ صفائی کے

وفا پر آئی ہی آتی تھے پر نہ آنے دیا
دلائی شرم اونہیں قسمت نی بیوفائی کے

دم نظارہ دیا بوسہ پستۂ لب کا
زیادہ شربت دیدار پر ہوائے کے

قفس میں تھی جو اسیر محبت صیاد
حلال ہو گئے سنتے ہی ہم رہائی کے

عجیب شہر ہے شہر بتان جہان ہی نطق
وفا تو کیا کہ نہیں رسم آشنائی کے

گاہ بیگاہ ادہر اوسکا گزر کافی ہے
اس قدر بھی کشش دل میں اثر کافی ہے

شوق زیور میں نزاکت اونہیں سمجھائی ہے
دونوں کانوں میں بس ایک ایک گہر کافی ہے

شوق اگر دل میں بسر کے ہی تو لی اوڑنی کو
نغمہ کیا زمزمۂ مرغ سحر کا سے ہے

نہ لگا تیغ دکھا مجھکو لحاظ ناز مرے
قتل کرنے کو یہ خالی ہی کمر کافی ہے

سر پٹکنا ہی شب غم میں کہاں کا تکیہ
سنگ و خشت آج ہماری تہ سر کافی ہے

اور صدموں سے شب ہجر میں کیا بحث ترے
گھٹ کے مرجانے کو تا خیر سحر کافی ہے

نہ جلا ہمکو شب غم کہ تری خو میں کو
ای قمر آہ کا بس ایک شرر کافی ہے

تیر تلوار مبارک ہون گران جانون کو
ہون سبک وہ مجھی تیز نظر کافی ہے

ذبح کیجے سے زاہد تو شب وصل نہ کر
بس چھری پھیرنے کو مرغ سحر کافی ہے

ننگ و ناموس ڈبونے کی عبث فکر ہے تجھے
ای فلک اسکی لئے دیدہ تر کافی ہے

دل یتیماں کے تسکین بڑی بات نہین
آپکے ایک عنایت کی نظر کافی ہے

حسن کا اور کسی سے نہین پرکھنا شرط
اسکے گن کی لیئے بس اپنی نظر کافی ہے

رفع رسوائی الفت کے لیئے زہرہ کہا
نطق اس شہر سے کچھ روز دن سفر کافی ہے

اندھیر ہے جو ہی تو ستم کیون ادا سے
جور و جفا سے ملائی وعدہ وفا سے

اچھے رہین حضور سے بندہ برا سے
آپہی نباہ دیجیے مین بیوفا سے

امید مہرلون ہی نتی وہ خفا سے
اچھا یہ عرض حال ہماری گلا سے

عادت تو ہو اونہین کہ ہمین ہی امید ہو
خوش ہین ہم اے رقیب تجھی سی وفا سے

رشک عدو کی ایک قسم تو نہ نیگے ہم
اسکے سوا نہ کون سی تیرے جفا سے

رکھہ لی خدا نی شرم محبت نباہ دی
بیداد جیلی ناز اوٹھائی جفا سے

بگڑے تو ہو جو رشک آئی تو مین کون
سب ہمنشین تمہارے مری آشنا سے

بوسی کی آرزو ہی لب اشتیاق کو
وہ پای ناز مین جو نہین نقش پا سے

کہتے ہین ہم بھی غیر کے حق مین قبول ہو
یہ کو سنا نہین بہت اچھا دعا سے

وہ مجھو راگ رنگ مین رہتے ہین رات دن
اس غل کو کیا کرے کوئی نالے رسا سے

گو تھا تو رات غیر مگر کیون ستائین آپ
کیا کیجئی گا نالہ ہمین نے کیا سے

بخت رسا سی بار جو اوس انجمن مین ہو
گو رشک غیر سہ نہین سکتے سہا سے

ہم اپنی ہاتہ سے بہی گلا کاٹ سکتی ہین
دست جفا حضور کا وقف حنا سہے

بے حکم ایک بوسہ تو بے شبہہ لے لیا
دو گالیان وہ جرم سہی یہ سزا سہے

کیون میرے ہاتہ آئین گی طالع ہین نارسا
ای ہمدم اوسکی گیسوئی خوش خم رسا سہی

کتنا کہا تہا نطق سے جانا نہ ان کا ان
ہان ہان تو ہم سے کر گیا لیکن گیا سہی

پیدا ہو کوئی تجسا کہین تیرے واسطے
بیدا و آفرین ہو یو نہین تیرے واسطے

ای وان یہان نہین ہی نہین تیری واسطے
جیب یہ کر بات ہی لب نازک کو بار ہے

مین کیا کرون خوشی ہی نہین ہمدمی واسطے
دو غم تو آپ اور رکہو رکہ کے بخت پر

ای بت بگڑ نجائین کہین تیرے واسطے
یہ رشک ہے تو روز قیامت خدا سی ہم

باد سحر کے ساتہ نہ کہین تیرے واسطے
بیجا ہم ہی کہ کتنے دعا ہائے مستجاب

مرجاؤن تو سہی مین نہین تیرے واسطے
تیرے گلی مین بیٹہہ کے رسوا کرون تجہے

لاؤن کہانسی خلد برین تیرے واسطے
جلوے تری لطیف یہ عالم کثیف ہے

پولی کہ ہے یہ خنجر کہین تیرے واسطے
وہ دیکہنا مجہے خم ابرو کو دیکہتے

شرمندہ ہون کہ نذر نہین تیری واسطے
جب جان جا چکے ہے تب آیا ہی ہی مے

الفت تو ہے ادب رہو کیا چاہتا ہی نطق
بدنام ہو وہ پردہ نشین تیرے واسطے

ایدل یہ غم مزی کی نہین تیرے واسطے
ہین میوہ ہای خلد برین تیرے واسطے

ایدل تو لا کہہ کچہہ کہے اوسنے جواب مین
بس سوچ لی ہی ایک ہمین تیرے واسطے

سو سو مزے رقیب اوڑاتی ہین اتدن
ہین تجہ کو کام ایک ہمین تیری واسطے

ای جسم روح سا تہ ترا کیسے دے سکے
چرخ اوسکے واسطے ہے زمین تیرے واسطے

غمزی کی لے رقیب سے بھی ای صفای یار
کیون چھیڑ ہمسے کیا ہین ہمین تیرے واسطے

بازار امتحان جو کبھی لگا تو دیگی جان
تھوڑا سا لین گے ہم بھی یقین تیرے واسطے

لطف خرام ہے تو مشق خرام کو
درکار ہوگا عرش برین تیرے واسطے

ایدل سجھ وہ نشۂ می مین بہک گئی
ورنہ عنایتین تو نہین تیرے واسطے

کیا شکوہ دوستو نکا گلہ دشمنون کا کیا
دل ہی نہ جب رہا تین دین تیرے واسطے

لب غنچی بند رکھہ کہ دہن گوہی پر نہین
ولیسا تبسم نمکین تیرے واسطے

تو اور وہ تو دونون ہین رسوائیونسی خوش
جلتے ہین نطق ایک ہمین تیرے واسطے

وہ مست ادا برقع اوٹھائی ہوئی آجاے
کانونسے جو سنتے ہین وہ انکھونسی کہا جاے

ایسے بھی وہ کیا ہین جو اونہین رحم نہ آجاے
پر مجھ سے بھی کچھ جوش قلق مین نہ کہا جاے

معلوم ہے رک جاؤن تو وہ چھیڑ کے بولین
پر مجھ سی تو مشکل ہے ذرا دیر رکا جاے

ظاہر دل کم حوصلہ کردی نہ خوشی کو
ایسا نہو دشنام کا بھی مفت مزا جاے

ناتھونکی رسائی کا تو احوال ہے ظاہر
خود حسن کی شوخی ہی مگر پردہ اوٹھاے

اللہ رے نہین مجھسی یہ بیوجہ عداوت
پی لین وہ مرا خون تک اونسی جو پیا جاے

سچ ہی کہ وہ بدخو ہے پر ای حضرت ناصح
بتلای کیا کیجیے جب جی ہی کو نہا جاے

افشا نکرے کوئی مری دزدی دل کو
یہ اور مصیبت ہی جو وہ آنکھ چرا جاے

نالہ مرا کیا وقت قلق جسمین اثر ہو
ہان جان کی مجبور مگر رحم اونہین جاے

محفل مین بہت شمع سی گرمی نہین اچھی
اتنا بھی نہ چھیڑو کہ پسینے مین نہا جاے

شوخی سہی ہر ایک سے پر چھیڑ بری ہے
یہ بھی ہے کوئی بات جو آئی وہ خفا جائے

ایوائے منافی ہمیں مار ہی ڈالا
کیا وہم ہے یعنے وہ سر لغش ہی آجائے

تخوت کا وہ عالم ہی کون سنی گا
اچھا ہی جو کچھ ضعف کی ماری نکہا جائے

آتی ہی ہے دل میں کہ اب چھیڑ ئو انکو
غصہ اگر آجائی تو سب شرم وحیا جائے

گو کہ کے یہ آیا تہا نہ آؤنگا لیکن
کیون جاؤن فی الحین جب وہ تصور مین مٹا جائے

ناصح سی کہو نطق کہ رہنے دی نصیحت
جانا تہا جو دلکو سو گیا جان نکہا جائے

ترہ وہ نیزہ جو جنبش مین کام کر جائے
نگہ وہ تیغ کہ جو دل مین صاف اوتر جائے

دلیل گریہ ہوا درد دل کی شدت پر
ضرور شیشہ چھلکتا ہی جبکہ بہر جائے

اسی قلق مین کہ جسمین ہو اوسکو کیون ڈالون
خدا کرے کہ مری آہ سے اثر جائے

بس ایک درد مین تو تو نکو مبتلا کر دے
خوشا وہ زخم کہ جو دل ہی تا جگر جائے

وہ پاس غیر کے یون بے حجاب بیٹہی ہین
کہ لوٹ آئی شبیہان اگر نظر جائے

خدا کرے نہ بہری زخم دل کا مرہم سے
بہری تو درد سی یارب کچہ اور بہر جائے

رہی کشمکش آرزوی بیدارے
یہی جو بخت کا سونا ہی کاش مر جائی

غضب خدا کا کری نطق یار سے دعوی
کہین غرہ مٹی دلکو وہ مکر جائے

کیا زلف ہی لٹکے دل ای جان لے گئی
لچکی کمر بھی لعن کہ مری جان لے گئے

جب اوس پری کا کچہ نہ پتا ہند مین چلا
وحشت ہمین اوڑا کی پرستان لے گئے

تو نی مریض کی نہ سنی اے مسیح
سو بار منہ کی پاس قضا کان لی گئے

رہزن تھی وہ ادا کہ لیا جان و مال سب
کافر تھے وہ نگاہ کہ ایمان لے گئے

بتلاؤں کیا کہ تابِ تو ان کون لیگیا
کچھ ناز غمزے لے گئی کچھ آن لے گئے

گل کو دکھا کی عارضِ رنگین کے شوق مین
فصلِ بہار اور بھی اوسان لے گئے

تو اور تیرا گھر مجھے بھولا نہ بعد مرگ
ہر چند حورِ خلد مین مہمان لے گئے

ہی ہی نہ جنبش لبِ جان بخش مین دریغ
جان اونکے ایک بات کا ارمان لے گئے

نکلے اگرچہ جان بڑے حسرتونسی نطق
کیا کم یہ ہے وہ دید کا احسان لے گئے

ظالم سے خود جفا کی تلافی نہو سکے
ہو بھی تو دل وہ ہی کہ تسلے نہو سکے

فریاد مصلحت سی ہی کچھ ظلم سے نہین
مطلب یہ ہے کہ شیفتہ کوئی نہو سکے

ڈر ہے کہ اونکی ضد نہ کہین اور رنگ لائی
کیا ہو جو رفتہ رفتہ ستم بھی نہو سکے

دربان کو پیٹ کر خوشامد مری کرے
میرا یہ دل دماغ کہ اونکے نہو سکے

فرمائش ایک سہل ستم ہے جو ہم کرین
ناز کرہ اسقدر ہین کہ وہ بھی نہو سکے

قابو مین آکے عذر نزاکت بھی ایک ہے
لیکن یہ اوس گھڑی ہی کہ شوخی نہو سکے

شربت کی طرح غم مین وہ تلخابہ مرشک
ہمنے پیا کہ اور سے کلی نہو سکے

باہر ٹپک رہی ہے یہ دل کی لگی ہوئے
بے سوز تو پسی سے پی پی نہو سکے

بوسہ ہی پہلی لب تہا پر اب نہ لگاہی نطق
تم چاہو وصل پر بھی تو راضی نہو سکے

دل کا گرمی مین جو آتشکدہ ہمسر نکلے
جان کے ڈر سی سمندر مین سمندر نکلی

حور سے خاک کے تلے کہین بہتر نکلے
قالبِ احسن تقویم مین ڈہلکر نکلے

حسرت قامت دلدار گڑی لاش کے ساتھ
کیا عجب خاک سے میرے جو صنوبر نکلے

تیغ غریان کی طرح قتل کیا لاکھونکو
بی حجابی مین عجب حسن کے جوہر نکلے

وہ خود آرا اگر اعجاز سے شہ کر مارے
آئینہ خانہ مین تربت سے سکندر نکلے

تیرے دانتونکی محبت سی ہے صدمہ و نیمر
تب تو مکے ہوئی گرجے ہوئی گوہر نکلے

ہے غضب اب تو ہمکو نہ وفادار گنے
ایسی بیٹھے ترے کوچی مین کہ مر کر نکلے

ایک ہی چاک گریبان ہی ہوا من تک
ای جنون گل کی طرح جامہ سراسر نکلے

بیطرح او سکو بگاڑا ہے بناکر مغرور
آئینہ یار کے گھر سے کہین باہر نکلے

خاکساری و ریاضت سی ہو مقبول خدا
نور ہو جای اگر خاک کا جوہر نکلے

اپنی تھونسی وہ سفاک مجھے ذبح کرے
حسرت دید خدایا نہ خنجر نکلے

عید کا دن ہی تکلف مین دیا کر تکلیف
عہد جمشید کا ساقی کوئی ساغر نکلے

دم وہی آپ وہی کاٹ وہی گھاٹ وہی
نگہین آنکہ سی یا میانسی خنجر نکلے

گو کہ آنکھون ہی مین ہے طائف دیدار کا دم
پر بغیر آپکے آئے ہوئے کیونکر نکلے

دہن یار سی خود گم نظر آئے عاشق
بڑہ کی موئی کمر یار سے لاغر نکلے

تیرے دانتونسی ملایا تو مری آنکھونمین
قطرہ آبروی ریختہ گوہر نکلے

تیرے جامی کی جو بو باغ مین لیجای صبا
پردہ گل سے نہ نکہت کبھی باہر نکلے

اے فلک صبح شب وصل یہ کیسا اندیشہ
چاند آنکھونسے چھپے مہر منور نکلے

تجھ بہی اوڑنی لگا ہی تیری دیکھا دیکھی
جان موت آئی ہے چھپونٹے کی جہان پر نکلے

اس نطافت سی چلی باغ ہوا دار آپ
جسطرح نکہت گل دوش صبا پر نکلے

تیرے کوچے مین جو ڈہونڈا تری پا مانو نکو
صورت نقش قدم خاک برابر نکلے

نطق ہم ختم ہوئی وہ نہ مگر ختم ہوی
نازاوس شوخ کی انداز سے باہر نکلے

وہ شوخ نئی طرز کا جب ناز دکھائے
معشوق تو کیا عشاق کا انداز دکھائی

لے آئے جواب خط شوقیہ کبوتر
قسمت کا بنا کھیل گرہ باز دکھائی

کیا رنگ حسینونکا نمے آپکے آگے
تصویر ہو تو خاکے کا انداز دکھائی

پتھر کے تو مورت سے تسلی نہین ہوتی
بتخانہ نہ بت خانہ برانداز دکھائی

عیسے سے تو زندہ نہوا آنکھہ کا مارا
اب بات ہے لب آپکا اعجاز دکھائی

جھک جاہی تو شاخ گل تر ہو وہ چمن مین
تنکر جو چلے سرو کا انداز دکھائی

امید رہائی تو اوڑی کنج قفس مین
اب طائر جان تیزئی پرواز دکھائی

چونگ کری کشتنی عشق ہین حاضر
تلوار کے جوہر نگہ ناز دکھائے

عیسے کی زمانی کی مری مردے جلائے
جسدم لب جان بخش نی اعجاز دکھائی

اے فاختہ سرو اوسکے برابر ہی کہانی
رفتار نہ گفتار نہ انداز دکھائے

منہ کھول کی اوس مہ نی کیا بند دم اوسکا
کیا منہ سحر تفرقہ انداز دکھائے

سنتی ہی ہزارونکی نکل جائین گی جانین
خالق نہ مزاج آپ کا ناساز دکھائے

ای نطق مرا ساکہین معشوق طرحدار
دیکھا ہو جو کوئی تو نظر باز دکھائے

رات آدہی گئی آئے نہین آنے والے
سو رہے کیا مری قسمت کے جگانے والے

کیون تڑپ دل مین ہی شاید وہ ہین آنے والے
پیشوائی کے لیے ہوش مین جانے والے

ستم و جور وہ جو کچھ نکرین تھوڑا ہے
غمزے عمار مصاحب ہین سکھانے والے

نسیم مردمکی مجھی شام سے ای تک سُلا
آج وہ غیر کو ہین ساتھ سولانے والے

ایک نقشی کے لیئے لاکھہ بگاڑی نقشے
سمجھے کیا نقش دو عالم کے بنانے والے

سحر تا لین دم نزع یہ رو کر بولے
روٹھی جاتی ہو کہان میری منانے والے

بزم عالم مین مگر شمع شب تیرہ ہون
شاد ہوتی ہین مجھی میرے جلانے والے

روکنی کے لیئے تم شوق سے کیون بان
آئین گی پہاند کے دیوار بھی آنے والے

جان پہچان ہی تھی ہنسی کبھی یہ تھی
اسطرف دیکھہ تو او آنکھہ چورانے والے

آمد اشتر گرمی اور سن سم مین آغاز ہوئی
بیٹھتی جاتی ہین قسمونکے اوٹھانے والے

نانی پہیلی کو جو کرتا ہون تو وہ کہتی ہین
چونکی ہو وقت کی کمبخت جگانے والے

اپنے ہاتھون پہ ستم کرتے ہین اپنے اوپر
چوکتی ہین او نہین الفت کی جتانے والے

داد بیداد دی غنچہ دہنون سے ناحق
قہقہو نمین ہین یہ نالونکی اوڑانے والے

کیا شب وصل ہی منظور سحر ہو جائے
بہیر وین اب چھپلے سی ہین گانی والے

کیا بتو بنکدہ سمجھی ہو خدا کے گھر کو
کون ہوتی ہو مری دلمین سمانی والے

جو رسی موڑ کے منہ طعنی سنے میری بلا
تہک کی خود بیٹھہ ہین گی وہ منانی والے

نطق اب گھر سے نکلتی کو ہی وہ نور نظر
ہین کدہر پانون تلی آنکھین بچھانی والے

نازبیجد ہین وہان آفتین ڈہانی والی
جھیل لون ہین جو ہون دو چار ستانی والے

دیکھین کیا مارہی پڑی کبھی کی ڈہانی والی
اب ہی بار آئین مری لکی شانی والے

ہین ہی آپ کے گیسو سے گنج عارض
لوگ کہتی ہین جنہین ساتھ خزانی والے

کچھ ہی کچھ اونکو سکھائی ہین وفا کی معنی
اچھی استاد ہین عمر نہ پڑھانے والے

کوچۂ یار مین ہم سب سی الگ بیٹھی ہین — کون یہ گبر و مسلمان ہین اوٹھانی والے

نسہی بوسہ کوئی نیم نگہ نیم ادا ہی — کچھ تو ای دولت خوبی کی لٹانی والی

چھک گئی ہم کرم سائی دریا دل سے — ایسے کا ہیکو کہین ہونگی پلانے والے

دور بیٹھا ہون ٹہون کیون مین ہمارا ہمدم — کیون پہلو ہی نہ زانو کی دہانے والے

آتش شوق مین وہ سوختہ جان جل ہی بجھے — ڈسر در پر ہو دہونی کے لگانے والے

نہ عدو اونکو سکہائین نہ رقیب اونکو پڑہائین — میری طالع ہین خود اونکو ستانے والے

اس تغافل پر اجی ہونگی تم بہی کیا خوب — کون ڈرتا ہی اگر تم ہو ستانے والے

دور دہر شام ہی سی اوسنے بنایا شب وصل — میرے تو نظر آے جو جگانے والے

عیسے منہ میرا تو بگڑا ہی پر ایسی مین نطق
اپنا منہ دیکہین ذرا منہ کی چڑانے والے

۱۷۱

بدنام منفعت سارے زمانے مین کر گئے — سمجہین گے ہم ملے تو جوانے کدہر گئے

آہ اس قدر رسا کہ فلک سے گزر گئے — پہر اتنے نارسا کہ نہ اوس بام پر گئے

دم بہر نہ ٹہہری غمزہ شب وصل کر گئے — کیا آہی کیا گئی ادہر آئی اودہر گئے

چنچے کو تارے رات مین دو فڑا بین خیال — سلک گہر کسیکی گلی کے بکہر گئے

کہیلا شکار دل نگہ بیحجاب نے — گہونگٹ اوٹہا کہ باز کی ٹوپی اوتر گئے

تیغ جفای یار سے سسکا کرے رقیب — مین مر کی جی گیا مری اچہی گزر گئے

جمعیت حواس کا شیرازہ کہل گیا — جوڑا وہ کیا کہلا کہ طبیعت بکہر گئے

نکلے صبا سی بہی وہ ہوا کہانے پیشتر — نکہت سی آگے اونکے سواری گزر گئے

دلکو جو وجد رات کو تہا ذوق درد سی — آہ شرر فشان مرے کیا کیا بکہر گئے

وزدِ حنا سے رہیے نہ ہشیار مجھکو کیا
کیجیے گا ماتہ مل کی انگوٹھی اوتر گئے

ایسی بہی نماز کی کہین دیکھی سنی نہین
انچل سنبھالنے مین کلائی اوتر گئے

تلوار وہ سنبھال چلے میرے قتل پر
ٹپکا ہے باندہنے مین جو ناف وکر گئے

کیسے شراب ہجر مین پانی چوپے لیا
سمجھا کہ آب تیغ گلے سے اوتر گئے

یاد ش بخیر یاد کسکی شب فراق
آئے تو جان زار کے تسکین کر گئے

کب تک اوٹہائین نطق شب غم کی بھول ہم
آتے نہین دہل کے مگر موت مر گئے

سینے مین حسرتونسی جگہ ایسے بھر گئے
امید کشمکش مین پڑی دیکھے مر گئے

کیا قہر یاد شوخی دلدار کر گئے
شب میری خم دل مین نمک مرچ بھر گئے

کمبخت آہ خواب سے اونکے ڈرے ہوئے
چور ونکی طرح رات کو اوٹہ کر پڑ گئے

نکلے ہین چاند تاری پڑی صورت نگار
آنکہین تجھی کو ڈہونڈتی ہین کدہر گئے

کہتے تہی ہم نہ باغ مین ہنسی نقاب الٹ
یہ غنچہ کسکے سر ہوا بلبل جو مر گئے

کیا کیا غرور ہین اونہین حسن شباب پر
سبزی جب نمو ہوئی تب اور چر گئے

آنے سے تیرے ہین جو بچا غیر مر گیا
بہاگی جو میرے گور سے لو موت اوسکی گہر گئے

مر کر بہی ملے تو ہم رنج سے نجات
ڈوبی نہین یہ ناؤ مری پار اوتر گئے

کیا دل فریب وہ نگہ شرمگین ہے نطق
تیغے آنکہ مین ہنوز کہ دلمین اوتر گئے

دو دو دل ابر دم سرد ہوا ساون کی
ہے یہان بارہ مہینے مین دا ساون کی

تجھکو گرمی مین یہی ہے جو ہوا ساون کی
رو تکین بیٹہ کے تو تا نین اوڑا ساون کی

وہ دو بوندی تین ایکی سان پانی نہین
وہ اوتر آنے کی لذت دیوان پانی نہین

بہار آئی ہوئی ہے بن ہوا پانی نہین
بہاگی جو میرے گور سے لو موت اوسکی گہر گئے

کیا کیا غرور ہین اونہین حسن شباب پر
سبزی جب نمو ہوئی تب اور چر گئے

آنے سے تیرے ہین جو بچا غیر مر گیا
بہاگی جو میرے گور سے لو موت اوسکی گہر گئے

مر کر بہی ملے تو ہم رنج سے نجات
ڈوبی نہین یہ ناؤ مری پار اوتر گئے

کیا دل فریب وہ نگہ شرمگین ہے نطق
تیغے آنکہ مین ہنوز کہ دلمین اوتر گئے

دو دو دل ابر دم سرد ہوا ساون کی
ہے یہان بارہ مہینے مین دا ساون کی

تجھکو گرمی مین یہی ہے جو ہوا ساون کی
رو تکین بیٹہ کے تو تا نین اوڑا ساون کی

الوان کی کیے

ٹھنڈی سانسین بھی رونی مین جو بھر دی دیکھا
دم چڑھائی ہوئی پھرتی ہی ہوا ساون کے

جس طرح دود جگر داغ سے اٹھتی ہی ہوا پیلی
اس طرح اوٹھتی ہی فرقت مین گھٹا ساونکی

وقت رونے کے خیال خط سبز جانان
ہمکو گہرے دکھاتا ہی فضا ساونکی

مرگیا مجھ سا جو مسکین تو بہت تڑپی برق
کھول کر بال بہت روئی گھٹا ساون کی

تھوڑی تھوڑی ہی تھمے آگے مری چشم تر کے
گھٹ کی پتلی کی برابر ہو گھٹا ساون کی

یہ گرجتا ہوا بادل نہین آتا سامنے
رعد مینجوا رونکو دیتا ہی صلا ساون کے

عرصہ دہر پہ کیا میرے دم سرنی تنگ
رہ گئی دم کے طرح گھٹ کی ہوا ساون کی

کون بیٹھا ہوا ہنستا ہی یہ بجلی کیا ہے
پردہ کس شوخ کا یارب ہی گھٹا ساونکی

مے کشو ہند مین پانی کی عوض مے برسے
ہون جو بھٹی کی بخارات گھٹا ساون کے

اوسکی بھیگی ہوئی بالونکی مہک سونگھی ہون
لاؤن چوٹی سی پہاڑونکی گھٹا ساونکی

موج دریا سے پہنچی ہے لب بیکش تک
لے اوڑی بادہ گلگون کو ہوا ساونکی

فصل گل جوش سے نبی لغزش مستانہ سے
لڑکھڑاتی ہین بیوجہ ہوا ساون کی

رو دکی بابت کے کٹا ہجر مین ایسا کیا ذکر
ہمنشین اب نہ مجھی یاد دلا ساون کے

فوج اندوہ ہی یا گرد اوسی فوج کی ہے
ہجر مین اسکی سوا کیا ہی گھٹا ساون کے

تیرے فرقت زدونکو گورکے اندھیاری ہے
چاندنی نکھری ہوئی ماہ لقا ساون کے

سبزہ بی رو پیچ پژمردہ ہی جی ہی جو اوداس
نطق کیا ہجر مین خوش آئی فضا ساون کے

وہ اوٹھکر ہری پاس سے کیا گئے
ترخود رفتگی مجھکو سکھلا گئے

صنوبر تری قد سے یتا گئے
چمن مین ہے غل جا گئی جا گئے

وہ لاشے پر آئے خجل مین ہوا — پسینے مین مرد یکو نہلا گئے
کفن سرخ شاہانہ جوڑا بنا — شہید جفا نیکے دولہا گئے
وفا کر چکے بس جفا ہو چکے — ہم اپنے کیئے کے سزا پا گئے
فلک گو بہت فتنہ پرداز تھے — اون آنکھونکی گردش سے چکرا گئی
نہ لائی مری گرم جوشی کی تاب — نزاکت سی دم بھر مین مرجھا گئے
شب غم مین آنسو گئے تا ثریا — شرر آہ کے تا ثریا گئے
گلوبند نہین ہو جو ستھی ہو دیپو — پڑی چاندنی تو وہ کملا گئے
ترا ظل دیوار ممدود ہو — کہ ہم بھی یہان پانون پھیلا گئی
مگر تیرے رخ کے بوسے لیئے — کہ مصحف تھا ہم اوسکو دھر آگئے
نہ خط سی ہی منہ وکھا نیکی شکل — کہ آئینہ رخ مین بال آگئے
نہ کچھ ہمسے چرخ دنی کے چلے — جو لائی سے سب پی گئی کھا گئے
نہ چونکی جو سوئی تری یہان غنی — سرانیل سو بار چلا گئے
سر راغ عدم رفتگان کیا ہوا — کدھر اونکے نقش کف پا گئے
ہمین بیخبر ہی آنا تھا کیا ہوش مین — گئے وہ جو ہم آپ مین آگئے

ابھی نطق تو مرنے والے نہ تھی
مگر لوگ کہتے ہین کچھ کہا گئے

خفا کر چکو بس وفا ہو چکے — اب ایسا نہو گا خطا ہو چکی
نہین ہو چکی اب تو کیا ہو چکے — شب وصل ہے ولربا ہو چکے
زمین آسمان ایک دل نے کیا — تڑپنے کی بھی انتہا ہو چکے

یہ آزار دل جانے والا نہ تھا
ہمیں ہو چکے بس دوا ہو چکے

عدو سے بھی آخر بگڑ ہی گئے
نہ کہتے تھی تم سے وفا ہو چکے

جو دل اوس سے پھیر کر تا نہیں
تو ہمسے بھی اسکے دوا ہو چکے

بندھی اوسکی بوٹی سی قد کی ہوا
صنوبر کے نشو و نما ہو چکے

مہ چاردہ چار دیکھیں ہوئے
ترقی کے بھی انتہا ہو چکے

پتنگا سی جو ایک ہے جان زار
وہ اوس شمع رو پر فدا ہو چکے

مری نالی سن سنکی بولا وہ بت
شکایت مرے تا خدا ہو چکے

تمہیں ہے مری جان کچھ ہو تو ہو
مسیحا سے میرے دوا ہو چکے

کرین کیا بہروسا تھا ایک آہ پر
وہ کمبخت بھی نارسا ہو چکے

او بہار یگانہ ای نطق جوش شباب
دیکھ اب اوسنے شرم و حیا ہو چکے

کو موت شب ہجر نہ آنے پر اڑی ہے
مجھکو تھا یہ دھوکا کہ سرہانی ہی کھڑی ہے

ٹلتا نہیں میدانسی گو دھوپ کڑی ہے
انسان ہی کہ دیوانہ ترا دھوپ کھڑی ہے

ای روح نکل نرگس مستانہ کے غم میں
جام مے کو ثر لئے وہ حور کھڑی ہے

پردہ میں بھی ہے حسن تماشا طلب اوسکا
دیوار میں در و زن کی جگہ آنکھ جڑی ہی

بوسوں کی ہری جاتی ہی اوس شوخ سے ہمدے
یہ نرد کا اڑنا نہیں قسمت کی اڑی ہے

پردہ جو اوٹھایا تو نگاہوں نے جھپٹ
رخسار پر اوس شوخ کی کیا بھیڑ پڑی ہے

بجلی کی طرح ہنس مری روئے سے نہ ظالم
بھادو نکی نہ جھالی ہیں نہ ساون کی جھڑی ہے

روئی ہیں ہیں لخت جگر و دل کی بہا میں
جو تا رہی تسکو نکا وہ سیپو نکی چڑی ہے

یہ میری سیہ خانی کے ہی چاند کی ٹیڑھ
جو صحن مین لیٹی ہوئی کملی سی پڑی ہے

مین نے جو کہا بوسہ تو بولا کہ ابھی آ
کہنی لگی کیا بات ہے مہمان لوٹ پڑی ہے

رات آئے کٹی ہی کہان ہو نہ ٹھہرو تو دیکھو
پاؤ نکالا کہو ٹا ہے نہ مسی کی دھڑی ہے

چڑنی تھی تلنی کی جگہ آنکھ ہمارے
یہ تیری انگوٹھی کسی سادی نے جڑی ہے

گھبرا کے وہ اوٹھہ جائینگے ای جوش تمنا
کیون فوج کی فوج آکی بھلا ٹوٹ پڑی ہے

بیوجہ نہین ہے یہ پریشان نظری مطلق
کیا مجھ سی چھپاتے ہو کہین آنکھ لڑی ہے

تپ سے مجھی چڑھ آئی بدن پر جو پڑی ہے
کچھ دھوپ سے بھی چاندنی فرقت کی کڑی ہے

لاغر ہو نہین ایسا کہ دکھائی نہین دیتا
آئی تو ہی حیران ہی پر موت کھڑی ہے

بیتاب ہین وہ بھی ہر بیتابی دل سے
کیا میرے خبر لین گے او نہین اپنی پڑی ہی

شوخی نہ شرارت نہ کرشمہ نہ اشارت
آہو کی فقط دیکھنی مین آنکھ بڑی ہی

ممکن نہین تعریف کسی اہل سخن سے
چھوٹی سی تری منہ کی صنم بات بڑی ہے

آغاز شب غم کی حقیقت تو بیان کر
ای خضر سنا ہی کہ تری عمر بڑی ہے

دم بھر مین جھٹ لیتی حباب و ہوا آب
ای موج عبث بیچ مین تو پھاند پڑی ہے

ای روح یہان جسم نے بھی بانی ہی جنت
اوس حور کے کوچی مین ترے لاش گڑی ہے

سنتا نہین کوئی شب غم کسکو پکارون
یہ کیسی مرے ساری خدائی مین پڑی ہے

طوفان طبیعت ہی روانی مین تری مطلق
ہر بحر غزل جاکی سمندر سے لڑی ہے

جب کبھی شام کو وہ آئنہ لیکر بیٹھے
سیر گلشن رخ گلرنگ سے کی گھر بیٹھے

پھوٹ پھوٹ اس قدر رویا ہوں میں تیرے لئے
دیکھا ہی دیدۂ گریاں نے کہیں گھر بیٹھے

چاہتا تھا نہ تری بزم سے دل جانیکو
رات کو ہم کوئی سو مرتبہ اوٹھکر بیٹھے

اسکے پاس آج تو کل اوسکی زبان ہی دنیا
بیسوا وہ ہی کسیکے نہ کبھی گھر بیٹھے

اوسکی خاطر کو گرانبار نہ کرکے دلکو بہاری
خاک ہم بیٹھے وہاں نیکے جو پتھر بیٹھے

اثر نالہ ہے والستہ درد الفت
دلسی نکلی اگر ای جان تو دل پر بیٹھے

ایلچی سا چہ زدہ دل اوس سے نہ کچھ خوف کری
نامہ دی ہاتھ پر اوس بت کی کبوتر بیٹھے

قہر ای گل ہی کہ بلبل کو ملی کنج قفس
شبنم آغوش نہیں ہو خار برابر بیٹھے

کچھ نہ وحشت میں غزالوں ہی نے سر کیا
سامنے میرے بگولے ہی تو آکر بیٹھے

نجور سے بحر جہان گزران جب دیکھا
ایک ہی ناؤ میں تھی خضر و سکندر بیٹھے

یہ خط سبز نہیں اوسکے لبونکے نزدیک
حضرت خضر ہیں گویا لب کوثر بیٹھے

اتنی طاقت ترے آنے کی سی بدن میں آئی
آج مدت میں ہم اوٹھکے سر بستر بیٹھے

دلکی ہی جیت رہی لف کی جس خلق میں
خوب ہی بیٹھی ہی نردیہ جس گھر بیٹھے

اس نگاہ غلط انداز سی کیا تسکین ہو
تیر ایسا تو لگا جو مری دل پر بیٹھے

غیر کے پاس اکیلا نہ اوسی چھوڑ سکے
رشک کے صدمے اوٹھاتی ہی شب بھر بیٹھے

گھر سے نکلے شب وعدہ کبھی ہو کر بیتاب
ہو کے مایوس کبھی جا کی پھر اندر بیٹھے

ضبط گریہ سے ہی کھٹکا مجھے دل کا ہر دم
اسمیں کچھ شک نہیں پانی جو مرے گھر بیٹھے

نطق کھل جا ہی ہماری بگ جان کی قسمت
اگر اوسپر مژۂ یار کا نشتر بیٹھے

زخم دل گو یا نہیں بہ شناکے پیدا ہی
دیکھہ منہ کھولی ہوئی لب تشنہ فریادی ہی

کسلئے منت گزار اپنا دل ناشاد ہے
غم کو شاید کاوش مژگان جانکاہ یاد ہے

بیستون اور کشتہ بیداد کی روداد ہے
اس قدر رویا کہ ہوا گویا دل فرہاد ہے

اور تو کہتی نہیں کوئی کھلی ہی کہدے
ہم تم قربانی یہ مجبور بخت جدا ہے

وصل کا وعدہ وفا ہوتی کبھی کہنا نہیں
ٹال دیجے کو جو ہے

آرزوی وصل سی گلشن میں میرا ہی رنگ
روی گل

اشک کا قطرہ ہی جب شہر کروں گستاخ گلہ
آنکھ سی گر نا دلا تقدیر کے افتاد ہے

جونہ یاد آئی کبھی تمکو وہ ہی بندیکا نام
جو کبھی بھولے مجھکو وہ تمہارے یاد ہے

جو نہیں ممنون اثر کی وہ مری فریاد ہے
جو نہیں منت کش الفا وہ وعدہ ہے ترا

تم یہ شیخی دل کہ جو بیداد کو بھی سمجھو ناز
ہم یہ نازک دل کہ ہمکو ناز بھی بیداد ہے

ایڑیوں تک بار سے پہنچے ہیں گیسو ہیں رسا
خوب چھایا ہے جو ظلمی

جسقدر آہ کی بت کرنے لگی کبر و غرور
کعبے کی

مرغ دل ہشیار رہنا گھات میں صیاد ہے
آشنا

مشت خاکی کی کدورت کی ہے یہ سارہی میں
ہی آنکھ کا

سایہ ساں ہر دم ہی تہ اوس کی ہی پیا کا
الیسی ہم دیوانی ہیں جسکے پری ہمزاد ہے

وہ فنی ایجاد یہ بیداد ایجاد ہے
دیکھ کر کار گشتہ پھر دہن پر تو رد و

جانتی ہیں وہ کہ نظروں کو لگا ہے
دہان میں عشق کی آزردگی آتی نہیں

پیار سے میری گلی میں آ ہے بانہیں ڈالی
رات کی ہی

ہر ہلال عید تر بان کی طرح مکتی وہ تیغ
پھر لب جم جگر محو مبارک باد ہے

شاد و آباد باقی نہ تیرے ماتھے

سرفرازی اور تقدیم اس سے ہی ایجد مین نطق
ایک نقطے کا نہین ہے سند الف آزاد ہے

لے قتل مجھکو کرتے جی مین اگر آئے — اچھا ہی کر کیا جو طبیعت اِدہر آئے
یہ آہ غضب ہے جو کہین بات پر آئے — دیکھی گا کہ ڈر نکلے ترے دلمین در آئے
پتھر کے بھی دل سنی او ثنا صد مہ دوری — منہ تیرا پھر آئینے کے آنکھہ بھر آئے
او ستاد تھا جو کانہ شب وصل سحر تک — ایک اور دیا جام او نہین کچھہ شرم اگر آئے
گھبراتی ہی پھر اپنی طبیعت کئی دن سے — بس آج ہی کل سنیو کسی شوخ پر آئے
یار آتا ہے بار آتا ہے رشک لگ گئے دلکو — سچا ہی یہ طائر مجھے سچے خبر آئے
شیشے مین پری خوب تصور نے اوتاری — دیکھین مری تصویر پر رو او تو آئے
ہنستا ہوا شاید کہ وہ گل سو کے اٹھا ہی — دامن مین بھرے پھول جو باد سحر آئے
وہ زلف بہت بڑھ نچلے خیر نہین ہے — جبر و رکسی پیچ مین نازک کمر آئے
وہ بھی جو مجھے کرنے لگین پیار تعجب کیا — اب غم کے بدولت مری رنگت نکھر آئے
جب غیر کو بھر بھر کے کیے جام عنایت — حسرت سے مرے دلکی طرح آنکھہ بھر آئے
سونا زہے رکھین گے قدم جب وہ اوٹھا کر — تو آپہی یہان اونسی اجل پیشتر آئے
اللہ ری دانی تری شمشیر نگہ کے — سر پر تھی بس اتنے مین کہ سو چون سر آئے
فریاد سے اپنے او نہین آزردہ جو یارا — آگے نہ بڑھی آہ فلک سے او تر آئے
کمبخت ہمیر نے نہین آکے سنائے — بس سنکی جسے ہو گئے سن وہ خبر آئے
منہ سے بھی لیا پر نہ چھپا راز محبت — عمار خموشی ہوئی مشہور کر آئے
بار ہی خلش غم سے کہلا ہے ابھی باقی — آنکھو نسی بہا خون نو دل کی جگر آئے

ظاہر ہے رنج و محنت جانکاہ عشق کا	باایں ہمہ ضبط آنکھ مری پھر بھی بھر آئے
بے سود ہیں سب آپکی اندرز و نصائح	ناصح یہ طبیعت ہی بس آئی جدھر آئے
اوس تک نہ سوئی [illegible]	نکلا کے لب بام سی ناکام اوتر آئے
دیکھو تو کہیں [illegible]	کہہ کے دریا میں ہی کیا چیز ادھر آئے

خالی ہے بہری وہ نگہ ناز کبھی نطق
کچھ طاقت دل لی ہی کبھی جب پھر آئے

تسکل یہ آہ بے اثر کے ہے	[illegible]
بیٹھہ لون سایۂ مغیلان میں	ای جنون دھوپ دوپہر کے ہے
میرے درد جگر سے واقف ہو	ہر گھڑی آہ نئے خبر کے ہے
حسن خانہ زاد صاحب کا	دلربائی کنیز گھر کے ہے
داستان دراز رنج فراق	ایک نالے میں مختصر کے ہے
شمع سوز و گداز کے ہے گواہ	پوچھیے کس طرح سحر کے ہے
دن جدائی کا روز محشر تھا	دھوپ کیا مشکلوں سی سر کے ہے

دنکو نومیدی اور شبکو یاس
نطق نے عمر یون بسر کے ہے

دیکھہ ایدل وہ یار کا گھر ہے	ان رسائی ترا مقدر ہے
نہیں نسبت ترے دوپٹے سے	چاندنی ایک میلی چادر ہے
نیکیاں کر رہی ہیں حسن عمل	گور ہمکو کنار مادر ہے
پہنچے ایڑی تک اوس صبیح کی زلف	راتدن اندلون برابر ہے

ایک تو جھوٹا وعدہ کرتے ہو
دوسری ماتہ میرے سر رہے

کیوں نہ ہون آپ کیوں اٹھاتی ہین
یہ گلی ہے کہ آپ کا گھر ہے

بند مٹھی ہے غنچۂ گل کے
ہر کسیکو محبت زر ہے

قمریان لیں تعلیون کی ہزار
کب صنوبر ترے برابر ہے

سیکڑون ہین ایک اشارہ جدا
ہر ادا مین ادای دیگر ہے

رقعۂ فرصت کبھی سناؤنگا
شوق کا میرے ایک دفتر ہے

میرے آہ و فغان کی آگے نطق
کان کے بات شور محشر ہے

ادہر ہم آئی اودہر آپ کو ملال ہوئے
نہ آدمی ہوئی کوئی بُرا خیال ہوئے

ہوا یہ طول شب غم سفید بال ہوئے
جو قرن ہو گئین گھڑیان تو لمحی سال ہوئے

خدای خضر کرے عمر سیج و غم کے دراز
کہ وقت بد مین ہمارے شریک حال ہوئے

کچھ انتہا ہے شب ہجر کے نہین معلوم
ہوئی نہ رات تری لمبی لمبی بال ہوئے

کہان ہے اوہ لگاوٹ کی ای حضور نگاہ
گدر گئی وہ چھری جس سے ہم حلال ہوئے

تمہاری تیغ نے مریخ سے لڑائی آنکھ
ہماری خون سی جوہر جو لال لال ہوئے

مجال کیا کہ گلی مین پھٹک سکین عاشق
بنے ہین شیر یہ کتی ترے مہال ہوئے

غرور و نخوت الگ ہے جفای جو الگ
بُرا ہوا جو یہ انسان خوش خصال ہوئے

تمہارے رقص نے بسمل کا رقص دکھلایا
ادہر تو تا تہ او تھا لوگ اودہر حلال ہوئے

مریض خال تہی ماری قضا کی گولی کے
بہت سے مر گئے اچھی تھی خال خال ہوئے

لطافتین یہ بدن مین شباب کے بہر دین
وہ نرم نرم کف پا پری کی گال ہوئے

لگے جو پیڑونکو پتھر تو یہ صدا آئے
پہلی یہ خوب ہمین پہل بہت نہال ہوئے

یہ کل کی بات ہی آپ سکو الٹی ہو ائین
مری ہوی ہمین گویا ہزار سال ہوئے

وہ ناتوان ہین وحشی تہا مثل نکہت گل
کہ موجہ ہای نسیم بہار جال ہوئے

گڑی ہین شستہ ابرو اوسی گلی مین منطق
بہشت کے وہ ہوئے خاک جو حلال ہوئی

غافل نہین ہون خواب مین تیری خیال سے
ہے بند آنکہہ باز نہین دیکہنہ بہال سے

وحشت ٹپک رہی ہی مری چال ڈہال سے
نقش قدم لڑاتی ہین آنکہین غزال سے

نکلا پٹرک کی دام سے گیسو کے مرغ دل
کیا صاف بال بال بچا بال بال سے

ای زرد رو خزان مجہے بتلا تو کیا ہوے
وہ سبز سبز پتو مین گل لال لال سے

بکہرے ہوئے وہ زلف ہے مجموعہ بلا
اندیشہ جان کا ہی مجہے بال بال سے

دکہلا کے تل ہلاک کیا دور سے مجہے
گولی کا تم نشانہ اوڑاتی ہو خال سے

پنجہ خدا نے مہر سا او من بت کو دیکی زمین
مہتاب ہے ہتیلیان ناخن ہلال سے

ہم قیمت اوسکی توڑ دین بازار نقد مین
کوئی جو آبگینہ لڑائی سفال سے

کیا پوچہنا ہے داغ جگر کے چراغ کا
روشن ہوا ہے آپکے سمع جمال سے

ہو ہو کے خاک اوسکے ہوا اوی اوڑا گئے
دردیکی ہم نکل گئی گرد ملال سے

ہر نقش پا مین نقشہ ہے نقش مزار کا
ہر ہر قدم ہے ہین جو ظالم کی چال سے

پہوڑین گی ایکدن وہ لطافتکی جرم پر
آنکہونکو نطق رووگی اس دیکہ بہال سے

دل سی بہولا نہ بیجی کم ہی سی لطف کم سی
یہ بہی ہین ہین سی جور سی ستم سے

سیر کو آخر آئے ہیں قبر مری قریب ہے
رخصت اونہیں جو نازدی اور بھی دو قدم سہی

صبح کو شام کرنے کو شام کو صبح کرنیکو
چاہیئے ہمکو شغل کچھ ہو نہ خوشی تو غم سہی

ہمسے حضور ہر گھڑی ظلم سما جائیگا
لطف اگر ہو دو پہر خیر سہی کوئی دم سہی

غیر کیلئے کرنہ انتظار وہ جو نہ آیا جانے دے
اوسکی جگہ پرای صنم آجکی رات ہم سہی

بیٹھ گئی وہاں کہیں عمر دوزہ کاٹ دے
قید مکان نہیں ہی کچھ دیر ہمیں حرم سہی

چاہیئے پھر نہ آسے آنے کو کہکے جایئے
دلکو اسی سے جوش کریں بعد ہو گو کدم سہی

کل ہی جو ہو چکے ہیں جو نپٹ فیصل و قسم
کیا یہ کہا حضور نے قول سہی قسم سہی

خوبی کبھی سنی کی کہیوں نہ سہیں اور سہے
جور و جفا جو سہنے کی کون ای ہم سہی

کرتے ہو خوش سبھی کو کبھی شاد بھی تو ہو
آپکا غم نہیں سہی اور کسی کا غم سہی

تھو مجھے فکر ہے کہ کاٹ کہ دو سر کرے
خوب ہو اسی سے ہو در تیغ جفا علم سہی

عفو کرو ہوئی خطا منہ سے تمہی میں نکل گیا
تو نہ خفا ہو بیوفا آپ نہیں میں ہم سہی

نعمہ بنے نہیں ہے آہ ذوق ہو صبح ہمکو نطق
کام فقط اثر سے ہی دم میں اثر ہو دم سہی

ابھی کیا کیا ہیں خیال اور جو یار آجائے
کچھ نہو رعب میں ایسا دل زار آجائے

دم میں اوس شوخ کے یوں تجربہ کارا جائے
ہٹ کی دل حیف ہی پھر دوسرے بار آجائی

تو مری جذب سے صیاد نہیں واقف ہے
میں جو چاہوں تو قفس ہی میں بہار آجائے

چھپائی ہوئی آجائیں ہزاروں بلبل
تم اگر جاؤ تو گلشن میں بہار آجائے

کامیابی کی نہیں طالع بد سے امید
جاؤ کہیں ہوش ہی نقرض جو یار آجائے

خوار و رسوا نکرای جوشش وحشت اتنا
کہیں ایسا نہو اوس شوخ کو عار آجائے

ہائے پوری نہ مری آرزوی مرگ ہی سہی
وہ پھری لیکن اوٹھیں اور پیار آجائے

بخت برگشتہ کی تاثیر سے منہ پھیرلیں وہ
سامنے راہ میں میرے جو مزار آجائے

چھیڑتا ہوں اوسی خلوت میں اکیلا پاکر
کیا مزہ ہو جو مری میں یار آجائے

ہمکناری کی تلف سینہ ہو بالغ شب وصل
ڈر ہے اونکو نہ حرارت سی بخار آجائے

ستم وجور کا بدلا ہو تلافی غم کے
پوچھنا کیا ہے جو مجھپر دل یار آجائے

وہ جلن دل کی شب ہجر عیاذاً باللہ
وہ بیان اب ہو سکا جو آجائی بخار آجائے

قہر ہے آپ سے نازک کو ہوائے گلگشت
گرمی آتش گل سے نہ بخار آجائے

بیٹھتے ہیں وہ لب بام اسی تاک میں ذوقؔ
مار لیں کوئی گلی میں جو شکار آجائے

ہائے جسکے لئی ہم خاک برابر ہو جائین
خاک سے اپنے اوسے نطق بخار آجائے

کل تو پہنچے والی تھی عہد شباب کے
میخانے کو پہنچ لی ہی ہوشیار آجائے

دستار پاک شیخ فضیلت مآب کے
رندون نے لاکے پیچ سی ہیں ہر جواب کے

دو چار دنمے آپکو پاتا ہون ہوش میں
اوتری مگر چڑھا ہی ہوئی حضرت شباب کے

آیا ہو تین کسی ہی نکیرین روٹھ کر
جاؤ نہین ہے تاب سوال و جواب کے

بھولے گا بوسۂ لب شیرین کا سب مزہ
کھٹی کریگی دانت جو تربتی عناب کے

لخت دل و جگر ہین برابر گتھی ہوئے
ہر آہ گرم سیخ نہی گویا کباب کے

ہون محض ہیچ کارہ نہ دنیا نہ دین کا
مجھکو بنا کی خاکر ہی مٹی خراب کے

مجھ رند کا مزاج ہی ساقی بہت لطیف
کافی ہی بھر نشہ مجھے جوش شراب کے

یا رب ہون کیون حریص مے ناب اسقدر
دایہ نے دی ہی کیا مجھی گھٹی شراب کے

دیوانہ کر دیا ہے کسی چشم مست نے
ترنجیر چاہیئے مجھے موج شراب کے

لایا ہے ایسے وادیٔ تفسیدہ مین جنون
ہر ذری مین جہان ہی پیش آفتاب کے

طفلی سے ساقیا ہی مجھے ذوق میکشی
اونگلی کے بدلے منہ مین دیا تھی شراب کے

اگر مژہ مین ناکہ لکھون دوسری غزل
ساقی سی التجا ہی دوبارہ شراب کے

چادر شب اوڑھ نکلی خرسی وہ شادی نقاب کے
اوٹ آسنے نے لاکے کہڑی کی حجاب کے

سنبھلی ٹہرتے ہے یہ دل بیراضطراب کے
بجلی ہی بھاگی چھوڑکے کملی سحاب کے

رکھیہ دیجیئی کتاب حساب و کتاب کے
کچھ کہئی نہیں جی کرم بے حساب کے

اے بحر حسن رات جو تڑپا ترے لیئے
ترنجیر برق موج ہی اضطراب کے

دیکھو ہماری دست درازی شوق کو
وہ شوخ خیر مانگ رہا ہے نقاب کے

کسکی گلی سے ہی اوڑایا مرا غبار
دیکھو صبا نے کیا مری مٹی خراب کے

ان عاشقان خستہ کو در گذر کیا کہین
خود داونکی گہر ہے فاتحہ خوانی شباب کے

اوشہسوار تو نے نکالا نہین ہے پانون
پتلی نکل پڑی ہے یہ جیتم رکاب کے

عالم مین تیرے روی مخطط کا شور ہے
ہے دہوم اس پیمبر صاحب کتاب کے

بوسے ہین کانٹی حق مین تری تیری چور کے
یہ خط نہین ہے اوتری ہی آیت عذاب کے

مارا ہی ان مین گور و کفن بے نہین نصیب
تو نے تو ای قضا مری مٹی خراب کے

نیچی نگاہین طائر دل کے ہین گھات مین
ٹٹی شکار کی ہی یہ ٹٹی حجاب کے

دیکھو اوسی گلی مین اگر ای تلاش حق
رہتی کی ہے جگہ وہی خانہ خراب کے

بزم سخن مین وجہ یہ ہے ارد حام کے
شیرینی آج بیٹھے ہے اپنی کلام کے

کرو صف آب سیمچہ خوش نیلام کے
جلاور کہہ سبیل شہیدونکی نام کے

گزرا شباب حسن مین رہ گئی چمک کہان
برق جمال دیکھیے نکلے ہے آم کے

کیا بات اون لبونکی ہی قربان جایئے
ہے آرزو کلیم کو جنکے کلام کے +

ایوای آے ہے تو زبانی عدو کی آئی
مدت مین تو آیا ہے تمنا پیام کے

چاہے خدا تو اوسکی پھر چشم مست اڈیر
ساقی کے اختیار مین گردش ہی جام کے

تیغ نگاہ ناز سے عالم کیا ہلاک
ترکان چشم یار نے ترکی تمام کے

بعد فنا بھی گور مین پڑتا ہے زلزلہ
آتی ہے یاد جب تبت محشر خرام کے

کرتے ہو بی کے غیر وغین تم بی جا بیان
اسواسطے خدا نے بنوے حرام کے

بی بی ہی کہتے کہتے بیبی نے جان دے
رٹ لگ گئے تھے یار اوسی کی نام کے

دل ہو نگار کشمکش آرزو سے نطق
تلوار جب دے تو خبر لے نیام کے

ٹھہرائے ہے نقاب نے اب قتل عام ہے
سفاکیان مین تیغ سی بڑھ کر نیام کے

آتی ہے اونکی چرخ نی صبح اپنی شام کے
سو جھی تو اچھی جلد اوسی انتقام کے

باندہے ہی ایسی بخل پر احباب نے کمر
دینے کے نام داد مدین یہ کلام کے

تو اور سنے جاگی وہ آغوش غیر مین
نیند اونکی میکر نالون نی اجھی حرام کے

طفلی سے ایک روی کتابے کہ شوق ہے
قبے بیٹھے بوستان جو گلستان تمام کے

لائین کہان تنی نالۂ بلبل کا وہ دماغ
ہو بوی گل سے جنکو شکایت زکام کے

تم دیکھنا کہ حشر مین محشر بپا ہوا
امت اوٹھی جو عشق علیہ السلام کے

بد خو ہو جو حسین نہ چاہوں وہی کبھی
میں شکل دیکھتا نہیں صورت حرام کے

صاحب کا بندہ حسن ہے پر اعتبار کیا
مشہور ہے فراہے عادت غلام کے

آتے ہیں پوچھنے وہ مرے حال زار کو
جب سن چکے کہ اب نہیں طاقت کلام کے

اونکی حضور رہے جنبش نہیں ہے نطق
میرے زبان منہ میں نہیں میرے کام کے

حجاب چھوڑ کر اب لبری دیبا کے
مرے بغل میں نہ تصویر بن تو دیبا کے

خیال یار کا رہتا ہے راتدن دل کو
پری بغل ہی میں شیشی نے اپنی پیدا کے

زوال حسن نے کھینچا او نہیں شکنجی میں
شباب کے نہ وہ شوخی رہے نہ چالاکے

وہ آج کون ہے اوسکے قیاس شوخ نہیں
وہ شوخ حسن ہے دولت ہوا ہی دنیا کے

یہ زخم تیر میں پایا مزہ کہ روح ای ترک
شکارگاہ میں بن بن کی آہو آیا کے

نگاہ شوق سی آزار ہو طپانچے کا
یہ نازکی ترے گالوں نی کب ہے پیدا کے

بایں ادا بھی نہوں نے نہ ایک دل چھوڑا
حیا و شرم نے پیدا کی اور چالاکے

ترے تڑپ کے مرا تھا جہاں کشتہ یار
ہزار سال وہاں بیکسی سی برسا کے

نہ معجزے سی جیے گا نگاہ کا مارا
یہ سحر بات نہوتے کہیں مسیحا کے

پکارتا ہے یہ اوسکا کرم کہ میں نسیا من
نہ آج فکر کرو باز پرس فردا کے

غم فراق سے دور شراب میں نہ مانی
یہ ہچکیاں نہ تھی ولوار ہی ہیں مینا کے

بزور بوسے لیئے ایک بھی نہیں سنی
ادب نے کام نہ نکلا بغیر بیبا کے

یہ عشوی غمزے بھی کچھ تھی جو ہم ہی کہ ہوئے
ہماری سادہ دلی سمجھے اونکی چالاکے

یہ عذر تنگ دہانی اجی بہت معقول
نہ بات کرنے کے کیا خوبیاں ہیں پیدا کے

مین دیکھتا تھا کہ اونکو حجاب آتا تھا
چلی تھی رات کو کچھ بات نطق شیدا کے

بہار رنگ و بوئی گلستان اوس سے
مراد دل بلبل اوسکا شیون اوس سے

وہ نطق ای بت کہ ہی بند اگرن اوس سے
ہوئی ایجاد طرز شیون اوس سے

وہ رخ روشن کہ دل ہی روشن اوس سے
چراغ داغ مین ہے روغن اوس سے

سلامت تیری تیغ رحم باران
کہ سینے کے [illegible] اوس سے

جنون دائم خرد پائندہ یارب
رفو اس سے ہے چاک دامان اوس سے

مرا صبر آپ کا جلوہ ہمیشہ
کہ برق اس سے ہی جمع خرمن اوس سے

اوسی گل کے چمن کا خار غم ہی
چھڑاؤن کیسی دل کا دامن اوس سے

الہی ٹوٹ جائے پہولونکا بازو
ہوئی جاتی ہے جم وہ گردن اوس سے

وہ جس سے برق بھی شوخی مین ہے مات
کٹا روتی ترٹپتے ساون اوس سے

وفا اس مین نہ اوس مین پھر بھی یارب
وہ خوش دشمن ہے خوش دشمن اوس سے

رہی غمزی کی یارب خوش کشادی
گمان ہوتی ہے تیر اسکن اوس سے

اگر بولے تری آنکھونکا جادو
زبان معجزہ ہو اسکن اوس سے

نہین میرا تو کیا دشمن کا ہوگا
مین ہوتا کس وفا پیمان اوس سے

بہار بیخزان جلوہ تمہارا
مراد دیدہ مراد دل گلشن اوس سے

تمہاری راہ مین جو خاک ہو جائے
ستم ہے تم بچاؤ دامن اوس سے

خدا شاہد ہی تیرا ہور ہا نطق
رہا کر تو نہ اتنا بدظن اوس سے

ہم اہل غم سے ہیں ہمیں ماتم پسند ہے
چاندون میں صرف ماہ محرم پسند ہے

سوز دروں ہی گریہ دوامی پسند ہے
گرمی ہیں ہمکو بارش شبنم پسند ہے

گو حال بدہی پر ہمی دوام ایک رنگ پر
کل کی ہنسی سی گریۂ شبنم پسند ہے

بیداد جور ظلم تغافل تستم جفا
یہ سب عیوب اوسمیں ہیں تاہم پسند ہے

نعت مبارکی کل نعم کو زاہدو
ہمسے بلا کشو کو جہنم پسند ہے

کس قسم کے یہ اہل محبت ہیں واہ وا
تم کو بہت پسند خوشی کم پسند ہے

انیا عدو ہیں برشرک کا مارا کسی تباون
نام خدا نہ شوخ تو عالم پسند ہے

ہو اوس دہن کا وصف سمو نمین کرو
یہ بات اہل راز کو مبہم پسند ہے

جھوٹا ہی عہد یار کا ہم کیون مان لین
بتیاب دلکی دینے کو یہ دم پسند ہے

ای طفل ترک چشمش ابرو دکھائیو
اس بچی کا ہمکو چشم و خم پسند ہے

ملتی ہی لفظ یار سے عمرت دراز باد
ہمکو یہ تیر اطول شب غم پسند ہے

زہاد بد مذاق کا مارا ہوا ہے مومنہ
جو چیز ہے مزی کی بہت کم پسند ہے

ڈالون گلی ہیں جی جو پہانسی ہی کیون نہو
اتنا کسی کا گیسوی پر خم پسند ہے

رکھتا نہو جو درد ہی بیتاب و بقرار
ہان ایسی زخم پر ہمیں مرہم پسند ہے

تمکو ہلال عید مبارک ہو زاہدو
ہمکو ستو تکا ابروی پر خم پسند ہے

اوپر کبھی نگاہ ہے نیچے کبھی نگاہ
کیون آپکو ہلاک دو عالم پسند ہے

کیا طعن ای ملایکہ ای دیو کیون حسد
خالق کو جبکہ خلقت آدم پسند ہے

ای شوق ایک عمر سی ہی لطف باہمی
ہم تمکو ہین پسند ہمین تم پسند ہے

ہوا باقی

غزل

نکلا ہون گھر سے داغ غریبان لئے ہوئے
بن کو چلا ہون گنج فراوان لئے ہوئے

کچھ یاس ہی ہی ساتھ امید وصال کے
پہلو نہین کا بھی ہے تہی دان لئے ہوئے

بیتاب ہو کی خوار نہو بزم یار مین
آن آپکو ذرا دل ناداں لئے ہوئے

کہتا نہین ہے تجھی غم کس بلا کے ہے
بیٹھا ہے ہڈیان سگ جانان لئے ہوئے

گھر والی گھر مین تنگ ہین باہر خفا ہین غیر
جاؤن کہان بھی دل تنگ لئے ہوئے

ابر سفید چاند پر آیا تو شک ہوا
منہ پر وہ مہ ہے گوشہ دامان لئے ہوئے

کس کس کو دینگے اشک کہ دل خون ہے نچوڑ
جاتی ہین کیا متاع صفہ مژگان لئے ہوئے

باد صبا کچھ آج تو اتراتی آتے ہے
شاید ہی لوٹی گیسوی جانان لئے ہوئے

ہم باغ جا کی سیب ہی توڑ لائین گے
بیٹھے رہو تم اپنا نخدان لئے ہوئے

غر و نکو اوس گلی سے نکالا ہے بارہا
جتنے ہوئی ہین معرکی میدان لئے ہوئے

آنکھون نکالے کشور دل پر ہے غرہ تاخت
ہین لیس ہر چہان صف مژگان لئے ہوئے

جھوکا کوئی ادہر کو بھی ای باد صبح گاہ
سوتی ہین منہ پر اپنی وہ دامان لئے ہوئے

پہلو اگرچہ لاکھون ہی نکلے امید کے
لیکن ہین جانب حرمان لئے ہوئے

رو دیا کیا ہون پردہ بستر نکے واسطے
آنکھون پر اپنے گوشہ دامان لئے ہوئے

شاید چمن مین نطق غر خوان ہے اے صبا
بیٹھے ہین دم چو مرغ خوش الحان لئے ہوئے

تری نظار یسی نرگس میدی ایسی ایجان ہے
نگہ کا آنکھ مین ہر تا رموی مژگان ہے

ہمیشہ سین خیال خرام جانان ہے
ہمارا عرصہ دل اب تو بخارستان ہے

لگی ہین آنکھین تری خط سی خوش نگہ ہونکی
یہ سبزہ زار مگر مرتع غزالان ہے

یہ چھیڑ چھاڑ دکھائی ہے دلکی ہور سے کو
تری جو بات ہی نشتر ہے رگ جان ہے
تو میری جان ہے تجھ سی ہی بندگی میرے
تو توجہ سی عمر کے مانند کیون گریزان ہے
اوسکے جو فتنہ و آشوب ہین اوسی کے
گلے حضور کے ہی یا کہ محشرستان ہے
ہین جانتا ہون حقیقت جہان فانی کے
ہی ایک خواب سو وہ خواب بھی پریشان ہے
چھپائین کیسی شب غم کا سوز مثل چراغ
زبان زبانی کی صورت شرارہ افشان ہے
ہم اوسکے یاد ہین دونون جہان بھولے
بجا ہے کہیے جو اور کو طاق نسیان ہے
ادہر ہی جلوہ کہ اوڑھ جائین شک کے لحاف
تو مہر اور مری آنکھ شبستان ہے
حضور خانۂ دل ہین کبھی کرم فرمائین
بہت دنون سی یہ حسرت پرست مہمان ہے
کبھی جو چاہیگا جی کس سے اشک پونچھونگا
نہ آستین مری پاس ہے نہ دامان ہے
رہا تپاک نہ ظاہر ہین جب تو دل دونگے
دیا یہ دم کہ اوہ نہین تجھسی لطف پنہان ہے
ادہر اوہ دہرہ نظر کرکے دیکھتے ہین مجھے
اس التفات سی ظاہر ہے لطف پنہان ہے
ہوا ہے محو ترے شکل دیکھکر صانع
اس آئینے کا خود آئینہ ساز حیران ہے

تری گلی ہی چمن اور رسطق ای گلرو
ہزار شوق سے بلبل صفت غزلخوان ہے

شکوہ تیری نور سے رنگ گلستان اور ہے
جلوۂ گل تہا ہی پر بلبل غزلخوان اور ہے
لے کے جان پوچھی جو وہ جان جہان جاتا رہا
گو نہین ہے پر کہون ہان اور نہ ہان اور ہے
شوق کی لی رہی وہ دونون ہوگئی سنسی ایک
کون اب بتلاسکے دل اور پیکان اور ہے
آدمی رتی ہین اوس سے اس سے ڈرتی ہین ملک
نار و فرخ اور رشی ہے آہ سوزان اور ہے
دل دکھا دیتی ہین وہ ہین نالۂ ارباب درد
زمزمہ سنجی تری مرغ گلستان اور ہے

اب جو تجھسی لو لگی ہے ای چراغ بزم حسن
دیدۂ پروانہ مین نور چراغان اور ہے

جام گردان می جلوہ فقط دل ہی نہین
آئینہ دار تماشا حشم حیران اور ہے

جانتے تھے اپنی ہی دلکو خراب جلوہ ہم
اب جو دیکھا آئینہ بھی خانۂ ویران اور ہے

دور اوس قاتل کا آیا بیگنہ ہونگی قتل
داخلا تجرین ناسای گنہگاران اور ہے

تیرے انداز سخن سے کیون نہون یوسف وصل
اور وہ کہل کے نہین تہی آج کل مان اور ہے

سیر ہوتا ہی کہین عاشق کا جی معشوق سے
لاکہ حسرت تو نکالی تو بھی ارمان اور ہے

محو آئینہ جو ہر دم دلبر خود بین ہے
وہ یہ کیا جانے کہ میرا کوئی حیران اور ہے

خار خار عشق کی کانٹی تو نکلے دل سے سب
ایک کانٹا سا خیال لوند مژگان اور ہے

یہ تو میرا بوسہ باقی دیا ہی آپ نے
اور اب اپنی طرف سے دو تو احسان اور ہے

اب جو خواب گل کا رہ کی آشنا ہی خیال
بخت خفتہ کیا کوئی خواب پریشان اور ہے

کل کی آنی پر اوسی نطق آج پھر جائی دیا
آپ سے بڑھ کر کوئی دنیا مین پیمان اور ہے

طاق مسجد اور ہی بروی جانان اور ہی
لطف افشان اور ہی لطف چراغان اور ہے

اوسکے کوچے جان آئی اس سے یوسف مر گئے
سیب جنت اور ہی سیب زنخدان اور ہے

اوسکے ہر حلقے مین دل بلبل کی آسین آشیان
شاخ سنبل اور ہی گیسوی پیچان اور ہے

بجلیان اوس سے جو گرتی ہین تو اوس سے تخت گل
چشم گریان اور ہی ابر بہاران اور ہے

آسین ہیں کا کہون کر کہی اوسمین چنین تک نہین
ابروی یار اور ہے شاخ نوالان اور ہے

اسکا باعث ہی سہو داوسکا سند مقصودی
کفر رندان اور ہی زہد کا ایمان اور ہے

کب نصیب اوسکو ہو مین تین اسی نازک اوگلیان
تیرا چہلا اور ہے مہر سلیمان اور ہے

سونگھنی ہے اوسکی سب تی ہین اسکو سونگھکر — مار بچیان اور رہی گیسوی بچیان اور رہے
سنگ وہ سختی سے ہی بگلکر گیا نرمی ہوی — لعل جانان اور رہی لعل بدخشان اور رہے
اسمین نفر صبح رخ سے ہی سیر کشانی وہان — زلف جانان اور رہی شام غریبان اور رہے
اوسمین ہی داغ جگر سوز اسمین شمع نفرو — جیب فانوس اور رہی میر اگر بیان اور رہی
سینہ گردون کو نسبت میرے سینے سے ہے کمین — داغ سوزان اور رہی مہر درخشان اور رہی
سوختہ پروانی اوسکی اسکی مرغ جان پتنگ — روی تابان اور رہی شمع فروزان اور رہی
میری مضمون ہین جس اتا سخ کی مضمون بیجا — وہی جبریل اور رہی فکر سخن دان اور رہی

سانچ بچو اسمین ہین ناز و نعیم اوسمین ہین نطق
گنج قارون اور رہی گنج شہیدان اور رہے

وحشت دل نے سنی اور نہ پہلتی دیکھے — شاخ آہو نہ کبھی پھولتی پھلتے دیکھی
مرکے بھی حسرت عاشق نہ نکلتے دیکھی — شمع پروانی کی چربی سی ڈہلتی دیکھی
بیحیائی سی چلی پیروہین فی کو ذلیل — جیب یہ کمبخت طبیعت نہ بہلتی دیکھی
سوختہ بختون کو بزم الم و عیش ہی ایک — ہمنے تو شمع جہان یکسی ہی جلتی دیکھے
اور آزار ہین وہ جنمین شفا ہوتی ہے — عشق کی بگڑی طبیعت نہ سنبھلتی دیکھی
تربت عاشق دلسوختہ عارض پہ — داغ حسرت کی سوا شمع نہ جلتی دیکھے
ناز کی اپنی جتاتی ہو مجھے کو دم وصل — ناف آغوش مین دشمن کی نہ ٹلتے دیکھے
گرمی عشق سی کسدرجہ طبیعت ہی گداز — رو دئی ہمنے جہان شمع پگلتے دیکھے
مانع دید صفائی ہوے رخسارون کے — آنکہ پڑتی ہی نظر ہمنے پہلتے دیکھے
روبرو وی دہن یار یہ کہو یا سا گیا — بات بہی منہ سی غنچے کے نکلتے دیکھے

۱۹۳

بوسے وہ دیکی مجھے وصل مین بولی ہی نطق
آج تو حسرت دل تو نی نکلتے دیکھے

کیون چرخ یہ سب عیش زمانی کی گئی ہو
کیا جتنا ہی غم میری ہی کھانیکے لئی ہے

اوس خال مین ہم کونسی خوبی نہین پاتے
جمیت خرمن ہی دانے کے لئے ہے

ای چرخ کسی نعمت الوان کی ہوس ہے
غم چیز مزیکے مرے کھانے کے لئے ہے

کہتے ہین جسے جذبہ وہ نوکر ہے ہمارا
سب ہی اوہین پوشیدہ بلانے کی لئی ہے

مرآن و ادا پر جو نکل جاتی ہین جانین
یہ حسن ہے یا موت زمانے کے لئے ہے

کیا بکھرے ہوئی بالو مین بیساختہ ہین ہے
مشاطہ صبا زلف بنانے کے لئے ہے

ہم لوگ سبھی شاکی ہین سلف ہی ہی شاکے
یارب یہ وفا کسکے نبھانے کے لئے ہے

خود رونے کو جلنے کو تو ای شمع بنے ہے
رخ اوسکا رولانے کی جلانی لئے ہے

ای نطق نہ کچھ پوچھیے الفت کی شرارت
یہ دونون طرف آگ لگانے کے لئی ہے

تیرے ہے دم سے یار کے کائنات ہے
دولہ اگر نہین ہے تو سونی برات ہے

بنت العنب سے لطف اوٹھانی کی رات ہے
پیر مغان کی گھر مرے جانے کی رات ہے

واقف نہین تو رمز تغافل سے ای رقیب
یہ خاص اونکے ناز کا اک التفات ہے

غم کہا گیا کہ داغ خدا جانی کیا ہوا
پہلو مین دل نہین ہے عجب واردات ہے

حاکم ہین آجکل عمل جذب دلکی ہم
تاب فلک یہان نہین اوسپر ہے یہ ستم

ہون تخت پر مجھکو لوگ لئے جاتی ہین وہان
دولہ کو یہ خبر نہین کسکی برات ہے

ہے بند تشنگان شہادت پر آج کل
قاتل کا آب تیغ بھی آب فرات ہے

نیچی اون ابروؤں کی ہین آنکھونکی تیلیان
کعبے کے زیر سایہ یہان سو منات ہے

رند شراب خوار ہین بخشش کے کون شکل
مان ہے تو ایک ساقی کوثر کے ذات ہے

جادو جگا رہے ہے تمہاری نگاہ ناز
سحر نہین ہی آنکھو مین جھپکٹ کی رات ہے

رسوا کبھی کا ہو گیا ہوتا حضور نطق
چپ ہے جنون عشق مین بس اتنی بات ہے

اوس سے مین کیا غیر ہی آفت مین ہے
ظلم کچھ صد سی نہین خلقت مین ہے

برق بنجاتی ہے جو موج اوٹھتی ہے
کس قدر شوخی تری رنگت مین ہے

کوچۂ جانانہ مین پہرتا ہے عدو
سیر دیکھو دوزخی جنت مین ہے

کیون نہ گانی کا سمان بندہ جائیگا
راگنی خود آپکے سنگت مین ہے

مار رکھے گی مجھے یاس ایکدن
تو تغافل کش کس غفلت مین ہے

دیکھتا ہے تیغ مجھکو دیکھکر
ہای ظالم کیا تری نیت مین ہے

تیرے روزن مین ہی میرا مرغ دل
آشیان طائر جان چھت مین ہے

جو حسین آنکھ بانظر بس بس گیا
عشق بازی نطق کی طینت مین ہے

نکلا تو چمک کر ہے نکلنا نکل آئے
ای ماہ اگر چاند ہمارا نکل آئے

قد غن ہی شب غم مین بے بخت سیہ کو
کیا تاب فلک پر کوئی تارا نکل آئے

جاتی ہین ٹہر جائین او نہین غصہ ہی آجائے
گستاخی شب کا کہین جھگڑا نکل آئے

بوسونکا حساب آپ جو کرتے ہین تو بہتر
شاید کوئی باقی ہے ہمارا نکل آئے

دل چھوڑ دی جل تک کے خیال اور سیکی مزہ کا
پاک کر کہیں آہی سی یہ کانٹا نکل آئے

ہے درد محبت کی جو یہ فوز ترے
پہلو میں محض دل کی نہ پھوڑا نکل آئے

بیتابی دل سی مجھی مجبور سمجھئے
باایں ہمہ ضبط اب بھی جو نالا نکل آئے

وحشت کی یہ تاثیر ہے ٹھہری ذرا بھی
صاف آئینے سے عکس غبار انکل آئے

گو ترک محبت سی ہوا فیصلہ لیکن
پھر دل کی طرف سی جو نہ جھکڑا نکل آئے

اللہ ری نزاکت جو پڑی چاندنی اوپر
رنگت متغیر ہو پسینا نکل آئے

تم آکے سر گور رہت دیر نہ پھر دو
بیتاب کہیں ہو کی نہ مردا نکل آئے

پھوٹے تری ای وحشت دل تو پھپھولے
لی توڑ کے سر خار کیف یا نکل آئے

جھگڑا ہی مٹی نطق یہ ہر دم کے قلق کا
اللہ کرے منہ سی کلیجا نکل آئے

رتبہ یہ ملا مدحت ابروئی صنم سے
لڑ لڑ گئے ہر بیت مری بیت حرم سے

محروم رہین غیر پو ہین لطف و کرم سی
ایکاش نہ فرصت ہوا و نہین میرے ستم سے

جی دیے ہان جس پہ وہی جان کا دشمن
دل جس سے لگایا ہے اوسی لاگ ہی ہم سے

ہر وقت خیال آنکھ و نہین دلمین ہے تصور
آباد کئے گھر مین تری مین قدم سے

جب ہونگی نہ ہم لوگ یہ سنگامی ہونگے
رونق ترے کوچے مین ہی دن ہی کے دم سے

وہ آنکھین ہوئین مد نظر کیا غضب آیا
لو لینی لگی اونکی مژہ نوک کے ہم سے

رونے سے ہرے ہو گئی داغ جگر پھر
گل پھول اٹھی ابر بہاری کرم سے

کچھ ہنسے بجھائی او نہین کچھ اور ہی ہو گئی
پردے کو کہا غیر سے چھپنے لگے ہم سے

اعجاز مسیحا تو فنا ہو ہی چکا تھا
پھر زندہ ہوا اوس لب جان بخش کے دم سے

دیکھو تو احادیث مین یہ بات ہین کہان کے
تجنے کو ای شیخ جی نسبت ہی حرم سے

جب کچھ بھی نہ تھی کچھ بھی نہ ہوتا ہو مین ہرگز
ہستی نہ پسند آئی ہمین نطق عدم سے

کرتے ہین ستم روز جزا سے نہین ڈرتے
وہ ڈھیٹ یہ بت ہین کہ خدا سے نہین ڈرتے

تم لاکھ ستاؤ نہین چھٹنے کے محبت
ارباب وفا جور و جفا سے نہین ڈرتے

کیا واعظ دین و تو نہی کے نہین قائل
کیا اونکو ڈرائین وہ خدا سے نہین ڈرتے

تو لاکھ پلائی ادھر نہین آب دم خنجر
اس سے تری بیدار کی پیاسے نہین ڈرتے

سر لین کے پڑی گی جو رہ مہر و وفا مین
آفت ہی مصیبت سے بلا ہی نہین ڈرتے

کچھ خوف نہ کاکل سے نہ تل ہی سے نہ خط سے
ہم سانپ سے بچھو سے بلا سے نہین ڈرتے

غصہ یہ تو کیا ہے ذرا ہوش مین آؤ
ایسے وہ ڈرین جو کہ خدا سے نہین ڈرتے

بل کھائی ہوئی زلف کو دل دی ہی مانی تو
ہم ہین وہ بلا جو کہ بلا سے نہین ڈرتے

جانب غیر نظر پیار بھری بیہم ہے
اور ادھر زہر بھری سو بھی نگہ سی کم ہے

یار کو نامی مین تحریر جو دل کا غم ہے
کف افسوس دو رنگ سطر صف ماتم ہے

ڈر جو فرقت کا لگا ہی تو قلق کیا کم ہے
وصل مین بھی تپش دل کا وہی عالم ہے

ہم ای چرخ نہان کیا ہی نشاہ و نم ہے
باغ عالم کا مگر یہ ثمر تو ام ہے

سخت نادان ہی اس سے جو کوئی خورم ہے
بادشاہی جسے کہتی ہین غم عالم ہے

روئی ہم اور بہت رو سے کہان تک روئین
خون اب لمین نہ آنکھو مین ہمارے کم ہے

ہای ہی دل کہ گیا بھی مگر جی ہی گیا
غم اوسی کا ہی اوسے کا مجھے اب ماتم ہے

خوش ہون سمجھا ہون اثر انی پریشانی کا
تندی باد سے گو زلف و مان برہم ہے

ربع مسکونسی لگتے ہے وہ نئی دنیا دل
حسرت درد والم جسمین بیا عالم ہے

کوئی محبوب تو جنت کو نہین سمجھا تہا
کیون وہ روتا تہا یہ کیا واقعۂ آدم ہے

ہان تواضع جو نہین اہل کرم کا شیوہ
سامنے جام کے کیون گردن مینا خم ہے

رفعت بام کے ہے کسکی فرشتو کو خبر
کرسی قصر صنم تک فلک اعظم ہے

وعدۂ وصل بزور اوس سے مین لیکر خوش ہون
سست بنیاد کو سمجھا ہون کہ مستحکم ہے

قطعہ

اشک نے نامۂ عصیان گزشتہ دہویا
اور آیندہ بہی دل مطمین و بیغم ہے ٭
نہین لکہتے ہین گناہ اپنے یہ کیتی ہین ملک
پہیل جائیگی سیاہی ابہی کاغذ نم ہے

مین نہ پہنچا نہ سہی حال تو اب پہنچی گا خلق
کہ ندیم اوسکا وہی ہے جو مرا محرم ہے ٭

دیکہی گا تو جو تجہکو تماشا دکہائین گے
اوپر ہے اوپر اپنے یہ نالی بجائین گے

مجہ دل جلی نے پائی ہین پروانی کی نصیب
ہوگا جو وصل تب ہے وہ مجہکو جلائین گے

بہاگی ہوئی غلام کا مقبول حج نہین
ہم بندگی کو چہوڑ کے کعبے نہ جائین گے

شیطان کے فریب مین آدم ہی آگئے
ہمسے رقیب کیا ترا کوچہ چہوڑائین گے

سوزن جو بار بار چہبدی گی ہوگا لطف
ای ذوق درد زخم جگر کو سلائین گے

سمجہا مین وجہ گرمی ہنگامۂ نشور
مشتاق دید دہوپ مین ٹہلائی جائینگے

کیا اور فکر خواب کرینگے شب فراق
تہوڑے سے نیند مردونسی ہم بانگ لائینگے

چوری قبول دی گا ابہی دلکی خوف سی
تہانے مین اونکی دزد دعا کو بہائین گے

دیتے فرشتے خان کو بھی مٹی نہ اپنی نطق
کیا جانتی تھی درد کا پتلا بنائین گے

زلف جب تک کہ مخضر نہوئے
فارغ البال وہ کمر نہوئے

خوش ہون یون ہی جو کار گر نہو
آہ منت کش اثر نہوئے

بات کہنے کو رہ گئی ورنہ
تم نہ آئے تو کیا سحر نہوئے

تم نہ خود آئے میرے لاشے پر
ہین یہ باتین مجھے خبر نہوئے

تیغ موجود ہے مین حاضر ہون
پھر بھی یہ جو کار گر نہوئے

میرے مرتے ہی اوٹھ گئی یہ بزم
دعوت غم کسیکے گھر نہوئے

کیون نہ ایمن ہون ہر سحر تخیص
صدمہ کش شاخ بی ثمر نہوئے

سیکڑون ہی پتنگ ہو نگ دیئے
شمع فی النار و السقر نہوئے

چرخ نے غم ہی پیٹ بھر ندیا
بفر اغت مری بسر نہوئے

بدعتین گور پر وہ کرتے ہین
مرکے بھی صورت مفر نہوئے

نطق ہی پر رہا ہمیشہ کرم
مہربانی کبھی ادھر نہوئے

ہنوز زخم جگر سو کہنے نیائے تھے
نمک وہ مسکے ہوئی پھر چھڑکنے آئی تھے

مرے جلانے کو وہ رات راگ لائی تھے
مرے غزل کو رقیبون نگانی آئی تھے

شہید جو ترے ہاتھون ہوئین نمائین
اونہین کے نالون نے مرے علم اوٹھائے تھے

نہ سیر گل تھی کچھ اے باغبان مدنظر
مزاج پرسی بلبل کو ہم تو آئے تھے

وہ جوش ہی وہ دل ہی وہ جوانی ہائے
مدد سے جنکے حسینون کی ناز اوٹھائے تھے

ملے خزان مین نہ بلبل چمن مین صید قفس
جو دم نہ بہر تسلی دیا تھا اے ہمدم
یہ یاد کر کے وہ اہل وفا کو روتی ہین
مین دفن ہو بھی چکا بس وہین سے پھر جاؤ

کچھ اوسکے سننے کچھ اپنی سنانی آئی تھی
تو وہ کدھر گئے تشریف ادھر حوالی تھی
انہین کے دل تھی جو میرے ستم اوٹھائی تھی
چلو یہ کہنی کو ہان ہو گیا کہ آئے تھے

بغل مین سوئی تھی کسکی ملی لی سی ہو کیون
نصیب رات کو کیا نطق کے جگائی تھے

ہوا جو طالع عشاق خستہ جان کے لیئے
یہ کیا کہ ہو جو ستم ہو وہ میرے جان کے لیئے
اگر کرشمہ نہوتا کہانسی آتا تیر
تمہارے ابروی خمدار کی کمان کے لیئے
مرے ہلاک کو ہے ایک نیم نازبہت
ستم تراش نہ تو مجھسی ناتوان کے لیئے
ہوا جو خاتمہ دل کا تو نشتر غم سے
جگر کو چھیڑے مژگان خون فشان کے لیئے
درازی شب غم کے یہ رو برو کوتاہ
کہ رشتہ خال کا ہی زلف بیمہ فشان کے لیئے
ترے جفائین ابکاس تہی کو پہنچی ہین
کہ مثل نے کی ہے نالہ ہر استخوان کے لیئے
لگی جو باد بہاری تو لے اوڑی وحشت
کہ چھیڑ بس ہی سمند سبک عنان کے لیئے
فراغ بائی عریان سری فقیرن کو
وہ بار تاج و کلہ کا سر شہان کے لیئے
کہانسی ہو دل اہل ہوس مین گرمی عشق
کہ آگ ہی نہین مفلس کے دیگدان کے لیئے
ادھر حلابی کو سر گرم آتش گل ہے
ادھر ہے صاعقہ بیتاب نیشان کے لیئے
وہ صبح پوچھتی تہی محسنی کو دیوی وقت
کہ رات آپنے بوسی کہان کہان کے لیئے
یہ مہربان جفائین کہڑی کہڑی کیسی
ہوا نہین ہون مین عاشق کچھ امتحان کے لیئے

برای بیت ہی ای نطق اور آرایش
وہ میہمان ہی بس دلق مکان کے لائق

اول اول تری بیداد ستمگار سہی
آخر آخر یہ تغافل کے بڑے مار سہے

عیب لگتا ہے مرے پاس اگر مٹھی سی
چیز ای دو کر دو دو رسے دیدار سہے

دیکھ نے دم کوئی دیکر کوئی فقرہ چل کر
ہم ہی اتنی نہین سادی ہین وہ پرکار سہے

اس گلی مین ہمین رہنے سی غرض ای دربان
پیش دروازہ نہ بیٹھے پس دیوار سہے

غیر ہے کو مرے بدلے یہ نوالے نہ کہلاؤ
نجم و غصہ نہ سہے تلخ مزیدار سہے

دم وہ دینے کو ہے حاتم ئی بوسہ رو جان
سیکڑون قسمین سہی لاکہون ہے اقرار سہے

دلکے بس مین ہون وہ کاہیکو نہلانیگا
تم جو سو بار بلاؤ گے تو سو بار سہے

ایک ہی سا ہی اجی بوسے کا لینا دینا
جیت آپہی نی سہے خیر مری رسہے

وصل ممکن جو نہین آج تو کل پر رکھو
مگر اس وقت کوئی بوسۂ رخسار سہے

اب سحر ہوتی ہی ان سنوگا نہین
رات بہر بندہ نواز آپکے تکرار سہے

مجھکو کیا نطق کے بیہوشی و ہشیاری سے
نہین دیوانہ سمجھتے ہو تو ہشیار سہے

ترا پردہ در ہوا لے اوڑے
مگر طرز آہ رسا لے اوڑے

اوڑا آہ کے سانہ مین تا توان
نہین بوی گل کو صبا لے اوڑی

اوڑا لے چلا انکو جوش شباب
می جنبش کیا بلا لے اوڑے

مگر دل ہی تو وہ تہا بار دوکا
اسی آتش شوق کیا لی اوڑے

او بہارا جو وحشت نی مین اوڑ چلا
مجھے فصل گل کی ہوا لی اوڑے

ترے رخ کی کیسے شہرہ ہوئی
ہری کو یہ کالی بلائے اوڑے

گئے بی طلب شوق سی اونگے
ہمین بے سوا کیا ہوائی اوڑے

چمن مین سحر میرے ہوش و حواس
تری بو سنگھا کر صبائی اوڑے

کہو کہہ سے اے نطق سوئے چمن
یہ کس گل کی تمکو ہوا لے اوڑی

کہان عروج اگر ہے تو کچھ یونہین ہے
یہ دیکھ لو کہ سر آسمان عین سا ہے

لبون مین تہا دم وعدہ جو کچھ تبسم سا
اوسی کی آس پر اب تک ہمین بقین سا ہے

یہ چور تو ڑ تو دیکھو خدا کی قدرت ہے
مین ناتوان سا مرا بازو نازنین سا ہے

کسی کی وعدہ کہ جیسے ہوں آج تک جیتا
جو دیکھئی تو حقیقت مین کچھ یقین سا ہے

لگا ہوا ہی دی لگی نہات مین سرمہ
وہ کوشہ آنکہ کا کچھ گوشہ کمین سا ہے

مری تو ال لب حور پر نہ ٹیکے گے
جناب شیخ ہی چاٹین جو انگبین سا ہے

دل و دماغ خیال نشاط وصل کسے
ضعیف سا ہی دماغ اور دل حزین سا ہے

شب وصال ہی کیا شکل کا مہیا کے
ہمین ہے رعب سا چہایا وہ شرمگین سا ہے

مرا مذاق تو یہ ہے کہ جس مین آن نہین
اجی وہ حور ہی سا کیون نہو یو نہین سا ہے

دہان یار ہے تنگے سی نقطۂ موہوم
جو مان لیجئی ہے تو ہی تو ہمین سا ہے

ڈسا ہوا کبھی بچتا نہین ہی کاٹے کا
یہ اوسکا زہر ہے جو زلف عنبرین سا ہے

صبا کہا تو سہی کوئی دلستان ایسا
کہانسی سنبل تر زلف عنبرین سا ہے

گمان تہا اوسی کا دہب پہ لگا لیا ہوگا
کہان یہ کچھ ہی چلا ہی نطق تو یو نہین سا ہے

مجھ سی طرز سینہ چاکی باغ مین گل لاوے
ہوش مین تو یار کی شرم و حیا جاتی نہین
ہوش جو کچھ کہ لگاوٹ تک بتا سوبھی صبا
می ہی تو لوٹ تو ساقی کی ای ندوکان
رنگ تجھ سی ہو جو مین مین ہوم مجھ سی باغ مین
کون حیلہ ہی جو پھر نگلگیر بوسہ لے سکے
نشہ می مین ساقی کے بوسے لیے
ہم گر کبھی پاکر مزے کے بی تامل لی اوے
ہاد ہوسی مستونکے آیا ہی ہاد جوش مین
ساتھ کیا دی گا سمند ناز کا میرا غبار
مثل بلبل طائر سدرہ کو لائی دام مین

ہمچو زلف تنگ تا سیکھی نالی بلبل لی اوڑے
آن شب وصلت مین خایدہ کل لے اوڑے
او نکو بھی صاحب انداز نہ تغافل لے اوڑے
جام کوئی اور کوئی شیشہ مل لی اوڑے
گل ترا خندہ تو میرا نالہ بلبل لے اوڑے
ہو جو غیرت خود بتا شمع کا گل لے اوڑے
ہم گرگ پاکر مزے کے بی تامل لی اوڑے
سیر تب ہو ہوش جب بیخبری کی قلقل لی اوڑے
آن ہوائی شوق کا شاید تو سل لی اوڑے
پنجہ چوٹی کا مجو او نکی شاخ سنبل لی اوڑے

نطق او نکو دی کی ہم نذر بلا دل کر چکے
اب بلا سے خال لے خط لی کہ کاکل لے اوڑے

چاہیے او نکو نازکے خنجر والے
جانین کیا میرے ترے ربط کو باہر والے
سنبل باغ بہت بل کی لیا کرتا ہے
ہنس دیے وہ سر بازار یہ بے آب ہوئی
خو ہوئی او نکی سکھائی جو ستم میرے لیئے
تیرے ارمان کے جان ہین ہر دلکو عزیز
یہ تری حسن سے ای حور یقین ہوتا ہے

سال ہا نظر آئین نہ کہین سر والے
بس مجھے کرتے ہین بدنام ہی گھر والے
چلیے دکھلائین اوسی بان کہ گھونگھر والے
اب خرف پاری لئی بیٹھی ہین گوہر والے
خیر اپنے ہی نہ سمجھین ترے عدو بشر والے
یہ وہ مہمان ہین جو بن بیٹھی ہین گھر والے
جھانکتے ہونگے مقرر تجھے اوپر والے

اور زاری کی سوا کسکا سہارا ڈھونڈھیں
زور والی ہیں ہم ای عشق نہ کچھ زر والے

کھوتی کاوش دلمیں نہیں کرتا کوئے
وہ مژہ چھوٹی بڑے سب ہیں برابر والے

بام پر تیرے تڑپ آئین تو کچھ دور نہیں
شوق والے تو ہیں ہر چند نہیں پر والے

سگِ دنیا ہی لڑتے ہیں جیفۂ دنیا کے لیئے
ہم نہ دارا کے طرف ہیں نہ سکندر والے

تازہ غزل ونسی نہائی ہی بچا ای شہ حسن
نطق پر ٹوٹ پڑے ہیں تری لشکر والے

یہ کوئی بت اوس ماہ لقا کو نہیں پائے
گال اور ونکی تلوے کی صفا کو نہیں پاتے

شانی ہی ہی یہ تہ گئی گذرے جو سل ہی
ایوای ہم اوس زلف رسا کو نہیں پائی

لے جای تازلف کی بو صبا ہی کر دین
پر تیری ہو اخواہ صبا کو نہیں پائے

تو اوسکے تہا آغوش ہین آغوش ہین تیرے
مشتاق مگر تیرے قبا کو نہیں پائے

سوتی ہو جگا لائین مرے ہو تو جلا لائین
افسوس شب ہجر قضا کو نہیں پائے

جور و ستم و مکر و دغا سب تو ہین حاضر
پر آکے صحبت مین وفا کو نہیں پائے

ای شیخ سنو میرے مروجا کی ہنون پر
بے انکے ذریعی کے خدا کو نہیں پائے

کچھ لطف بناوٹ کا حسینون ہی لیکن
بیساختہ پن کی اس ادا کو نہیں پائے

افسانی شے نادر و خیگیز کے ہم نے
ظالم ہین مگر تیرے جفا کو نہیں پائے

شاداب ہون برگ گل تر کہتی ہی لیکن
نرمی مین تمہارے کف پا کو نہیں پائے

خونین کفن ای گل گل لالہ تو ہین لیکن
شوخی لباس شہدا کو نہیں پائے

مرجائین عدو تو ہی نہون میرے برابر
ارباب ہوس اہل وفا کو نہیں پائے

تشبیہ لب یار سے ایسی ہوئے نایاب
بازار مین عناب و رطا کو نہیں پائے

گلشن کو دے نیا رنگ بہار
روق تماری آگے گل ونسی ہار

قطعہ

گلشن کی ہو ہوا وت تازہ بہار
چمپون پہ ہار ہون سمن خار
سنبل ہلین ہون سنت پہ ہار
ترکی کلا کمین چلین ہر
بیتابی تن مین سرو ہوا ہی
مستونی ہو ہوا ہی ہر
ہم نہ دارا کے طرف ہیں نہ سکندر والے

شاعر تو بینی بہرتی ہوای نطق مگریم
رمز سخن ماہ لقا کو نہین پاتے

خواب تو چلدی خیال گلعذار آنکھون مین ہے
رشک سے پتلی بھی اسدم ناگوار آنکھون مین ہے

تو کہین جاگا ہی سرخی آشکار آنکھون مین ہے
رات کی بدمستیون کا سب خمار آنکھون مین ہے

ایک تو آنکھین یون ہین قاتل تس پہ اون کا فر رے
قہر او سر مہ دنبالہ دار آنکھون مین ہے

حسن کے خوبی سی کس کس کا ہے منظور نظر
ایک پتلا خاک کا پتلی ہزار آنکھون مین ہے

آج جو دیکھا نہین اوس گل کو تو میری نگاہ
ایسی آنکھون مین کشکتی ہے کہ خار آنکھون مین ہے

دیکھنا مایوسی دیدار مین دنی کا رنگ
ہر نگہ کا تار خون کی ایک دھار آنکھون مین ہے

گرم ہی اوس جان جان کے آمد آمد کے خبر
دل مین بیتابی ہی جوش انتظار آنکھون مین ہے

قسمت اپنی پھرتی رہتی تھی تری نظرون کی طرح
بس ہماری گردش لیل و نہار آنکھون مین ہی

چشم بد دور آج کل مشق تصور صاف ہے
رات دن آٹھون پہر دیدہ نگار آنکھون مین ہے

ہون وہ سادہ جو ئی وصدی پر کشتی کا رکی
دلمین کیا کیا جوش کیا کیا انتظار آنکھون مین ہے

کیا شب غم مین کدورت نی اوڑا رکھی ہے خاک
ایسی نکھری چاندنی وہ ہی غبار آنکھون مین ہے

جا پڑی جس پر نظر تلوار او سر آپڑے
آنکھہ تیری ایک ای قاتل ہزار آنکھون مین ہے

ٹکٹکی پڑتی ہے نگاہون سی نمائی دی خیال
سچ کہو کیا دلمین حسرت ہے کہ پیار آنکھون مین ہے

نطق دیکھو کھینچ لائی حسرت دیدار کیا
دل جو پہلو مین تہا وقت انتظار آنکھون مین ہی

دربان بدمزاج کو صاحب نکالیے
بہتر ہے اس سے ماؤلا کتا جو پالیے

آسیب مین نہین ہون جو مجھکو نکالیے
ہان یہ عدو ہے گھر کے بلا اسکو ٹالیے

یہ نالوتوان ہونہین کہ مانند بوی گل
پھرتی ہی دوش پر مجھے باد صبا لیئے

یون بھی ہی شکل دید کہ پھر تفتہ یار
تازہ نگاہ شوق سے حالی نکالیئے

آزردہ خاطری سی مزاج مریض ہین
جاتا ہون ماتہ سی مجھے صاحب سنبھالیئے

باد صبا نے جتنے کرائے تھی برگ گل
ہمنے سمجھ کے لخت جگر سب اوٹھالیئے

معلوم ہوگیا ہمین خوشن چشم آپ ہین
بس بس نہ بیجھابت آنکھین نکالیئے

اونکی حضور نے اوبانہ ہی خندہ زن
گل کو ہمین ہے کان پکڑ کر نکالیئے

کیسے چمک دمک کے ہین نو نہین بجلیان
چلئے نہال طور مین شاخین نکالیئے

اسدم ہی سبکو جلوہ ساقی سے بیخودی
کس کس کو بزم بادہ کشان مین سنبھالیئے

ایدل ہی پردہ داری پردہ نشین ضرور
دود جگر کو پردہ شب مین نکالیئے

کیسے لگی تھی ہی کہ پروانہ جس مرا
کیا آگ تھی اوس آگ کو دوزخ مین ڈالیئے

یہ لن ترانیان تو کسی اور سی رہین
موسی نہین ہونہین جسے باتو نہین ٹالیئے

یہ پیچ ہی کہ یار کے ہی سر چڑہی ہوئی
دم بھر ہین ورنہ زلف کا سب بل نکالیئے

ہر دن نکالتے ہین مجھے اپنی گھر سی آپ
میرے بدل کبھی مرے حسرت نکالیئے

زلف سیاہ سانپ ہے لیکن بلا کا ہے
کالا وہ نہین ہے جسے کیل ڈالیئے

مضمون یہ نہین ہین در آبدا ہین
گوش نہیم مین انھین ای نطق ڈالیئے

الحمد للہ کہ یہ دیوان نطق جلد دوم منجملہ کلیات نطق ۲۰ اگست ۱۸۸۱ء کو حسب فرمایش
مصنف صاحب سلمہ اللہ مطبع صبح صادق سبتاپور مین چھپکر تمام ہوا فقط

واسوخت فغان نطق موسوم باسم تاریخی

۱۲۹۰ ہجری

عشق کے نام سے بس روح کو بیزاری ہے
نخم سی دم ناک مین ہی جینے سی جی عاری ہے

جان دوبھر ہے مجھے زندگی اب بھاری ہے
زہر کھا لینے کی مرجانی کی تیاری ہے

بسر اندوہ مین کرنے سے نکرنا بہتر
ایسی جینے سی گلا کاٹ کے مرجانا تھا

وجہ کیا کس لیئے معذور رہون کیا حاصل
خرد و ہوش سے کیون دور رہون کیا حاصل

خون دل پی کے مین رنجور رہون کیا حاصل
ہوکی فحتیا رجو مجبور رہون کیا حاصل

زہر کیون کھاؤن گلا کسلئی کاٹون اپنا
آپ سے سے فیصلہ چکا لون اپنا

آج جی روز کے قصہ کا بکھیڑا ہو جاے
فیصلہ آج کے دن میرا تمہارا ہو جاے

ہان ذرا شکوے گلی کا مجھے ایما ہو جاے
یکسوی ہو کہین جو کچھ کہ ہے سو نا ہو جاے

آج جی کھول کی مین کہنی پر آمادہ ہون
آج تم ایک کہو مجھکو تو مین لاکھ کہون

کیون لبون چیرسے دبنی کا سبب پوچھتے ہو
بات بیڈھب کسی پہلو کسی دب تو گئے

گرم ہو کر کوئی فقرہ بغضب تو کہئے
باتین کل تک جو کہین تھین مجھی اب تو کہئے

کیا مزا آج مین کنجی کا چکھا دیتا ہون
بدزبانی کا صلہ دیکھی کیا دیتا ہون

آج پہر کل کی طرح ہونٹھ چبا لو تو سہی
تیوریان بل لو ذرا آنکھین دکھا لو تو سہی

نوک کی لو تو سہی منہ کوئی اٹھا لو تو سہی
مجھ سے بگڑو تو سہی مجھکو منا لو تو سہی

اور ہی ڈھنگ ہے اب خیر خدا سے مانگو
رنگ ہی رنگ ہے اب خیر خدا سے مانگو

لطف اب آپ کو ہے تازہ ملاقاتون سے
صحبتین رہتی ہین بد وضعون سے بد ذاتون سے

اس طرف کی نہ چلے راہ بہت راتون سے
یک گیا یک گیا دل میرا انہین باتون سے

۲۰۷

پیش ازین گفتگو کبھی بات نہ کرآتے تھے
گفتگو کرتے ہوئی شکل بگڑ جاتی ہے

شرم بیجا عرق شرم مین نہلاتی ہے
چلکے ہر بزم مین منہ کی نہین کہلواتی تھی

جیسیتے بنی کبھی محفل مین آسکتے تھے
آنکھین ہمچشمیو نسی دم بہر ملاسکتے تھے

اب تو ہر روز ترستے ہین ہزارون فقرے
شوخی ایجاد ہوا کرتے ہین بسنے بیٹھے

آنکھین بے پردہ لڑا کرتی ہین با غیر و نسے
میلا رہتا ہی نظر باز و نکا کوٹھی کے تلے

گھات دل لینی کی کیا کیا نہین سیکھے ہوئے
خلق اب تو جگت استاد دبا ہی ہین

سیکڑون طالب دیدار ہزارون شیدا
واقعی اب تمہین کیون ہوگی ہماری پروا

خیر ملکو بھی نہین لطف ملاقات ذرا
ہٹ گیا ہٹ گیا دل چھٹی چھوڑا چھوڑا

آدمی آدمی بالفرض جو ہوجاوگی حور
دور سے دیکھ کے کہدینگی چلو دور ہو دو

آگیا تھا نہ ابھی دل ہی کچھ ایسا حضرت
ہوگئی تھی نہ کچھ انداز سے باہر الفت

ناز نخرے نہ ہنوز ایسے بنے تھے آفت
بات اتنی تھی فقط دیکھ کے اچھی صورت

بھر بھرائی تھی طبیعت مری کچھ تھوڑی سی
بھر گئی تھی یو مین نیت مری کچھ تھوڑی سی

آپ کو زعم ہوا یہ مری الفت مین ہی چور
آج کل اس سی جو کہدو نکا کر نگاہ غرور

ستم و جور بھی سب جھیلینگا حتے المقدور
یہ نہ سمجھی کہ یہ اس چال سی ہے کوسون دور

خیر گزری جو طبیعت کہین ہٹ گئی تھی
آپکے دام سی کب آج رہائی ہوئے

شکر صد شکر بلا آئی ہوئی سر سی ٹلے
بخت یاور تھا نہ کچھ چرخ ستمگر کے چلے

چھٹ گئی تھوڑی سی کاوٹ مین وہ حضرت آگئی
ایک ٹلکی مین طبیعت ہوئی ہرا بھری بہلے

خوبصورت ہون جسے ہر شہر اور گھر دیوانہ
آدمی کون بلا ہی تم کو دیکھون

اب تو فرمائی کچھ حسن کا نشہ اوتر ا
خواب غفلت مین ہو اب تک کہ ہوی ہوش نہ آیا

یاد ہے یا کہ نہیں کچھ تمہیں اگلا کھیلا
اب بھی ہے یا کہ نہیں جوصلہ رو جفا

کیا کہا پھر تو کہو کیسے سناؤ نہ تمہیں
شرم ہو جس بات میں وہ بات سناؤ نہ تمہیں

سنیے ہوتا ہے تو ہو شوخ مجھے کیا کہنا ہے
کچھ نہ بنی کی خوشی غم نہ بگڑنے کا ہے

بیٹھنے کے مجھے صاحب کے تمنا کیا ہی
مقصد جانکا جو ہے جائے وہ رستا ہے

رو نہ جانے کا وہ ڈر ہے نہیں حد تہا تب
کچھ یہی تھی نگہ خطرات نہیں حد تہا

اب کہلای خدا مجھکو تمہارے صورت
پھر نے سر سے نہ سر پر کہیں ہی آفت

ہو چکی ہونی تھی تقدیر میں جتنی فرقت
سن لے اللہ میرے کہ بھری یوں نیت

کچھ نہ جادو کا اثر ہے نہ دعا کی قدرت
بھری کشتی طبیعت ہی خدا کی قدرت

اور کہہ کے پھر بیٹھ گئے کیوں سے سبب کیا اسکا
جی مگر چاہتا ہی اور ہے کچھ سنیے گا

خیر معذور رہوں لیکن تمہو پھر اسکا گلا
ابھی جانا ہے تو وہ گھر کا ہی سیدھا رستا

آج بر سو میں جو تشریف یہاں لائے ہو
طلبیدہ نہیں سے ہو یوں ہی سہو

بیٹھنے کی ہے اگر تمکو ضرورت بیٹھو
ہو جو حواہان اجازت تو بجا جت بیٹھو

جائے اندیشہ نہ کچھ ہی قباحت بیٹھو
پر ذرا پاس سے ہٹکر بفراغت بیٹھو

وہ گئی بات جو تو قیر سے ٹہلاتے تھے
بیشتر دوڑ کے دروازے تک آتی تھی

اب تو ایک اور ہی لڑکے ہی خاطر منظور
اب تو ایک اور ہی ہی مد نظر غیرت حور

ایسا انسان تو دیکھا نہیں چشم بد دور
منہ نہیں ہے جو کروں مدحت شکل پر نور

آنکھ موسی کی نظارے سے جہنک جاتی ہے
سامنی آنکھ کے بجلی سی چمک جاتی ہے

شکر صد شکر کہ معشوق طرحدار ملا
جو سراسر صاف تھی صوف ہی یار ملا

میں جو عمدیدہ تہا محبوب ہے غم خوار ملا
اب تجھی جنس محبت کا خریدار ملا

حسن ہی موجِ وفا ہے جی مروت ہی ہے | ناز ہی غمزہ ہی شوخی ہی شرارت ہی ہے

تمسا عیار نہیں مفسدہ پرداز نہیں | تمسا بدوضع نہیں مونس غمّاز نہیں

تمسا بیرحم نہیں خانہ برانداز نہیں | تمسا زردوست نہیں حرص نہیں آز نہیں

تمسا ہرجائی و مکار و ستمگار نہیں | بس سوا تیرے ابھی تک کوئی یار نہیں

قصہ کوتاہ وہی ہر بات میں پایا یکتا | نقش پا آپکے نقشے سے ہے اوسکا اچھا

ایسا انسان حسین ہمنے تو دیکھا نہ سنا | نہ اگر آپ کو باور ہو یہ کہنا میرا

تو ابھی دوسرے گھر سے بلا لوں اوسکو | روبرو آپکے پہلو میں بٹھا لوں اوسکو

ابھی عارض سے نقاب آپکے تو جیرت ہو جائے | رنگ تبدیل ہو کچھ اور ہی صورت ہو جائے

تم جو اوس سے مری گر می صحبت ہو جائے | رشک حق ایسا کرے تب کی حرارت ہو جائے

تم سے جب ہی مزاج اوسکا ترا بول سکو | تب کہے مجھسے کہ کچھ آپکی تعریف کرو

میں کہوں یہ ہیں وہی نام نہ لونگا ان کا | اب سے دو ارنگا میں عاشق تنہا نہیں کا شیدا

ستم و جور و تغافل ہے انہیں کا شیوا | رات میں جو کہا تنہا وہ انہیں کا قصّا

دیکھ لو دیکھلوا نکو وہی حضرت ہیں | کیا محبت کی بشر ہیں ہمہ تن الفت ہیں

جب ہے سن پائی تو کیا کیا نہ ستائے تمکو | قہقہے ایسے لگائی کہ رولائے تمکو

پیشتیاں بیتی ہوئی لاکھوں سنائی تمکو | منہ ہی تکتی رہو کچھ بات نہ آئے تمکو

چاہو ہنچ ہو کی جو اوٹھا تو پکڑ دامن | کہی بیٹھو بس اب چھیڑینگی ای مشفق من

الغرض آگ میں دو آگ لگائی یوں ہی | بیٹھو جب تک یوں ہی چھیڑی وہ سائی یوں ہی

منہ چڑھائی یوں ہی ہنس ہنس کے رولائی یوں ہی | جاؤ تو شور و ٹسکی کہ ستکے بٹھائی یوں ہے

دست حسرت ہی دہر ب تو جہائی کیونکر | اور امید ہر یہ جلے دل کے پھپھولے پھوڑے

دیجیان خوبی لے جامۂ زیبائی کے
قدر جاتی رہی سب خوبی و رعنائی کے

سامنے اوسکی ادائیں ہیں ہو سودائی کے
مرنے مرنے کبھی سوجھی نہ خود آرائی کے

ناز ہو جائیں فراموش شرارت جاوے
یہ کہو ہمیں کہ چہرہ کی ہی رنگت اوڑ جاوے

کہئے مشتاق اگر ہو تو بلاؤں اوسکو
نہ قباحت ہو تو خود جاکے لیاؤں اوسکو

ہو جو منظور نظر تو میں کہاؤں اوسکو
آئے دہر بیٹھیں اِدھر لاکی بٹھاؤں اوسکو

جھوٹھ جھوٹھ آج کہتی ہیں ابھی آج ہو جاوے
مجھ سی جھوٹی کے یہ ایک کہی سچ ہو جاوے

کہئے فق چہرہ کا یوں رنگ ابھی سی کیوں ہے
بدحواسی کا عیاں ننگ ابھی سے کیوں ہے

سانس سینہ میں اجی تنگ ابھی سے کیوں ہے
گھر چلے جانی کا آہنگ ابھی سی کیوں ہے

ابھی دیکھا نہ رخسار کو دیکھا بھی نہیں
کیوں نبی پیکر حیرت کہ وہ آیا بھی نہیں

کیا ہوئی دعوے وہ بیباکی و عیاری کے
کیا ہوئی زعم وہ پرکار و طرّاری کے

کیا ہوئے زور وہ تندی و ستمگاری کے
بزدل ایسی ہوئی جاتی ہو کہ توبہ توبہ

حجل ایسی ہوئی جاتی ہو کہ توبہ توبہ
آدمی پہ بھی ہیں اور وہ بھی انسان

ایک کیسا ہی ناں منہ ہی ہی ایک زبان
ذکر سے اوسکے اوڑی جاتی ہیں ناحق اوں

ہوئی جاتی ہو پریشان عبث ہوں حیران
نہ بلاؤ او سی ہر بار یہ کیا کہتے ہو

بخشو بخشو ہوں گنہگار یہ کیا کہتے ہو
اب جو اظہار ندامت ہی تو کیا ہوتا ہے

کہیں بدکام کا انجام بھلا ہوتا ہے
نشو نسی مجھے شکر رسوا ہوتا ہے

عذر سے گھٹتا ہی جی دم چور کا ہوتا ہے
اب قسم کھاؤ نہ للہ حفا کاری کے

از سر نو نہ بدو شروع وفاداری کے
روئی رہو نے سے دھوئی گئی کدورت دل کی

گرم جوتی سے بہر کتی ہے حرارت دل کے

خود دریافت جو کی ہین نی حقیقت دلکی
پھر ملون نسی یہ ہرگز نہین نیت دل کی

دل کا دستور یہ ہے جس سے خفا اوس سے خفا
نملا پھر نملا جس سے روکا اوس سے روکا

آپ غیرون سی ملین مجھسی علاقا کیا ہے
منتین ہین یہ عبث ایسے تمنا کیا ہے

ایک بندی کی نہ ملنی ہے بگڑتا کیا ہے
مجھ سی عاشق ہین ہزار آپ کو پروا کیا ہے

جائی جائی ابد وضعونسی صحبت رہیے
جو وفادار ہین انکو لی خدمت رہیے

صلح مجھکو جو نہین مدنظر آپ کو کیا
مین صفائی نہین کرتا ہون اگر آپ کو کیا

دل جو مائل نہین ہوتا ہی دہر آپ کو کیا
مین سمجھتا جو نہین نفع و ضرر آپ کو کیا

کچھ نفرمائی بجا کرتا ہون
آپکو کیا ہی مین اچھا کہ برا کرتا ہون

خیر سے جو کر ہوا شر مری جانب سے ہوا
ستم و جور سراسر مری جانب سے ہوا

رنج پر رنج برابر مرے جانب سی ہوا
جو نہونا تھا وہ تیر مرے جانب سی ہوا

میرے ہی لمین تو اکثر سر بیداد رہا
رحم پر تم رہے ہین بر سر بیداد رہا

مین ترے ہی لئے ملامین نی جلایا تمکو
مین رقیبونسی سنسا مین نے رولایا تمکو

مین تمہارا ئی جفا مین نے ستایا تمکو
مین تمین یاد رہا مین نے بھولایا تمکو

جاؤ جاؤ نہ بہت باتین بناؤ مجھسے
ہٹ کی بیٹھو نہ لگاوٹ پر اؤ مجھسے

غیر ممکن ہے کوئی صلح کی نکلے صورت
ہوگئی آپ کے اب شکل سی ہمکو نفرت

بس ہمین چوری فرمائے قطع الفت
جائے رکھیئے اونہین مکھسون سی صحبت

آپ کو صحبت اغیار مبارک صاحب
اور ہمکو بھی نیا یار مبارک صاحب

صلح کا ذکر نہو اب چھوڑ دی ہین صاحب
راہ لین گھر کے عبث آپ اڑی ہین صاحب

لوگ مجری کی سلاحی کو کہڑے ہین صاحب
پردہ دائی سی کئے قید پڑی ہین صاحب

قطعات

آپ تشریف جو لیجائین تو جگر آ جوئے
مخلصے سب کے ہو جب آپ ہی جیتا جوئے

وجہ خاموشی و زاری کی بتاؤ تو سہے
کیون کہے جاتی ہو سر اوپر اوٹھاؤ تو سہے

غش کے آثار ہین کیون ہوتے ہین آؤ تو سہے
تا زبان حال جو کچھ دل کا ہے لاؤ تو سہے

دل ہی بیتاب جو بیتاب ہین دیکھا ہی
کہدو جلد اسکے لئے نقشہ کیا ہی

مین جو کہتا تہا کہ پچتاؤ گے مجھسے نہ پھرو
ملکے ناجنسون سے گھبراؤ گی مجھ سے نہ پھرو

آدمیت سے گذر جاؤ گے مجھ سے نہ پھرو
خوار ہو کر یہین پھر آؤ گے مجھ سی نہ پھرو

کیون جی کہتی نہین اب ہی وہی صورت کہ نہین
ہے وہی لت وہ خواری وہ ندامت کہ نہین

وعدہ تین کہا نیکو رہتی تہی جو ہر دم تیار
غم کا اب رنج نہین کہا نیکو آتے غم خوار

نشے پانی مین جو ہوتی تہی شریک سرکار
آکے کرتے نہین کچھ فکر پئے دفع خمار

وہ ہوادار نہین ہین وہ ہوا خواہ نہین
اب تو گمراہ کوئی تا ہین ہمراہ نہین

رنگ صحبت کا جو بگڑا تو ہوا یہ انجام
پاس اپنے نہ بٹہاتا ہے کوئے خاص نہ عام

صلح کا جو سے بصد عجز جو ہوتا ہے پیام
یاد آیا مجھے اوستاد کا اس وقت کلام

یار الفت نہ کیا جبکہ حریفون نے پسند
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

خیر گومنے نہ ملنے کی قسم کہائے ہے
دل لگی گرچہ کسی اور سے ٹہرائے ہے

پر نہین اب بھی جو دبنی و خود رائے ہے
جیمین اسدم کی خوشامد سی بات آئی ہے

مکث اس حال مین ہی مذہب الفت کی خلاف
پہلے تقصیر تو الدہی کرتا ہی معاف

لبر اوٹھاؤ لپٹ جاؤ مرے سینے سے
دلکو مین صاف کرون بیچ سی تم کینے سے

زہر کا نام نہ لو ننگ ہو جینے سے
توڑو کنگھی کو نہ منہ موڑو اب اینٹھی سے

اوٹھو گھر جاکے ابھی وصل کا سامان کرو
یاد اب مجھی کرکے بھولی سے نیا بجان کرو

جو کہ ہو وصل کا اسباب ہمارے گھر مین
رکھو موجود مہیا اوسے پیارے گھر مین

جو نہو ہمسے وہ لو سب ہے ہمارے گھر مین
آج پیر عیش کا ساماں ہو ساری گھر مین

مطرب ساقی و مینا و مے چنگ و رباب
سب مہیا رہین لو شام ہوئی جاؤ شتاب

گزری بالو تنکا نہ اڑ کر دہر خدا
باعث ان سب کا جلال و غضب عشق ہوا

دوسرے شخص سے ملنے کا فقط شوق سوا تھا
جھوٹھ موٹھ آپکو چھیڑا تھا بنا کر فقرا

نہ یقین آئے تو لو دیکھلو مکرا جا کر
ہو جو کوئی تو بٹھاؤ مرے آگے لا کر

جانتے ہو کہ نہین کون ہین کیا ہین ہم لوگ
سحر ہین قہر ہین فتنہ ہین بلا ہین ہم لوگ

چند گنتے کے میان شعرا ہین ہم لوگ
یہ تو سب کچھ ہے مگر اہل وفا ہین ہم لوگ

خوب تر جانتے ہو کیا ہوئی اور کیا ہوئے
جان پہچانتی ہو جسکے ہوا دیکھے ہوئے

للہ الحمد ہوئی خوب صفائی حاصل
بیشتر سی ہوئی وہ چند طبیعت مائل

ملتے ہی سینی ہے سینے کے ملا دل سے دل
رہ گئی اپنا سا منہ لیکے عدو ہو کے خجل

پھر وہی نطق وہی روی وہی محبت ہے
پھر وہی شک رقیبو نکو وہی لت ہے

غزل فارسی

انیک شہید حاضر و من دادخواہ تو
خون میچکید ہنوز از تیغ نگاہ تو

از خاک من دمیدہ گل رنگ ناب مین
دارم ہنوز خستہ طرف کلاہ تو

عشق رقیب بر تو نہ من بستہ ام بزور
از رنگ خویش پرسش چہ گوید گواہ تو

امشب بکوی غیر تو رفتہ زمن نہان
مہتاب دیدم از اثر گرد راہ تو

سرمہ کشید و ساخت مرا زین سخن خجل
چشم پر آب کرد اثر دود آہ تو

بخود و بشوق بوسہ ربودن گناہ مین
پردہ کشیدہ رخ نمودن گناہ تو

در سیر باغ از رخ گل بوسہ گرفت
شد نطق را نشو حی رنگ اشتباہ تو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشعار متفرق از دیوان مؤلف شدہ

لکھا کلک عقیدت سی جو مطلع نعت حضرت کا
سر دیوان مری طغرا بنا مہر نبوت کا

رخسار سے نقاب جہان نشک ماہ اوٹھا
اوٹھہ جاہی یہ حجاب ہی اوپر نگاہ وتہا

اب شاعری تو کیا ہی مگر اتنے بات ہے
تکلیف درد دلسی کبھی کچھ کراہ اوٹھا

داغ جنونسی جسم جو گلدستہ ہوگیا
زینت اوس انجمن کے مین دلخستہ ہوگیا

سنا خدا نی اگر منے اسے ہنوز نہ سنا
ہزار شکر مرا نالہ رائگان نہوا +

قارون تو قارون ذرا نجنو کو دیکھو
ملتا ہی اگر زر تو کسی دہر نہین آتا

دعوی محفل فروزی سب عیان ہوجائیگا
شمع کا منہ اوسکے آتے ہی دہوان ہوجائیگا

خوگر بیداد ہین کیا اوسکی گردش سے زمین
جور گردون غمزہ چشم بتان ہوجائیگا

کیا خبر تہی ہمکو ہین بیٹھی گا قاصد خود قریب
جاکی اوس کوچی مین وہ بہی پاسبان ہوجائیگا

ربط دشمن کی کرینگے چرچی خود اونکی جلیس
نطق تم چپ ہی رہو آپہی عیان ہوجائیگا

اغاز عشق مین وہ جو کچہ ہوا دل اسا تہا
نوبت باین رسید کہ آخر جنون ہوا

ہان ایسی ہی سنائیگا وہ بدمزاج ہے
یوہی مزاج کیون کوئی بیمار عشق کا

طمع و حرص کو ای نطق نہ پہلے دیکہا
سنے تمہی کو یہان ہاتہ ہی ملتی دیکہا

مدعی کیا ہین مدعا نرہا
قطع امید کی گلا نرہا +

مجہ مین قاتل مین جو قصہ تہا
ایک ہے ہاتہ مین لگا نرہا

تم نہ آئے اگر اوٹہانیکو
تو مرالاشہ کچہ پڑا نرہا

کیا لگاؤ اوسنے لاگن تہی جہوٹی
واہ رے بخت کچہ لگا نرہا

ترے کوچے میں مرنے کا سبب آج کھلا
تھا اسی خاک پر آخر ہمیں لسمل ہونا

ہاتھ یہ گرد اڑاتی وہ مٹھی بھر خاک
جسکے قسمت میں تھا ای تعلق مراد ل ہونا

دیکھنے والونکو سرمایۂ سودا ٹھہرا
گیسوئے یار شب خواب یلخا ٹھہرا

قاتل سے مدعی میں ہی خون کے عزیز
بعد القصاص کے ہی بکٹیرا لگا رہا

کیا خاک میں نے لطف اوٹھایا شب وصال
شب بھر مجھی تو صبح کا دھڑکا لگا رہا

کس منہ سنو لایا مجھے غفلت نے الٰہی
مردہ بھی میری بے خبری کو نہیں پاتا

اب انقلاب ایسا پروردگار ہوتا
وہ دوست دشمنو نکا یار ہوتا

نہیں تاب بیٹھی سر عشق میں بیچارہ تھا
اضطراب دل ہی جنبش میں مرا گہوارہ تھا

کسکے پھینکنے کی صدا پھولی پھٹے ہم
اور وہ فوج خزاں کی فتح کا نقارہ تھا

جو ضد دیدی ہو تو دیدار چھوڑا
بگڑتے جو ہو پیار ہی پیار چھوڑا

بتجھے تیری عصمت پڑای یار چھوڑا
اکیلا اللہ دیا ہی شک غیر سے

نہ انصاف چھوٹا تو پھر کیا کروگے
جلانے سے رقیبونکی سو بار چھوڑا

مزہ ایک پہر وعدے کی تکرار میں تھا
غضب ہو گیا اوسنے انکار چھوڑا

مجھسے وہ روٹھنا گیا ہی من جائی گا
یہ نہ اے نحیر سمجھا کہ ترا یار ہوا

جرم بے ہی مری شمع کو ڈھالا ہی فلک نے
جلنے کو مری خاک سے پروانہ بنایا

اوس شمع تلک پہنچی رسائی نہیں ممکن
کیا بخت نے پر سوختہ پروانہ بنایا

کہتے ہیں وہ تجھے ہو جو دعوی نیاز کا
آسا منی حریف ذرا انکے ناز کا

احسان نہیں سہی نگہ دل نواز کا
ممنون ہوں کاوش مژہ ہای دراز کا

ٹھہری جو نارسائی تو ہاتھونکا کیا گلا
ہیں شکوہ سنج ہوں تری زلف دراز کا

قتل منظور ہے تو لسیم الصبا
ڈھونڈھنا کیا کسی روایت کا

ہجر میں ضعف کر رہا ہی غضب
یاد وہ ہی تری نزاکت کا

یہی باعث ہے ان بیتابیوں کا
ترا پردہ ہے پردہ در ہمارا

گرمئی قارسی سے بیاباں جلا
لگ گئی ٹھوکر جو طپنی میں تو امان جل اٹھا

گرمئی نظارہ لوٹا ہو تو پگھلا دا سر
یہ تو پڑی ہی ہے کاہ پرہ تباہ ایجان جلا

آتش افروزی تپ غم تی ہی
داغ نی

جاتا ہے تو تسکین دل زار کئے جا
پھر چاہے نہ آنا مگر افرار کئے جا

مشق ستم اے ترک جفا کار کئے جا
دم مجھ میں ہے یا نر ہے وا کئے جا

سمجھو کاہ ہم ہیں کوہ تمکین
سنبھلا کو سے لگا ہمارا

حضرت یوسف تو پیغمبر ہے ہو کر رہ گئی
ان بتوں نے تحسن سے دعوی خدائی کا کیا

ستم گار ربائے مائل ہوا
بلا جان کے واسطے دل ہوا

چہرہ بخا نظر کام کرنے لگے
جسے تو نے دیکھا وہ بسمل ہوا

نالہ جو مری سنا تہ تم اے بلبلو کہنجو
آجای کلیجہ سر منقار تمہارا

ندیم کا نہ تغافل نہ قصہ خوان کی لاں
دماغ ہی نہیں اب انکو مری کہانی کا

جو کچھ کیا تری آنکھوں نکی گردشوں نے
عبث گلہ ہی مجھی دور آسمانی کا

شک تہا اللہ ہیں پر اب ہے ہو کے الفت کا ہم
بی یقین پہلے سے تہا وہ گمان ہی ہو گیا

گرمئی گریہ سے اشکبار دم میں چنگاریاں
خونچکاں خود دیدہ تہا آتش فشاں ہو گیا

جال بیتابی کا بیتابی سے ہمارے روبرو
رنگیا اکثر تو تہوڑا سا بیاں ہی ہو گیا

آخر مرا تعلق اتنا بڑھا کہ اگر
رنگ ملال چہرہ پر انکی بھی آگیا

کیونکر ترے بوسہ عیب جو کا لی نہیں ہی عیب
جب عیب نہیں ہے عیب تو وہ بھی نہیں ہی عیب

آپ صاف گال بچی ہین چین جبین ہے کب
بوسہ مین چھوڑ دونگا تمہاری نہیں ہے کب

ساتہ دم کی ہی برنگ مرغ بسمل اضطراب
موج سان داخل ہی کیف نہین ہے وتاب

کیا قیامت وہ قد درخ لای ہنگام شباب
شور ہے ہر سو سوا نیزی پر آیا آفتاب

کیا اشاری کیا کنای یا یہ کہ ابرو ہین ہین
کلیات حسن مین یہ بیت دیکہی انتخاب

پانی پانی اوس رخ رنگین آگی ہوگئی
خود بخود کھنچی لگا گلشن مین گل سی گلاب

نہ بہت غم کہلا تیرا ہے اب
اے فلک خوف استلا ہی اب

میری کیا شامت تہی بلوا تا اگر یہ جانتا
ساتہ اپنے میری گہر دشمن کو لاتین کی آپ

کے تہی ہنگام خزان شیخ زمانہ سی بعیت
پہر بہار آئی کرین پیر مغان ہی بعیت

مئی کی مانند نہ کیچ ای بت بدمی نوشن بہت
آ لپٹ جا ہی تجہی نشہ مجہے جوشن بہت

جائی وہ ماہ کدہر کسکی کشش کامل ہو
مثل ہلی کی ہین کہولی ہوے آغوش بہت

پہاڑ کر پڑی ابہی گہر سی نکل جاؤن گا
مثل نکہت کی او بہاری مجہی چوشن بہت

یاد آیا دیکہکر اب صبح کے مجہکو شفق
خون روتا تہا فلک اوس ماہ کی حسرت کیوقت

سو جگہ سے بدن زار ہے بل کہائی ہوی
ہوگیا لٹ کی غم زلف مین بس لف کی لٹ

رہگیا پردہ تری لب کا مسی کے باعث
نیل چپ چپ گئی بوسونکی اسی کی باعث

کیا کرین شکر ستم جبکہ حلاوت ہی نہین
تو تو بیرحم ستاتا ہے کسی کے باعث

کہین جو قیس کو لیلی کا سن لیا مجنون
تو پہر کریگا ستر غمزے سار بان کیا کیا

یہی ہے جہین کہ اب بوسہ مانگ کر کہائین
تری زبان سی مزی دینگے گالیان کیا کیا

کیا شکوہ کرون ای دل ناکام کسی کا
منہ نوچ لی غیرت جو مین لون نام کسی کا

یا رب محیط جھکی کوتل مین نمک مین
ایکن بوسہ جو لوں تم سے دس کرتی مین
یہ چھیڑ ہے دہنسی جانی کی کو
محیط خون مری چشم نم کے پردے مین
علاج اسکا کرینگے جناب عیسے کیا
جو میری موت ہی آئی ہو غم کی پردے مین
لکھی تھی بخت مین عاشق کی فربہی شاید
ہوئی ہی شکل بیل کردرم کے پردے مین
جو دور دور سی مشتاق لوگ آتے ہین
کوئی تو پردہ نشین ہی حرم کی پردے مین
شکر ہے کیا کلکم مین نمک ہے کیا تبسم مین
زمانی بھر کے گویا خوبیان سب جمع ہین تم مین
پڑتا ہی مین ہی رومی کشان پر ایک جوبن ہی
مگر کہتی ہین دہی جوانی پیر مغ خم مین
شیوہ تقلید مری طبع گرامی کا نہین
جرعہ کش ساغر مین صہبا نہ جامی کا نہین
اگر اوس رخسی دعوی گل کی بانو نسی مل والون
دہن مین گفتگو غنچہ کی تو مسہ مسل والون
جاتی ہی تیری ہوگئی بے رونق انجمن
گویا کسی چراغ مین کچھ نور ہی نہین
پوچھو نہ انتظار کے لذت کہ وصل پر
وہ ہین مصر مگر ہمین منظور ہے نہین
وہ گور پر نہ ہمکن آ کی شرمسار کرین
کہ جان بھی تو نہین پاس کیا نثار کرین
آرزو اوسن بت بی فیض سے ہم رکھتی ہین
ابر تصویر سے امید کرم رکھتے ہین
لاگ پر وہ اوسی ہو کہی ہین جا لانکہ یہان
بید ماجنی سی لگاوٹ کی بھی تاب نہین
آہ کالا منہ ترا صبح فراق
یہ اوداسی شام ماتم مین کہان
شرار آہ سنے جا کر رخ مہ پر خیالی فشان
لگا یا دود دل فی الت کا جل چشم نجم مین
تمہین مثل صنوبر خوش قد و مین سرفرازی ہے
حسینو نہین ہیون ممتاز جیسے ہ انجم مین
لڑو اکی سر بزم غضب ناکی مین آنکھین
ایک ایک کو ایک ایک سے لڑو انکین آنکھین

ای پری سیر کو ان تو بھی آ ان ملا
جوش وحشت نے بنایا ہے تماشا مجھکو

رشک اغیار مری واسطے شیطان بنا
جنت کو چھٹ جانان سے نکالا مجھکو

نہیں ہے حرز معین پیش دل کو
اصول نقض کی حاجت نہیں ہے کچھ کو

تمام عمر رہا صدمہ اوٹھنے کا
جگر کو پکڑی ہوئی ہوگی ہاتھی ہر دل کو

کشش سے قیس کے لغزش میں پائی ناقہ نے
ذرا سنبھالی ہوگی ساربان محمل کو

اشک و آہ و آب و ہوا سوز و گداز و تپ و خاک و آگ
چار عنصر ہیں ہی جسنے بنایا دل کو

اتنی بندش ہے مگر پھر نہیں چھٹتی وہ گلے
جب نہ ہوگی تغافل دہن یار کو

ہے عبث فکر ستم عیار کو
باز خیال کی کیا مجھ نے ارکو

سن لے نالی چھیڑ کر مجھ زار کو
ہاں ذرا زخمہ لگا دینا تار کو

یہ لب عناب سے لب ملا دو
مریض عشق ہوں مجھکو دوا دو

کہانکی شرم اب جلوہ دکھا دو
تکلف بر طرف پردہ اٹھا دو

عبث بوسی کی ہے بیتابی تجھ کو
ہوت دو تو ابھی لو دیتا ہوں تجھ کو

یہ ہے شب وصلت کسی ارمان بھرے کے
چھپی ہے تیرہ شب میں مانگ بھرے کے

بلبل ہیں یہ خاموش مری نے مرغی سنکر
گویا نہ ہے باغ میں منقار کسیکو

دور ہو چشم بتا نکا تو جہان بیمار ہو
جو نظر پڑ جاوی وہ تا زخم سے نا ہو

قہر ہے صبح کو کیا جانی کہان کی جاوے
آنکھیں ملتی ہوئی سونکو یہاں کی آوے

وہ جو پہنچی باغ میں تو سرو اوہی تعظیم کو
لینے دوڑی بوی گل شاخیں جھکیں تسلیم کو

جہان کو روند کے رکھہ دیگا ایسا ہان نکرو
سمند ناز کو تم مطلق العنان نکرو

وزدیدہ نظر یا تو چرا لیگئے دل کو
یا آنکھ لگاوٹ سی لگالی گئی دل کو

مرجان کا پنجہ دست حنائی سی پھر گیا
اب تہ وہ ملائمین سے گل انتخیب ہے

ہوتی ہین اہل نظر سی وہ دم نظارہ ترش
چاشنی دار اونکا گویا شیرینت دیدار ہے

لگا آکے دل پر کرتیے کا تیر
وہ ابرو چڑہے یا کمان کھنچ گئے

برنگ اشک ہے خون خشک تیری ہیبت سے
گہٹا ہے دم کیطرح دلمین یاد اسطوت سے

دل بیتاب پہرا تا ہی ہے پڑی پھر ہیر
ہان جہان پر یہ مصیبت تو وہ ٹہہر آئے

صبح ہوتی ہی شب وصل کی ارمان نکلے
بہت ایجان نہین ہوتی ہی جان نکلے

جوبن سی ہی اب چمک ہے نہ دمک ہے
گا لو غین نہ وہ لوچ کمر مین نہ لچک ہے

الامان تیری کسیکی آتش رخسار کے
وقت نظارہ نگاہ دو ہی مژگان جل گئے

آتش حرمان ہوئی کچہ دلمین ایسی مشتعل
سیکڑون ہی حسرتین لاکھون ہی ارمان جل گئے

مانگی ملے جو تخت سلیمان کبھی کبھی
تو جاؤ نہین ضرور پریستان کبھی کبھی

بوسی کی بات مین جو ہوا وہ سی گفتگو
بولی کہ روز روز نہین ہان کبھی کبھی

مایوس وصل کرکے نہ عاشق کو ٹرکا
ظالم کبھی کبھی ہو نہین ہان کبھی کبھی

آپکے ناز نے آپکے بیدا دنے
آپکے تازہ تراش آپکے ایجا دنے

لطف دیتی ہین نیا ہر دن ملاقاتین نئے
ہین نئی معشوق کے باتین نئے گہاتین نئے

اس مزیکو جانتی ہین بس پرانی باندناق
بوسہ لب تازہ تازہ اور صلواتین نئے

دیکہتی ہو کیا پرانی نکتہ سنجونکا کلام
نطق تازہ فکر کے منہ سی سنو باتین نئے

نکہت ہی گردتن کی لطافت کی سامنے
میلے کچیلے پہول ہین نگہت کے سامنے

بوسہ جسمین خرچ ہو کچہ وہ نہ دی سکے
قارون کیا حسین ہے حضرت کے سامنے

اپنی سو جور آشنا تو گلا ہوتا ہے
کیا تغافل ہی تلافی جفا ہوتا ہے

تکلیف شب غم کے ہزارونکو خبر ہے
معلوم فرشتونکو ہی تارون کو خبر ہے

انکار نکر نقش قدم ہین ترے شاہد
غیرونکی یہان جانی کے یارونکو خبر ہے

اچھا نکہین پر ہی ای نطق تو غم کیا
کب میری فصاحت کی گنوارونکو خبر ہے

آغوش مین آؤ بھی مشتاق ہین وصلت کی
لب ہمسے نہین اوٹھتی اب تا زنزاکت کے

کبھی وہ جو ہوکر مزار وتمین گزرا
تو مردی جلی اوس مسیحا کے پیچھے

اثر کیا کرین نالے بیتنگد ای ہمدم
اوچٹ جاتی ہین تیر نگرا کے پیچھے

مری چشم تر آبرو اوسکی لی گی
پڑی ہاتہ دہوکر جو دریا کے پیچھے

ہجوم تمنا نے مت دل کی کاٹی
پڑی ہین یہ دان دانا کے پیچھے

محبت نی مجھکو بنایا ہے سایہ
مین ہون ہر جگہ شوخ رعنا کے پیچھے

نالے کے ساتہ عشق گل تر مین جان دے
بلبل یہ بات نام کی ہی حوصلی کی ہے

غیرونکو منہ لگا کی نہ کر ناتہا بی ادب
خوبی حضور آپکے یہ چوچلی کے ہے

آغوش مین شوخی کی ادا اور ہی کچہ ہے
بوسی مین بگڑنی کا مزا اور ہی کچہ ہے

بیداد کو روتا ہون کہ ایمای عدو کو
تم سمجھے ہو کچہ اور گلا اور ہی کچہ ہے

وصل کی رات دراندازو مخل تہی کتنے
ایک از انجملہ یہ مردار نزاکت بھی تہے

لو اپنا بوسہ پھیر لو دل میرا پھیر دو
مجھکو بھی گون مفت ہین ہے، جو منگا ہی آپکو

ای جذب جا کی اوٹنی تو بعد از سلام شوق
کر التماس چلیئی بلا یا ہے آپ کو

کہلتا ہی ہر نگاہ سے طومار انتظار
کچہ اندنون مرے سے تمنا ہی آپ کو

رنگ اوس پری کے گانی سی ای نطق آگیا
میری غزل تو کیا ہی یہ خوبی گلی کی ہے

مری گہر چیدہ جو اسبابہ ہوتے
فدائی آمد سیلاب ہوتے

۲۲۷

لمعہ شمس الضحای فصاحت شعشہ بدر الدجای بلاغت اعنی تقریظ کلیات نطق نگار فارس مضمار
دانائے منشی حافظ سلطان احمد صاحب سلطان تخلص خلف اصغر منشی ولایت احمد صاحب محصیلدار سیتاپور
یہ رئیس کاکوری برادر خرد مصنف سلمہ اللہ

الحمد للہ بہائی صاحب قبلہ کا کیا کلام ہے منتخب و لاجواب کلام ہے حضرت کو ابتدای شباب سے ذوق شعر ہوا
تیس برس سے سن تک کہکر ترک کیا خال اکرم منشی محمد ضیا صاحب صبر سے اصلاح لی نکتہ سنجی و معنی پروری کی داد دی
بلندی خیال کا عرش فرش پا انداز ہوا زمین غزل کو آسمان پر تانیا ہوا بندش چست استعارہ لطیف دور دور فکر بلند
زبان شستہ و دلپسند آمد کی آمد آور و زندار و تکرار الفاظ کیا خوب زمرہ کتنا مرغوب معاملہ بندی کیسی ہی مضامین کی
بلند ہی ویسی ہی کہین شد مسادہ ہے کہین نعرہ عاشقانہ ہے کہین میر و مرزا کا انداز کہین ذوق و غالب کا رنگ کہین مومن
شیفتہ کا پرواز کہین ناسخ و آتش کا ڈھنگ کاکت الفاظ و بھاشا کہین نہین لغات فارسی تنگ نہین نہین جو کہ الفاظ
مستحسن التداول متروک حوشی طبیعت یہ کہ بندش مضمون کی ساتھ حاضر رسائی خیال یہ کہ مضمون ہو کہ ساتھ حاضر
کبھی فکر شعر مین دقت نہ پڑی تجانی کی ضرورت نہ پڑی ادہر احباب کی باتون پر کان ادہر مضمون کا دہیان ادہر
بات کا جواب ادہر شعر لاجواب ان باتون کو بہت لوگ جانتے ہین آس دنانت وذکاوت کو باتی ہین مثل مشہور غماز و
غرور نہین یہی وجہ ہی جو مشہور نہین جب حضرت نے یہ فن ترک کیا مجھکو اس فکر نے لیا کہ کہیں ایسا نہ ہو یہ مجموعہ گرانمایہ تلف ہو
تو پھر کہان ایسی بات آئی تردد بدرجہ کمال ہوا الطباع کا خیال ہوا آخر مطبع صبح صادق مین فی ہنگ خانہ منشی فرزند حسین
سے ملکر حسانت صاحب کی تردد و لیاقت خط کی خوبی کس کس کی تعریف کرون نقاشی یا صناعی کس کس کی داد دون
خط اگر خط روی حسینان ہی تو لوح نگار مین نقش بشائی بہ حسینان ہی الحاصل آج چھپکر تیار ہوا مشہور و ہویدا ہوا یا ایہا المتصفح خاص و عام ہو
حضرت مصنف کا از شرق تا غرب نام ہو تاریخ ہای موزون جو نکتہ سنجون کی نوک سے نکلے ہین وہ ذیل مین رقم ہین
واضح ہو کہ کلیات ہذا کی ۱۲۹۰ ہجری مین ابتدا ہوئی اور بوجوہات ۱۲۹۲ ہجری مین ختم ہوئی قطعات مین جو
۹۲ و ۹۳ کا اختلاف ہے اوسکی یہی وجہ صاف صاف ہی جس نے جب جہان فانی تاریخ ارسال فرمائے فقط

قطعہ تاریخ از حافظ صاحب ممدوح الصدر راقم تقریظ

سبحان اللہ چشم بد دور	کیا حضرت نطق کا سخن ہے	سلطان یہ سال طبع لکھیے	در یا مضمون کا موج زن ہے ۱۲۹۳

وله

ہوئی چھپکے تیار دیوان ایسے	کہ ہر لفظ جسکا ہی جان فصاحت	لکھی طبع کی سلطان نے تاریخ	یہ مجموعہ ہی بوستان فصاحت ۱۲۹۲

قطعہ تاریخ بفکر سامنی بہ نظیر و بہ مثال شاعر نازک خیال منشی مقبول احمد صاحب محو تخلص بہ اوسط مصنف

للہ الحمد الطباعی یافت	سخن خلق سہ بار سخن	ہر تاریخ محو بست نگار	مطلع و مقطع بہار سخن ۱۲۹۲
ہوئی الطباع آج دیوان انکا	کہ جو تا جدار دیار سخن ہے	اگر فکر تاریخ کی ہی تو ای محو	رقم کر ہمیشہ بہار سخن ہے ۱۲۹۳

وله در سنه فصلے

نطق کا کلیات طبع ہوا	طرفہ مجموعہ بلاغت ہے	سال فصلے یہ محو نے لکھا	جوش پر فکر مہ فصاحت ہے ۱۲۹۲

قولہ در سنہ تعلیق

طبع شد کلیات حضرت نطق | اوستاد زمان یگانۂ فن | قلم محو سال طبع نگاشت | کلیات نطق شعر و سخن

قولہ در سنہ نستعلیق

کلیات نطق چون مطبوع شد | مشتری آمد عطارد ارسما | محو سال انطباعش در رقم | طبع شد این نظم دلکش جانفزا

قطعہ تاریخ بفکر شاعر شیرین زبان شیوا بیان منشی ممتاز حسین صاحب ادیب محمد زاد مصنف سلمہ اللہ تعالے

جناب نطق کی دیوان جو کروں تاریخ | زبان نہیں جو کروں اس کی وصف پھر تحریر | تمین فکر سے تاریخ کی لوائی ممتاز | کلام شاعر شیرین زبان ادیب سخن ۱۲۹۲

قطعہ تاریخ بفکر شاعر خوش فکر منشی مشرف احمد صاحب ادیب محمد زاد مصنف صاحب

حضرت نطق سے مخمور کا | چھپ چکا آج لاجواب کلام | ہے مشرف یہ طبع کے تاریخ | عمدہ و چیدہ انتخاب کلام ۱۲۹۲

قطعہ تاریخ بفکر عالم علوم عقلی و نقلی مولوی منشی مظفر احمد صاحب شہر محلص ابن مولانا منشی عنایت احمد صاحب برادر عزیز مصنف

چو دیدم کلیات نطق شد طبع | بحسن بندش و الفاظ رنگین | نوشتم از پی تاریخ طبعش | ربی گلزار و گلہای حسابین ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر مولوی سید محمد صاحب ابن منشی عنایت احمد صاحب ادیب محمد زاد مصنف

چھپا وہ کلیات نطق رنگین | کہ حسن باغ رضوان ہی خجل ہو | ہوئی سید جو فکر سال مجھکو | تو بولا نطق کا باغ حسابین ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر ناظم بلند خیال شاعر بیمثال منشی اکرام الدین صاحب حسین کوری یاس مخلص

نطق خوش فکر کے چھپے دیوان | مشتری ہیں سخن شناس تمام | انہی سال انطباع آیے یاس | سخن بیمثال کرار قلم ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر عالی منشی الطاف حسین صاحب فیض رئیس کوری

ہی شاعر دلنشین و موزوں دیوان چھپے | ارمان نہ کی سیر کا ہر نکتہ دانکو تھا | دیوان ہیں کہ درج طبع نطق | جنت ہے روح بلبل شیراز کے فدا

جو بحر ہے وہ نہر ریاض بیان کے ہے | مصرع ہر ایک سرو ہی باغ کلام کا | قربان ان کی بلبل نغمہ کپور ہو | صفحہ ہر ایک رنگ چمن ہے کھلا ہوا

الغصہ جسنے دیکھی اس باغ کی بہار | سو کیسی کامہ جانبی ہوا اسکا تیقنا | ای فیض سال طبع کی تحریر کا ہے نتیجہ | لکھ کلیات نطق کا اب خوب چھپا ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر بلند منشی کاظم حسین صاحب فیض رئیس کوری

ہوا طبع جب نطق کا کلیات | ہوئی مشتری قدر دان سخن | عمی نے دم فکر تاریخ طبع | یہ لکھا زہے گلستان سخن ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر شاعر نازک خیال حافظ محمد یوسف صاحب رئیس کوری

طبع ہوئی کلیات نطق مقبول جہان | چشمہ بس صاف مضمون خیالی ہے ہر ایک | مند سال طبع ہیں ہم نے یہ فکر | کلیات نطق شد مطبوع طبع اہل فہم ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر رزین مولوی عبد السمیع صاحب خلق رئیس کوری

طبع شد چون کلیات نطق اوج شعرا | ز مضامین بلاغت پر لطافت بیگمان | گفت ہاتف خلق فوز اسال طبع یافت | طبع این جزو شدہ مطبوع طبع شعرا ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر روشن منشی ساجد علی صاحب حسین کوری

چھپا کیا نطق کا دیوان رنگین | ہر اک مصرع ہی سرو بوستانی | سر انصاف سی ساجد نے تاریخ | لکھی، ہے گلبن باغ معانی ۱۲۹۳

کلام نطق کا مطبوع طبع ہا گردید | بیان جانب کیا طرز دلنشین ہے | لکھا یہ ساجد نے سال طبع اسکا | کہ واہ کیا سخن نطق آفرین ہے ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر منشی مرتضی حسین صاحب بسمل مخلص رئیس سیتاپور

جو نطق کا کلام چھپا | الغیاث اور بے نظیر ہے یہ | بولوں کہنا سال طبع بسمل | واہ وا نظم دل پذیر ہے ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر رسا مولوی سید تفضل حسین صاحب رئیس کاکوری مدرس مدرسہ گوجرا

چو دیدم کلیات نطق ای محشی | بسلسلہ گلبن مضمون نو شتم | برای سال طبعش بے تامل | کلام منتخب موزون نو تخم

۱۲۹۲

قطعہ تاریخ لفظ منشی کاظم حسین صاحب رئیس کاکوری

زنطق نکتہ پرور جمع کردید | عجب مجموعۂ لعل و گہر اے | بگو ای عاقل بہر سال طبعش | کہ نظم لاجواب نطق نامے

۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بلفظ منشی ہادی رائج جوہر رئیس ملہر ضلع شاہجہان پور

چھپے گے دو دیوان نطق کے دیوانہ | کیا سخن کا ہی جوش پر قلم نے | لکھے جوہر نے طبع کی تاریخ | سخنور ہیں مشک جلوۂ انجمن

۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بلفظ منشی ناظر علی صاحب اہل منشن سیتا پور حودہ سہنہ

چو از تصنیف نطق نکتہ پرور | بشد مطبوع این عمدہ دواوین | من ای ناظر برای سال طبعش | رقم کردم زہی نگین مضامین

۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بلفظ منشی نظام احمد صاحب اہلدار تخلص متیم مطبع لمع رخشان رئیس حیدرآباد

ساقیا جام مرا از بادہ لبریز کنید | بعد خوش مطلبی لب بر لب مینا آمد | سال وی فکر نمودم دہم ہوئی تخلص مرا | تشنگی ہای سخن رنگ لب آمد

مست گفتار کہ گشتم بخیالم آمد | ناگہ ہاتف از لب مینا آمد | قوت ناطقہ از نطق جواہر دو ہزار | لب مینا ز لب مینا آمد

مصرعہ تاریخ بلفظ فکر یکہ تاز میدان فصاحت وحید العصر جہان یگانۂ منشی ریاض احمد صاحب مالک مطبع ریاض الاخبار

سراپای خوبان دلکش ادا ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بلفظ نتیجہ فکر رسا صاحب طبع وکاشف سید اسمعیل حسن وقار خلف اکبر سید محمد صادق صاحب مالک مطبع صادق

گیا خوب چھپی ہے نطق کا دیوان | ادبی نطق نے داد سخن پائی | تاریخ یہ اونکی طبع کے ہے | کیا طرز سخن کی ہے نرالے

۱۲۹۳

قطعہ تاریخ از ارتجا بجہ اظہار فصیح زمان بلیغ دوران حاجی منشی یوسف حسن صاحب اخلر برادر زادہ سید صادق صاحب

دیوان چھپے ہیں نطق کی کر | پاکیزہ کلام سبکا سب ہے | آخر کے زبان ہے اونکی تاریخ | انصاف کی رو سخن سب ہے

بے شبہ ہے خوب یہ مصرعہ سال | یہ جملہ کلام منتخب ہے

قطعہ تاریخ از ارتجا بطبع جنید زمان فرید دوران بیضاء ہمہ دان منشی فرید خان صاحب رئیس علیگنج ضلع ایٹہ متخلص بشوق

مژدہ کہ از طبع نو کلیات | صفحۂ اقبال بچرخ کہن | نطق کہ آن خانۂ شاعر نشیست | تازہ از و گشت مذاق سخن

بخرمی کز دہن او چکید | رنگ طرب بست ہر انجمن | سکہ مضامین تر و رنگین فتاد | صفحۂ دیوان ست زمین چمن

بشنو و از این سخن جاں بمن | مردہ بصد لجد در کفن | شوق پی سال صلا زد چنین | جلوہ کنان گشت نگار سخن

دلہ

کجائی ای آسمان دیرین بیا ہر شام زیرین | کہ کلیات لطافت آگین بطبع آمد ز حسن تزئین

بجای این انجم درخشان بیار چشم نظارہ سامان | کہ جلوہ گر ست چون عروسان ہمہ صنایع ہمہ نگارین

بیا کہ خال رخ پری را نمائم اسپند حیرت بدین | دمیکہ بیند نگاہ زرفش چکد حلاوت ز حرف حرفش

تو گوئی آمد ہمہ بفرش زبان سپر بن بیان شیرین | زفیض آن اوستاد دوران نظر دوشیدہ سخندان

بخوان صفحش ہزار ہمہ بیاض نطقش ہزار تحسین | صدای تحسین بود بسر لب بدین و بعاد خلق آئین

بگفتم آمد چو این رقم زد روی معنی کشاد بر مع | نوشت در تاریخ رکن مطلع جہان یگانہ ریاض احمد

زشوق مضمون بنطق تحسین | کلام او نیک نظم پروین | محیط مضمون شگرف نگین | بیان شیرین فصاحت آئین

۱۲۹۳ھ ۱۸۷۶ء ۱۸۷۶ء ۱۲۹۳ھ

خاتمۃ الطبع از فکر کمترین فرزند حسین مہتمم مطبع ہذا

نوید اہل نظر مژدہ دہ یا اولی الابصار	کہ کیا ہی دیپ یہ یکبو کلک شہکار	نشستہ حروف کی جا ہی صور اشجار	
یہی وقت ہی ای خامہ ان دم چہکار	زبان نی بنا عندلیب کے منقار	وہ تیری زمزمہ سنجی دکھا ہی گلزار	
نقاط کی ہین جو لوٹی تو گل و ابر کے	نی صفحہ قرطاس تختہ گلزار	ہو سطر سطر ہین گویا کہ نقشہ	
دکھا ئین رنگ وہ رنگینیان مضامین کے	ہر ایک صفحہ ہو اک صاف مصحف بہار	بیاض ہر ہو تصدق بیاض گون حور	
تو جانتا ہی یہ کیون تمام ہی تنہا	یہ کیا سبب ہے جو سامان اس قدر دیکھا	مگر سنا نہین نی کہ آج چھپے ہوا	
کہ جسکو نطق علیہ السلام کہتی ہین	تمام پیر و جوان اس پہ جان و دل سے نثار	عنان خلق ہوئی جسکے ہاتھ بکنار	

ثنا شنایان نیخانگاہ کہان ہین ذہر تشریف لائین یوسف عزیز مدہ شاہری کی کرم بازاری ملاحظہ فرمائین شاہد سخن زینت دہ بزم عشرت آور اورنگ نشین اقلیم شہرت ہوا ہے خوان نعمت تصنیف مہیا ہے مائدہ خوار و کو صلاے شعرای شعری ہین مشتری تعلیم تذرد کہای شرہ عقد ثریا نثار کو لائے دبیر فلک قصیدہ مرصع کہکشان تہنیت ہین سنانے آیا ہے زہرہ و مشتری نی نظم فلک کے گانے کا نقشہ جمایا ہے شمس و قمر نشکیش اور تسدیس کی چیتین بہار کبا دمین سنا رہے ہین انجم ثوابت فرو نشاط سے وجد کا عالم دکھا رہے ہین شرطائر چتر زرین کی جاسا ئہ انگلن ہوا ہے شرواقع فرش پا انداز بنا ہے مسدس جہات مین غلغلہ شادمانی بلند ہے رباعی عناصر اس نوید سے خرسند ہے ہر فرد بشر قطع زمین پر سرور ہے اس بہجت و انبساط کا شہرہ دور دور ہے آب ہما س دلبر راز کے چہرے سے نقاب تبسم اوٹھاتے ہین ناظرین اولی الابصار کو شاہد سخن کی جلوہ آرائیان دکھاتے ہین لو سنو کہ وہ شاہد غنائی سخن کلیات نطق علیہ السلام ہے واہ سبحان اللہ کیا کلام ہے کہ ہر شعر اوسکا بیت ہر بیت دلپزیر ہر غزل از مطلع تا مقطع مرصع رباعی کا ہر مصرع چار مین مصرع ہر مصرع خوش قطع گویا زبان ہزار داستان قطع کرتا ہی سیاح ستان معنی سخن پر کیفیت سے بہرتا ہے ہر مصرعہ بادہ سخن کی ایک بوتل ہے سجہ کا بل ہے جسنے ایک جام پیا مست و بیخود ہوا حلاوت پسندان مذاق درست کی زبانو نیر مدتون مزا رہا حواس نشے سے فروم پہر احسرت و افسوس رشک و حسد مین مبتلا رہا دیوان اول جو معنی بند ہے حاشیہ پر اور دیوان دوم جو عاشقانہ ہے متن مین لکھنے کا التزام کیا ہے حاشیہ کے دیوان مین ہر غزل کے آغاز پر قافیہ و ردیف جلی قلم سے لکھدیا ہے الحاصل اب یہ مجموعہ بہ حسن و خوبی مطبع سید محمد صادق صاحب کیل سرکار صبح صادق نام مین سید محمد جعفر حسین صاحب برادر حقیقی مالک مطبع و متصرم جملہ کارخانجات کی سعی و کوشش و جانفشانی سے چھاپا گیا انفصال ایزدی سی ماہ اگست سنہ ۱۸۸۵ کی ۳۱ تاریخ کو ختم کو پہونچا یارب یہ کلام مقبول ہو مصنف صاحب کی فکر کا نتیجہ محنت کا صلا حصول ہو قطعہ تاریخ

اردو و فارسی جو راقم نے موزون کیہین وہ ذیل مین لکھدیا ہین

سید احمد جیب چکا احسن	حضرت نطق کا کلام تمام	بہر تاریخ طبع ہاتف نے	یون کہا بی نظیر ہے یہ کلام ۱۲۹۳

ولہ در فارسی

بطبع آمد چہ کلیاتے کہ نیست ثانی او بعالم	بہین زرنگینی مضامین بصفحہ صفحہ شگفتہ گلشن	
زسعی جہد بنان خامہ چو ختم گردید الطباعش	ندای ہاتف بتاریخ وقت فکرت تتم بالخیر گفت احسن	

۱۲۹۳ھ

تمت

صحت نامہ غلاط دیوان نہم جو کہ متن میں ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۳	پڑ ہین	پڑہین گے
۶	۴	مصنف	منصف
۷	۵	کہے کو	کہئے تو
〃	۱۴	پاجاؤن	پاؤن
۸	۲	چاہنا والا	چاہنی والا
۱۲	۱۱	خیال تنگ	خیال تنگ
۲۰	۵	قاعدہ وہ الخ	قاعدہ جلیانہ چاہا وہ غالب منگدو کیا
۲۲	۴	روز	زور
〃	۱۹	فریاد	فرہاد
۲۸	۵	عمل کا	عمل کو
۲۹	۹	بس دم نکل گیا	بس کہ دم نکل گیا
۳۳	۱۹	جھوکے ساتھ	جھوکے کے ساتھ
۳۴	۹	جانان	جانان ہین
۳۵	۷	ڈوڑا	دوڑا
〃	۱۴	ایک	ایک ایک
۳۶	۱۹	چکہئے گا	چکے گا
۴۳	۱۳	حیا طرح	حیائی طرح
۴۵	۱۱	لازم سے	لازم ہے
۴۹	۱۹	باصبا	بادصبا
۵۰	۱۵	ترکو تکو	ترکو نکو
۵۴	۱۷	جان دی تیہ الخ	ایکہ کہنیچکر تب فرقت مین جاوے
۵۶	۱۲	لوٹا	لوٹا
۶۰	۱۷	جلوہ بازی	جلوہ ہاری
۷۴	۱۲	کہ یہ ہے	کہ ہے
〃	۱۴	کیمای	کیمیای
۷۵	۱۴	سیوچاک	پرچاک
۷۷	۱۵	بچھوڑا	بچھوڑا
۸۴	۲	کیون مجھے	کیون نہ مجھے
۸۶	۱۱	گھرین	گھر کرین
۹۲	۷	یہ ظلم ہین	یہ ظلم ہے
۹۶	۲	تاریہن	تاریہن
۹۹	۱۹	انکہون	لاکہون
۱۰۶	۱۰	تم	ہم
۱۱۳	۱۲	بیوفائی ہے	بیوفائی سے
〃	۱۹	نقل	نقل
۱۱۴	۱۲	جو درشب	جو شب
۱۱۶	۷	ایسو	گیسو
〃	۱۶	لایا	لاتا
۱۲۰	۲	روشن	روشنی
〃	۴	چادر	ایک چادر
۱۲۳	۳	بجی ہے	بے ہین
۱۲۸	۱۳	گہنای	گہنای ہوئی
۱۳۱	۷	خال خد	خال خد
۱۳۲	۱۰	سینے مین	سینے سے
۱۳۳	۴	زکیسو	زکیو
۱۵۱	۱۰	یہہ اپنا	پیر اپنا
۱۵۵	۱۶	تماشا کی	تماشے کے
۱۵۷	۱۰	فرقت کی چوٹ	تیہ کی چوٹ
۱۶۱	۱۵	کاکل چوٹ	کاکل کی چوٹ
〃	۱۶	جفای جور	جفا و جور
۱۸۱	۵	عجدوزہ	عجدور وزہ
۱۸۳	۱۰	بخمار	غمار
۱۸۴	۱۲	عالم ہے	عالم کے
۱۸۶	۱۰	جلتے	جلتے
۱۹۰	۴	جمیت	جمیت
۱۹۴	۱۳	سچے	سچے
〃	۲	حسرت درد	حسرت دور
۱۹۹	۴	گلارگر	کارگر
〃	۱۰	پہونگ	پہونک
۲۰۰	۲	حمایت کر	حمایت کو
۲۱۱	۱۰	جب پوچہی	جب پوچہی
۲۱۷	۱۶	جورہائی	جور سائے
۲۱۸	۱	ڈبونا	ڈبونڈہنا
۲۱۹	۶	رنگین آئے	رنگین آگے
۲۲۰	۶	رودین	رودینگے
۲۲۱	۹	بہارائی	بہارای
۲۲۲	۱	جہکنے	جہکنے
۲۲۳	۱۱	رہتے ہین	رہتے ہے
۲۲۴	۶	جنسے	جنسے
۲۲۷	۱	ہزارونکون	ہزارونکو
۲۲۸	۵	پای پای	پای
۲۳۰	۱۰	کاہی ڈی	کاہی کو دے

تمام شد صحت نامہ اغلاط دیوان متن

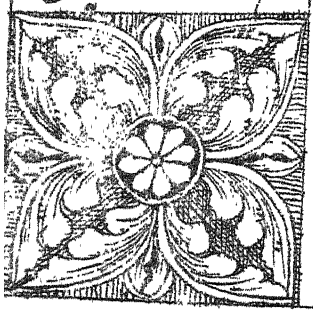

صحت نامہ غلط دیوان اول جو کہ حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۸	قند نکر	قندنکرہ
۹	۸	چل گیا	جل گیا
۱۱	۲۶	جاری خاک	ہماری خاک
۱۲	۲۸	اسنام	اصنام
۱۴	۲۱	کراوٹے	کہ اوٹے
۱۹	۲۳	کسدام	کسدم
۲۱	۳	سرد صنوبر	سرو صنوبر
۲۳	۲۱	آگے	آکے
۲۷	۳۶	پرستا	تڑپتا
۳۴	۲۴	کوکئی	کوئی
۳۵	۳۰	اندہی	آندہی
۴۸	۳۱	خاتمہ	خاتمہ
۵۰	۱۳	پڑھائی	سنائے
۵۴	۱۸	غمین	غم مین
۵۶	۲۳	غنچہ ترا	غنچہ تری
۵۸	۱	شام کے	صبح کے
۶۳	۲۲	خشک سر مزاج	سر مزاج
۶۶	۲۱	دکھاباد	دکھا کر آباد
۷۱	۱۰	آفتاد	افتاد
۷۲	۱۳	گنجہرے	گنجہ سے
″	۲۳	سنائے	سنیاے
″	۳۶	جھاڑتا	جھارنا
۷۳	۱۳	فضل	فصل
۷۷	۶	بچا	بجا
۷۸	۲۷	استخوان	استخوان
۷۹	۳۱	طامونکو	طامونکو
۸۱	۲۱	کھولو	کولو
۸۱	۳۱	ڈراندار	دراندار
۸۳	۳۶	سزوار	سزاوار
۹۸	۲۹	ہون آگاہ	نہ آگاہ
۱۰۲	۲۹	لا	ہم اونکی
۱۰۵	۴	بیداد	بیداور
۱۰۸	۳۳	رہا چہری	رہا ہی چہری
۱۱۵	۵	دلبر	دلبر کے
۱۱۸	۳	جانی بعد	جانی کی بعد
۱۲۱	۳	چشم	حشم
۱۲۳	۱۸	پھر آتا	بھر آتا
۱۲۵	۳۵	ہو پیدا	پیدا ہو
۱۲۷	۳۷	گلستے	گلگشت
۱۳۲	۲۰	برگ گل	برگ گل
۱۳۳	۲۶	تو	لو
۱۳۶	۳	دو سہ دن	دو سہ روز
۱۴۲	۲۰	رسید کال	رسید گان
۱۴۷	۲	کو	کوئی
۱۴۸	۲۰	بزنگ سنگ	بزنگ ناق
۱۴۸	۳۴	شوخی ہے	شوخی سے
۱۵۰	۱۴	نہیں ہو	نہیں ہوتی
۱۵۶	۲۹	ڈھاک	دھاک
″	۳۶	سرین سمن	نسرین سمن
۱۵۹	۳۵	جوڑاے	چوڑاے
۱۶۰	۳۱	قسمت	قسمت
۱۶۴	۲۹	چاٹ	چال
۱۶۵	۳۷	جون	جوان
۱۷۹	۱	خفان	خفقان
۱۶۹	۳۶	بہروہ	وہ سہر
۱۷۲	۱۵	دنمدن	دندان
۱۷۴	۸	واسطے	وصف سو
۱۷۶	۱۵	دکھاتا	دکھائی
۱۷۷	۳	یوکہا	یون کیا
۱۹۷	۴	خدالتو	خدادی تو
۱۹۳	۲۳	آنی	آنی
۱۹۴	۱۴	آئی	آنے
۱۹۷	۱۰	چاک	چالاک
۲۰۰	۶	[illegible]	[illegible]
۲۰۱	۱	جاکر	[illegible]
۲۰۲	۳۷	نکلا	نکلا
۲۱۳		تاریخ الم	[illegible]
″	۶	صافیان	صوفیان
۲۱۴	۱۴	نگاہ	جگہ
″	۳۴	[illegible]	[illegible]
۲۱۶	۳۴	[illegible]	[illegible]
۲۱۶	۱۹	نظر آیا ہے	نظر آیا
۲۱۶	۲۵	[illegible]	[illegible]
۲۲۳	۸	[illegible]	[illegible]
۲۲۳	۲	لب رنگین	لب شیریں
″	۱۰	چھوائی	چھوآئے
″	۲۷	چاکی	چلکے
۲۲۶	۳	خوف	خبط
۲۲۸	۳۸	تصور	تصویر
۲۲۹	۱۴	کوئی	کچھ نہ
۲۳۰	۱۴	کوئی	کوئی

صحت نامہ غلط دیوان حاشیہ
تمام ہوا